



تفہیم القرآن

# تفسیر حقانی

عماد الحسنی، فاضل الشریعہ، شیخ ابو محمد الحقانی، الامامی، مدظلہ العالی

حصہ دوم

الفیصل  
ماہران، تہران، کاتب  
محرمی، شریعت، مدظلہ العالی

### سورۃ الزمر

الحمد لله الذى اسبغ نعمه على الامم، فامرسل الانبياء والهداه الي سبيل الرشاد بالجميع البينات والبرهان، واتمام  
الايات المبهرات وانزل عليهم الصحف والقران حتى سمعت دجية الضلال، واشترقت الارض بنور ربها وبارت  
الاجال، ليا واجب الوجود وبها غلب كل مقصود حل ومنم على جميع انبياءه، لا وعلى حملة اصفيائك خصوصا على  
سيد المرسلين حج البين الذى ينبع من لسانه ماء الحيات، وسالت من يرافقه انهار لجحات لغور الارض بعد ما  
ملاكت من الظلمات والظلمة التوحيد بعد ما عبيد المحلوقات سيدنا ومولانا محمد حاتم الرسالة وقصر حاتم العدالة  
فقدم مصافع الحطاء من العرب العرباء وظهر سورة القران واعجز بكلمة من الكلم الحكمة حكما: الرحمن  
الذى فتح الله به اعيننا عميا، وغلوبا غللا، واذا صفا، وعلى اله الابرار واصحابه الاختيار، الذين التذوا بهديته  
ونسكوا بسيرته فتوضح الطريقه وصحوا الخليقة شهروا لاسلام كسروا لاحكام الذين حاجروا لتصوره  
ونصروه فى حجرته لنعم النجارون ونعم الانتصار صلوة تامة دائمة ما سمعت فى ايكمها الاطيار وهمت بوبنها  
الديمة العبدان۔

اباہد فقیر ابو محمد عبدالحق بن محمد امیر کتابتے کہ اسلام کی غیر فواحش پرزنانہ اور برکت میں یہاں تک ہے کہ نبیؐ نے ان کو اس کا کام دیا  
ہے اور جب کہ کبر و کج فہم تقریر سے جسے سمجھتے تھے (جس طرح شفقت پدی ہے کہ امور مصلحت پر مجبور کرتی ہے) اسی طرح ارادت الہی  
بوسیلۂ صانع درگاہ سیاست سے کام لیتا ہے۔ جب نبیؐ العباس کے مہر میں عکس ہو گیا تو دکن فروم اور دانیہ نے اسام پر حمل کیا تو  
ملائے کلام کے اتمام نے نیز درگاہ کا کام دیا کیونکہ جب صاب اور عرب العرباء کو جو روز قرآن سے واقف تھے اٹھ کھڑے تو ظار نے  
مکالمہ قرآن کی حفاظت پر کمر بستہ باہمی بحر علوم و فنون میں بے حد ترقی کی یہاں تک کہ جس طرح مدرسی انکس و افتاد میں صبا  
علوم و فنون کا اپنے اور بچوں کو درس دیا۔ اسی طرح قرآن مجید کے حلق سے نکل کر علوم کو دیا کیا جس کا دواں حصہ بھی خدا آم سے  
سے کر کسی قوم نے اپنی کتاب الہی کے لیے تدوین نہیں کیا۔ اسی لیے زمانہ نزول سے اب تک جس طرح قرآن محفوظ ہے انکی کوئی  
کتاب محفوظ نہیں۔ مگر جس طرح اسلام کا شجر حویلی اثر زمین پر ابرہہ دست کی طرح پھیل گیا۔ برکت اور ہر شے کو اس نے اپنے حیات بخش

۱۔ چنانچہ علم، ریاضی سے حلقہ تک ہوا اور ہر صراط اور علم اسے کرکس کا اثر نہ ملے تو کوئی اور روش تو کسی ہے اور جہ و استقلال و غیرہ علوم کو دے کیا اور  
مصدقہ اور روشوں کی چال، خبر اور فائنلینت کی تخلیق تھی۔ حساب و ہندسہ کے اصول کا ذکر تھا تمام یاقین مقامات و احوال میں یہ لوگ حجاز، یمن  
دے گئے سیاست کے اصول سب سے دستور عرب نے قائم کیے جہاز، اہل اور علماءوں کے حساب سے سمجھ میں ہو کر یا زیادہ اسلامی سے وہاں  
دیا۔ بحر طبعیات علم انکس کرکس سے ہوا اور اپنی دور زمین اور گردنوں کے گلاب مقامات معلوم ہوئے ہیں وہ علم جمادات کہ جس سے سر زمین نے  
معدنیات کی تخلیق کردہ جہازات اور زمین سے سوا چاندی نکالنے کی کیفیت اور پہاڑوں، دریاؤں اور مشنوں کے یہ اہلئے کے حالات مختلف  
ہوئے ہیں اور علم جمادات کہ جس سے اور مٹوں کے سر شہر بھول آئے اور ان کے اثرات سے صفت ہوا ہونے اور زمین کی جزئیاتوں کے خواص سے  
بحث ہوتی ہے۔ اور علم ہوائی کہ جس میں میان کے اوزار و وسائے کے قایم حالات سے گفتگو کی جاتی ہے اور علم طبیعیہ کہ جس کو کیمسٹری کہتے ہیں جس  
کیا احتمالات و امور سے بحث ہوتی ہے و غیرہ علوم کے انبی اسامی اسلام مانے گئے ہیں۔ مگر جس مذہب، مطلق اور مطلقانہ اسلام نے نئی دی۔ اور



ہست ہستی سے چھڑا یا، اور اپنے قدرتی نور سے متور فرمایا تو یہاں بھی اس کے حلی اور دھار کا عید اکر رہے جس قدر زندہ کر کے آتش خدا سا کرتے رہے۔  
تو ہی نہ صاف خدا اس کو خیر کلف اور ابر دست سے بچھاتے رہے (لیکن جس طرح آج ہمارے پہلے درخشن چرخوں آتی اور بارش میں  
ہوئے سرسریاں چلتی ہے اسی طرح ہمارا بندہ کے لیے کچھ فرمودہ سے اس شجر اسلام پر بھی جھونکے گا۔ یہ ہیں جس سے جس خدائی اور  
روز و سلاکب انوسٹری رہے جیسا یہاں تک کہ اختلاف انصار و مدو و شراب غفلت و فحاشی ہو کر بیہوش اور مست و بخواب خرگوش ہو گئے تو  
خالفوں نے میدان خالی پا کر چڑھ کر کام کیا، اس کی دولت اس کی شرکت اور اس کی سلطنت حکومت اور اس کے علوم و فنون کا کام تمام کیا۔ صاحب  
عقیدہ سویرن سے جو ہے وہ دانا ہے ایک تو صیہائی اٹھنا آزاد ہی پسند بندہ وستان میں کی تو اپنے ساتھ ہی خدا باجہا زالی اور شراب  
خوری وغیرہ کے بھی بھر کر لائی۔ اول تو جو ہی مسلمانوں کی حالت خراب تھی اس پر آزادی و الحاکم کی پراڈ کی نے وہ آفت اٹھائی کہ

ازں لیلوں کو ساتی اور سے اٹھد

فریال رات سرانہ نہ دند

و چونکہ یہ اطلاقی کے اکثر مسائل اور احوال مخصوصا سے ان کے مذہب یا الزام کا ہوا کہ وہ ان کو نہ سیکھ سکتے تھے۔ جب کہ دنیا  
جیسی دوس کے بار میں اور اس کے گفتگو سے ہے (و اگر کسی اس نوعیت پر) جو میں کو تسلیم پر علوم و فنون اور فہم کیا ہے) جو اس میں اور  
جو کوئی ان کی محنت سے نہیں جانتے کہ وہ اس بات میں کوئی توہم سے مراد و تفسیر تحصیل میں بھی ناگاہک نہیں ہوتی۔ وہ نہ کہ وہ یہ کہ چہ نہ فرماتے اس  
تصرت عملی کے بغیر۔ یہ متعلق ہے اور اس کے کائناتوں کے کوئی بات کی جس کو یہ عقائد کہ یہ ہیں جو توحید اور اب گریز میں حاصل ہوا بھی  
مٹھا اور ان دیوں پر اس کی کتاب میں موٹم سورن کا یہ نقل کرتے ہیں۔ یہ بات بھی ہے کہ اس زمانہ میں اہل عرب نے کتب سپاہ اور اہل  
کی بہت سے دے جاری کیے تھے۔ ان میں سے ان میں یہ وہی ظاہر ہے ناخدا و حکمت کی تفسیر پاتے تھے اور یہی ظاہر کہ ان کو یہی کتابوں میں  
جاری کر رہے تھے۔ یہی اس بات کا بھی کہ ان کے کلام شمر کے مطلب اور طبعیاد اور عقائد اور باقی جو جو میں مددی سے وہ ہیں جہاں ہونے یہ  
سب عرب کے دہائی ہند سے لیکھے گئے تھے۔ بالخصوص ان کے اس کی اسلام و فلسفہ و وہ کے اپنی نہیں کے جاتے ہیں اور اہل وہ دہائی تو وہی ہونے  
سپاہ کے کہ وہ ہیں میں میں کیا ہی۔ مگر اہل عرب نے صرف کتب میں ہی اس کو رخ کیا اور کو یہی بغیر سے ان کی اس طرف فراموشی میں بھی گئے اس کی اہل  
فرقی بھی ایسی جلد حاصل ہوئی یہی انہیں تفسیر حاصل ہوئی تھیں۔ ابھی مٹھا۔ اور بڑی دیکھیں اور عقائد میں یہ عقائد کے کوسلوفن کی تہ سے  
یہ وہ ہیں ظاہر عقائد پچاس اس خاصا میں عرب میں کائناتوں اس سے ہے اور اس سے اس میں عرب کا وہ ہے کہ انہوں نے علم ہند و ادب اور  
کیا میں وہی توشی کی اور ان کی جرات انہیں۔ یہ ان میں ہو کر فرنگستان میں ہم چلے گئی۔ اور ان کو بظاہر عقائد فرنگی کتاب کے دوسرے  
وہ ہیں میں کہ وہ تھیں میں ہم علم کا یہ وہ ہوا اور عربوں سے انہوں نے عرب اس عربوں نے خاص میں کتابوں پر افادہ کیا جن میں اس پر انہی اور میں اور  
انہی اندر بھی اور دشمنوں کے ساتھ مغربی بھی عرب کے انہوں کے طریق سے ان طومر سے آگاہ رہے۔ شاید ان کے شرف و فہم نے ان میں عربوں کو ان میں عربی  
ہے انہی میں سر کر لیا۔ وہ ان کے ساتھ با و آج کتاب فرنگستان میں بہت کم تھے۔ مسلمانوں نے ان کو کوئی انہی اور علم معارف میں اہل فرنگ نے  
مروں سے حاصل کیا۔ جس میں ان کی جن و کلام و یا کتب کی کتابیں ہوئی ہے انہی مٹھا۔ اس کے وہ نہ بہت سے عربوں میں اہل عرب کے انہوں میں جن  
کے کہ انہاں مقام ہیں۔

اس حالت سے عربی فراموشی کے اہل اسلام کے وہ ان کی کو نہ تھی۔ اور میں ترقی انہیں نہیں ہوئی نہ اب ہے کہ یہ قصود کہ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ  
(پانڈی اسلام کا بنیادی رجحان ہے۔ اس بات پر انہیں غلط ہے۔ اگر پانڈی اسلام کے بنیادی رجحان ملا ترقی میں سب بہت سے لے جاتے۔  
وہ وہ کہ جو فراموشی کے متعلق ہیں اور ان میں کو انہی عطا کی اس میں نے انہی کیا ہے بہت سے ہیں۔ مگر یہاں انہوں نے کے چند طومر ذکر کر دیوں۔







کو اس سورۃ کاغیر کی سات آیتیں (جملہ) ہیں مگر اس میں اختلاف ہے کہ آیا ہم اللہ تعالیٰ ان میں داخل بنے کہ جو سورۃ فاتحہ رکھ جاتے یا نہ رکھتے (کو) کہ قرآن مجید کا جزو اور نہ شہادہ نامی ہے اس سورۃ کو اس جگہ سب سورقوں کے اول میں اس لیے لکھ دیا ہے کہ اس سے دوسری صورت میں فرق ہو جائے اور اس سے سورۃ کا ابتداء کرنا باعث ہو کہ سمجھا جائے۔ جس پر بند اور بصرہ اور شام کے قاری اور لغوی کا یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ ہم اللہ جزو سورۃ نہیں۔ محض فصل اور تحریک کے لیے لکھا ہے اور یہی بات نوکی ہے۔ کیونکہ بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ اور ابو بکر و عمر و ہذا نماز کو اُتھم اللہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے اور اسی طرح طبرانی اور ابن جریر و ابو داؤد و غیرہم بھی شیخین کی روایات سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز میں ہم اللہ کو آیت پڑھتے تھے اور ہم اللہ رب اللہ نہیں کہہ کر رکعتیں سمجھتے تھے۔ ہم اللہ کا جزو نہیں ہے کیونکہ سورت میں سے ایک بڑا کاغذ پڑھنا کوئی بے نیکی نہ رکھتا۔ اگر یہ بڑا ہوتا تو اس کو بھی نیکو کر پڑھتے اور ایک کے بعد کوئی اور لکھ دیتے۔ اور امام شافعی اور عبد اللہ بن مبارک کا بھی یہی مذہب ہے اور اسی لیے یہ لوگ اس کو نماز میں کہہ کر پڑھتے ہیں اور ان کے پاس بھی دلائل ہیں۔ مگر نبی ﷺ اور خلفائے اربعہ نے اس بارہ میں کوئی بات کی صراحت نہیں کی۔ دونوں راہیں اپنی اپنی سامنے سے چلنے لگی ہیں۔ بجز جو اس کو جزو لکھتے ہیں ان کے اور اقرا ہیں۔ بعض کی یہ رائے ہے کہ یہ آیت پڑھنے سے اور بعض کہتے ہیں آیت کا آخر ہے بلکہ اگلا جملہ اس کا ایک آیت ہوتی ہے جس میں کے نزدیک ہم اللہ بھی ایک آیت ہو جیسا ہے تو ان کے نزدیک سورۃ ایک چیز لکھنے اَلَّذِیْنَ اٰتَمَعْتُ عَلَیْہِمْ غَیْرُ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الْعَصَاۃِ۔ ایک آیت ہے اور جن کے نزدیک نہیں تو وہی سورۃ اَلَّذِیْنَ اٰتَمَعْتُ عَلَیْہِمْ کو ایک آیت اور غَیْرُ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الْعَصَاۃِ کو دوسری آیت کہتے ہیں۔ واللہ اعلم

ترکیب : فقہا جاد و درہم بحر و مصنف اللہ مصنف الیہ۔ و سوف اور الف والرحمن الرحیم و انوں کے بعد دیگرے اس کی صفت۔ و سوف و صفت جو مصنف الیہ ہے اپنے مصنف سے مل کر جاد کا بحر و ہوا۔ یہ جاد متعلق ہے ایک فعل مصنف کے کہ جو یہاں اقرا ہے کیونکہ جس چیز پر اللہ چڑھی ہوئی ہے وہ اس کی قسم کا فعل مصنف لکھا کرتے ہیں جو کھاتے وقت پڑھیں تو اٹھتی ہو پڑھتے وقت اُٹھتی ہو اٹھتی ہو۔ پس یہ ہے اپنے فعلی مصنف کے ساتھ مل کر جملہ لفظیہ۔

تفسیر : خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو اس سورت میں یہ عطا ہے کہ وہ ان کو نہ دیکھو خدا تعالیٰ طرف سے یہ کہتا ہے کہ میں خدا میں درجہ کے نام سے شروع کرتا ہوں تاکہ تم مجھ کی پوجا نہ کرو کہ وہ کسی کا لقب سے یہ کہتا ہے کہ میں میری عبادت کو ادا کرتا ہوں۔ سو نہ تم کو ہوں۔ حاصل مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو تعلیم کرتا ہے کہ بولیں کہ ہم خدا کے نام سے شروع کرتے ہیں کہ جو ۱۰ امیر ہوں اور رہم ہے۔ ان مسلمانوں کا کہ اس تفسیر میں غنیہ عام نہیں اس لیے ان سے ظہور رکھنا ہوں کہ ہم اللہ جو ہم سے دوسرے مشفق ہے کہ جس کے مشفق بندوں کے ہیں جیسا کہ اہل بصرہ و اہل کوفہ میں سے مشفق کہتے ہیں جس کے معنی علامت ہے اور یہ تحقیق کہ اللہ ان کوں سے لفظ سے مشفق ہے۔ اور درختی المعروف ہے یا غیر معروف۔ لیکن یہ تفسیر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہمد اللہ اصل میں ہمد اللہ تعالیٰ کو کثرت استعمال سے حذف کر کے اس کی جگہ کتابت میں اب کھول کر دیا۔ اس لیے کہ نبی ﷺ اللہ اسی طرح لکھتے ہیں۔ ہمد اللہ

### نکات متعلقہ محقق

دفعہ ۱: چونکہ دنیا میں انبیاء و علیہم السلام اس لیے آئے ہیں کہ لوگوں کو خدا کا راستہ دکھائیں اور اس میں وہ حقیقی نیک و نیکواریں کو جو عالم میں دکھائی نہیں دیتا نہ کسی قوت سے ماحول و ماحول و اللہ تعالیٰ سے معلوم ہو سکتا ہے اور جس کے وجود میں وہ لوگ شک کرتے ہیں کہ ان کو اس





کاٹھ بٹکی ہے کہ وہ معدوم ہے سرجہ اور وجود سے معدوم کر سکتا ہے۔ یہ نام بھی حالت کوہ اور ملا ہے اور وہ کئی سے رابطہ پر مانتا ہے۔ جب اس کے نام کا تصور دل میں چھڑکتا ہے پھر نیا شے کی چیز کی جستجو آگھوں میں جسکے نتیجے۔ چہ چہ نیکہ پھر اس کئی کی پریشانی کی جائے اور اس سے بہت ساری کے خیال کو بھی دل میں چھڑی جائے۔

چہ سہانی حالت علم پرکشہ

جہاں سرعینب عدم پرکشہ

جب اس نام کی تجلیات عارف کے دل پر قرار لگتی ہیں تو یہاں تک کہ وہت ہو جاتی ہے کہ اپنے آپ کو بھی قبول جاتا ہے

بہا میری نظر اس میں تو ہی قدر ہے

بہرہ رکھتا ہوں اہم قوی تو ہے

اس مرتبہ کو جو حد تک کہتے ہیں۔ سبکدوش و شرف کا یہاں لیا کہ ہے۔ معلوم روحانی تیری تعلیم کے قربان پہلے ہی سحر میں تشکیل کر کے سعادت کو پہنچا دیا۔ مہر واصل جس مقام سے ملا ہے۔ اس سے انتہا ہر سوسکتی تھی۔ اس کے سبکی انتہا پر ابھی ہوئی۔ اس کے بعد مفکر و محقق کو ذکر کیا کہ جو روزن بھلا جس کے سخی زیادہ رحمت کرنے والا ہے۔ کسی بے کدر حیرت سے اس میں حروف لیا ہیں اور کلام عرب میں زیادتی حروف زیادتی معنی کے لیے آتی ہے اور اسی لیے رجب آدمی کو کہہ سکتے ہیں۔ زمین جس کی سکتے۔ کیونکہ وہت سے زیادہ رحمت ای کو کام ہے اور جو کوئی رحمت کرتا ہے کسی نہ کسی غرض سے کرتا ہے نہ وہ دنیا دین کی بھائی ہو یا نہ دینی خدہ اس یا ہم ہنریت کے مار و کھ سے رہتی ہوں۔ اس سے قطع نظر اور جو کوئی رحمت کرتا ہے تو اس کے دل میں بہ جوش اس کی رحمت کا ہوتا ہے۔ اور پھر یہ مدت نہ کرے جو کسی کو کچھ بھلائی دکھائے گا وہ سب چیز پر غرضی کی تحقیر ہیں۔ وغیرہ یہ لفظ اللہ ہی پر ہوا جا ہے۔ یہاں اس حالت اور کی کے نیچے آئینہ جہاں نما ہے یا ترباتی جاں ناز۔ سو لفظ اللہ کے بعد اس کے ذکر کرنے میں دیکھتے ہیں: اول یہ کہ عالم سخی میں آ کر انسان دراصلی ہوا ہے اور اس بلاؤں میں گرفتار ہوا جا ہے اور اس کو نظر میں چیزوں کی حاجت پڑتی ہے میں اس سامان کے مناسب کہ جس میں کوئی کام نہ کرے۔ بھلے سب چیز خدا رحمت ہے کہ جو غیر محتاجا رحمت پر دل کرتا ہے کیونکہ اس قدر مرض ہاں ہی قدر وادعا میں سخت ہے۔ ہاں دیکھتا ہوں کہ نہ تھکتا تھکتا چیز ان کے مقابلہ میں وہی اللہ ہونا کمال ہے۔ دوم یہ کہ لفظ اللہ ذات ہے اور وہ جس سے وہ صفات اور قوتوں کا منت ہے۔ چہ جتا ہے کہ ذات کے بعد ہم صفت درود اور جادے کہ جو عزت و علم کے خالص ہو۔ یہاں اس لفظ میں ایک اور نکتہ بھی ہے کہ ہم وادعا میں اثرات میں اپنے بچانے میں کوئی دکان پر غرض سے میرانی اور رحمت سے پیشی کا اور سب سے ہم درجہ دلی کا برتاؤ کر۔ چہ انچ اس کی شرح میں وہ خود غن فرماتا ہے إِنَّ اللہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ کہ اللہ تعالیٰ کو انسان کے لئے والوں سے محبت ہے اور فرمایا اِنَّ اللہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ کہ اللہ تعالیٰ کو انصاف و بھلائی کرنے کا عزم و جہ ہے اور اس کی شرح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا حدیث صحیحہ وارد ہیں کہ جن کے ذکر کی یہاں خواہش نہیں تھا مقبول نہیں تھا اور تمام کے لیے یہ مسئلہ اصل لاسون ہے۔

آسان کی دو تھی تفسیر میں وہ حرف است

۶ درختان حلف ۶ دشمنان مارا

اس کے بعد لفظ رجم کو ان کے تہرے حال یاد دلائے کے لیے آ کر کیا۔ کسی لیے جس طرح اللہ و انہی میں زیادتی و اشتہار کیست کے مراد لکھ کر اس کی رحمت کو علان دیتے ہرے سہلوں سب کے لیے قرار دیا گیا تھا۔ اب مزید لفظ رجم کو خاص ایک میں یعنی خدا کے تعالیٰ کے فرمایا ہوا کے لیے خاص کیا گیا۔ پھر اخیر میں اللہ رجم کو لایا اس کو بھلا تا ہے کہ اس جہاں سے نہ کر کے جب وہاں جادیں گے تو



کام انہی کی فوجی سرنگی اور نمبروں سے چام کہ بھڑکی تاروں میں بھی۔ یہ تو بہت خوب ہو چنانچہ بحوالہ شیخ سرتی تفسیر اصل کلام انہی کو نہ  
تھی اور اسی خبر پر ہیکہ ان پلٹ کر لکھ دیا کہ اور یہ تو ظاہر ہے کہ غنیمت جیسا کہ مرقی بھی لکھی ابراہیم میں تشریف لکھیں گے کسی کو بھیوں  
کے مدرس میں تفسیر پائی نہ کوئی بھی کتب نہ پھر مدرسہ عرب میں تھا۔ بلکہ یہودی اور مسلمانوں نے سب کا تو دیکھنا بھی تھا۔ پھر میں نے  
ذہاب سے خود لوگ عمل آؤں گے۔ پھر غنیمت نے ان کی کتاب میں سے لکھنے کی خبر لگے۔ اور اس زمانہ میں یہ کتابیں جو ان کی اولاد  
میں پہری نکالی تھیں جس طرح کہ کتب خانوں میں یہودیوں نے اس کتاب کی حالت میں ان کے ہاں بھی روزگار کی کتاب قبیح اس کو۔  
حزبرک لوگوں کے پاس مقدس میں رکھتے اور غیر اصول سے لڑتے چھپاتے تھے۔ یہ چھاپا نہ تھا کہ جس کی بدولت ہرگز قبیح وہاں میں  
عام لوگوں تک دست رس نہ اس بھرتی ہے۔ اور یہ کہ کہ کوئی عام مسلمان غازی جیسا کہ عرب کے پاس رہتے تھے ان سے لکھ کر لکھی ہوئی غنیمت  
نیاں عام ہے۔ لیکن انہی کو یہ عام تجارتی دھبہ کے عالم نے لکھ کر انہوں نے تفسیر کر دی۔ دیکھا۔ وہم یہ تو قرآن عاموں کی کیا مصیبت  
پڑی تھی کہ ایسے شخص کے ہاتھ پر اس معنی سے ایسا نہ لکھنے کہ ہر چاند ان کے ہاتھوں نے اس بات پر ان پر کڑے رحمانے دھوپ شر  
جو یہ کیا۔ بھوک پیاس نا تکلیف اسے کہ سخت مشقت میں اقرار کیا کہ وہ پھر بھی حضرت کے دین سے بھرے۔ اس میں بھی کوئی شبہ نہیں  
کہ ابراہیم نے مسلمانوں سے کہ اس فاسق کو لڑا یا اس پر اس کو لڑا کتاب میں لکھ گیا ہے اور اس میں اس کی یہ ہے کہ سادہ دست و شکر کے  
تفسیر میں یہ ہیں۔ وہ تو نہ تو وہی قوم میں یہ خبریں کہاں؟ کیونکہ تمام ابراہیم خدشہ بند و خدشہ مکرملوں میں ابراہیم خدشہ مکرملوں میں اور یہ بھی خدشہ مکرملوں  
آ غنیمت نے لکھا کہ وہ انہی میں جس قدر کہ عرف کتابیں اور انہوں نے اس دھبہ کو لکھا ہے کہ وہ عادات میں سب تلاوا اور ان کے لئے یہ کہ یہودی  
باتوں میں بعض گہما باتیں اور۔ ان لوگوں میں بعض بھی مادیات بھی ہوتی ہیں۔ جس اس کی کتاب جو تمام جہان کی اصلاح و فلاح کا جہ  
اٹھ دے یہ کام نہیں کہ وہ ان دنوں سب کو اس کا لڑائی لڑاؤ نہ ہو کہ مسجد یا دے جیسا کہ خود ہندو لکھتے ہیں یا نہ ذہاب اور یہ کتاب  
میں اور ہر ہم اور ان میں جو کچھ حق اور غلطی کے موافق ہو اس کو قلم نہ لکھے اور غلطیوں سے نہ یہ سب ہاں لکھ کر۔ عاود نہ یہ کہ سب کو تفسیر  
کرے۔ جس جب یہ بات پر آئے ہندو ایک فرض ہے تو اب ضرور ہے کہ اس کو خود قسیم خدائی کے بعض جز ہندو کی دھبہ و  
شرت کے مطابق سوں کے اور بعض ابراہیم بعض دیگر کے مطابق ہوں گے اور اسی طرح بعض عادات و طوار اور رسوم کا خاص ہے۔ اور ان  
مذہب آپ سے چند نامہ جدید میں کو ان کی بات ہے۔ کہ وہ اور ان کے کتبہ اخلاق کی عہد میں نہیں۔ پھر اسی فرض انہیں کو لکھا ہے  
انہی کے لئے کیا ضرورت؟ یہ ضرور پائی نہ کوئی جہان کر دیکھئے۔ یہ آپ کی کتاب کا اسالی جواب ہے اور تفصیل بشرط فرصت پھر گوش گزار  
کر دوں گا۔

دفعہ ۳: جو شخص کسی کی اطاعت کرتا ہے اور اس سے مغربی و مہم کو قاصد و کتا ہے تو اس سے خوف اور مسرت کا ذرہ ہوتا ہے۔ کسی کو مہم اور مہم  
بھلائی کی امید ہوتی ہے۔ سو یہ دونوں چیزیں تو وہ ہیں کہ جن پر مصلحت کا مدار ہے اور کسی کے لئے ایک ایک بات کا دھبہ سے ڈر کر روزگار میں اگر سہا  
عام کی فتح دل میں غم کر اس کی اطاعت کرتے ہیں اور جہان پر دونوں باتیں اولیٰ ہیں تو وہاں عامت کے ساتھ محبت بھی ہوتی ہے اور جو  
عامت کے محبت سے مرکب ہوتی ہے وہ طاعت و خوف سے بہتر ہوتی ہے اور اس کے لئے ایمان کو سید و ہم دونوں کے اندر دیکھا ہے کہ ایک شخص  
خوف سے غرت اور محض امید سے عزت ہو جاتی ہے اور جس ناس لڑکے جن کا مقصد کعبہ کے درجے تک پہنچنا ہے وہ بلا طاعت کا سید و  
ہم اس سے بہتر ذالہ دیکھتے اور طاعت کرنے میں نہ کٹھنٹی شاہد اور نبی و کونہ اور بندوں میں واسطہ ہے (مخبر وہ ہے کہ بند اس کے  
کے ہالی سے ذرا اس کی محبت دل میں پیدا کر کے طاعت میں تاد کرے کہ نہ تمام تاد و آخرت کی مستحق اسی پر صرف ہیں۔ ہاں  
اس سے اپنے ابراہیم کلام میں دو سائے رنگی کر میں سے یہ مطلب نہایت خوب و خوش و اچھا ہے۔ اور ہم یہ کہ یہ غلط فہمیاں نہ عرب میں





[illegible]

مواہلہ: بسا اوقات ہم-نہم-انہ پڑھتے ہیں مگر ہم کو اس قسم کی کوئی بات سمجھ نہیں آتی۔

جواب : غلامداد ابو نونہ کلام ہوا جس کی تائید کے لیے دو بات ضرور ہیں۔ اجتماع ضرور ہوا تھا۔ موقوفہ دیکھتے تو یاق کے اڑ میں کسی شخص کو نہ دیکھتے نہ کسی تحریر اب اس کی ایک شرط بھی فوت ہو جاتی یا کوئی نفع حائل ہو جاتا ہے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح غلوپ بیت وحدق و انشاء رابطہ انبی و انجرو ان باتوں کے لیے ضرور ہیں اور یہ کارڈ اور خطا اسے فساد دہشت شیعہ علی ابن ابی طالب کے لیے مسموع ہیں۔ اب کلام کو میں غلامداد کے بانی احمد کی تحریر کہتے ہوں۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝ مَلِكُ يَوْمِ  
الْذِّكْرِ ۝

۴۔ حضرت کی عائشہ امہ می نے یہ ہے جو کل جہاں کا روشن کرنے والا ہے جو تمام جہاں کو روشن کرے اور ان کے لئے نور ہے۔

[illegible][illegible]





نیکو طبیعت اپنے تصرفات پر قادر رہتی ہے، پرندہ اور بے ہیں اور جب حرارت غریب پر غلبہ ہوتا ہے تو ان کو ہوا جاتے ہیں اور وہ بے سب کا رہنا شروع کر دیتے ہیں اور طبع و اجسام سے ہوتے ہیں نہ زمانے کی ابتدا ہے نہ انجام۔ یہ دہشت ہمیشہ سے ہوں گی پھر نہ ہم اور یوں ہی پھرنا رہے گا۔ چنانچہ اس غراب عقیدہ کے لوگ پہلے بھی بہت تھے اور اب بھی ہزاروں ہیں۔

(۲) : اہل حق کو ظالموں کو جاننے کے بعد پھر ہونا ہونے کے ملحق ہوں گے اس کے اسباب و اثرات کی وجہ سے غافل سے مستغنی ہونے کے بعد بعض آریہ مانع کا عقیدہ ہے کہ بعد مخلوق ہونے کے پھر اس کی طرف کچھ جنت باقی نہیں رہتی۔

(۳) : یہ کہ ان کے ہونے کا عالم میں سے کسی جز کو اس کے کلامات و افعال اور جرم میں مستغنی جانے اور پھر اس کو بھی، اختیار و استیلا و بیعت میں شریک سمجھ کر اس سے بھی واسطہ و محدودیت رکھے جیسا کہ قدما نے یونانی و فارسی اور زمانہ جاہلیت کے عرب اور ہندو آگ اور پانی ہوا اور آفتاب و مانتاب اور تاروں اور غیر مریخی اور اجرام کی نسبت عقیدہ رکھے تھے۔ بلکہ سمجھتے ہیں (۱) تار کی روشنی کو وہ اہل ایمان میں شریک سمجھتے ہیں۔

(۴) یہ ہے کہ آدمی بعض حاجات اور کاروبار کے پرانہ ہونے کی وجہ سے (۲) کہ جن کو رحمت الہی مصنعت ملک یا شیخ یا اس شخص سے خلاف جانتی ہے) اس کو سراسر بے غصب اور بغض اور لڑائی کو جان کر اس سے محبت نہ کی جائے اور دل میں نفرت پیدا ہو جائے جس سے ان کے اور ارادوں کے اپنی ادھوں سے دشمنی کا پتہ نہ لگایا جاسکے جیسے کہ بعض یہود نے انجیل و بیبیم اسلام کو لے کر اور خدا کی روشنی کو سراسر اندھمی۔

(۵) یہ ہے کہ کوفہ اور انبیاء کا اقرار ہو کر حق است اور بائیں کی جزا و جزا کا انکار ہو جیسے کہ یہ وہی فرقہ صمدی کا عقیدہ تھا اور اب بھی صمدی بے دینوں اور غیر بعض مذاہب کے لوگوں کا عقیدہ کا قاعدہ ہے بلکہ وہ دہادہ و جزا و جزا کا اسی عالم پر نظر رکھتے ہیں (۱) جیسا کہ انہوں نے ان کو اس عقیدہ سے لیا۔

(۶) یہ ہے کہ قسمت اور جزا و جزا کا اقرار ہو کر اپنے اہل باطلہ اور خیالات باطلہ سے بعض مخصوص کی نسبت یہ عقیدہ ہو کہ وہ ان کی واپس جس طرح چاہیں گے اپنے مقتدر اور پرستش کرنے والوں کو طائر المرام کریں گے اور خدا نے تعالیٰ کے مذہب و عقاب سے مانع آدمی گئے۔ اسی لیے طائر کے ساتھ نہ زیادہ استعلا پرستش میں ان کو بھی شریک کرتے ہیں اور ان کو بھی خدا کا جزا و جزا شریک و بیگم جانتے ہیں جیسا کہ انصاری حضرت سید (۱) صلی اللہ علیہ وسلم کا کھارہ سمجھ کر بالکل غلط سمجھ گئے ہیں۔ اور ان کو کوفہ اور جزا و جزا سمجھتے ہیں اور اسی طرح ان کو بھی صمدی جہاد میں نہ اپنے بزرگوں کو مانگتے و غمناک جانتے ہیں۔

سوال : اہل اسلام بھی تو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شیخ و راہبر جانتے ہیں۔  
جواب : شافعیان تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ درجہ ہے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت رحمت ظاہر کرے گا اور اپنے وعدہ کو پورا فرمائے گا۔ نہ یہ کہ آنحضرت رحمہ اللہ کے شریک و بیگم ہو کر اس کے مذہب کو ترک کریں گے اور خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے اس کے محبوب و مفضل کو جنت میں لے جائیں گے۔ یہ کسی اہل اسلام کا عقیدہ نہیں۔ بلکہ جو کچھ آپ سے سرزد ہو گا مریخی یا اہل حق کا۔

یہ ہے جو طوائف و روحانی تاریکیوں کے اصول ہیں کہ جو فریب خدا سے مانع ہیں اور پر قرب سے محروم رہنا آخرت میں دوزخ اور طوائف و زنجیر و غیرہ چیزوں کی صورت میں ظاہر ہو کر جنہم ہو جائے گا۔ بلکہ وہ چکا اور طرح طرح کی ظلمات و کھائے گا۔ کیونکہ روح کی راحت (۱) کہ جو بعض جنت ظہور کے ہی بلکہ کر بیکر لیا ہے کہ اس کے سرگزشت اسی کی طرف پہنچنے میں کوئی چیز حائل نہ ہو جائے۔ دیکھتے دیکھتے ظلمات جب کوئی چیز کسی چیز کے خارج طبعی یا سرگزشتی کے بیچ میں مانع اور عائق اور جاتی ہے تو وہ چیز اپنے جزا و جزا کو اس کی طرف جانے میں بھی پھیر پڑتی ہے اور یہ پھیر پھار اور دشمنی کے معاملات انھما اس کے لیے جنم ہے (۱) ظن تو درمیان (۱) یا ان تار کیوں کی فرامات۔ سورہ بے شمار و بزرگوار











ان چاروں کو خدا تعالیٰ نے اس نوبی کے ساتھ اپنے ایک تھوڑے سے کام میں بیان کر دیا کہ جس کو راہی کچھ ہو تو وہ اس کام میں مقدر ہے سو جان سے ایمان لے لے (اول) امر کہ **لَقَدْ خَلَقْنَاكَ ذَكَرًا فَجَعَلْنَاهُ اُنْثٰی** میں مشاہدہ کرادیا کیونکہ تمام عالم درجہ پروردگار کی کو پہنچا اور اس کا ہر جزو و قافہ و ذی و شایہ جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں اور مشاہدہ بھی اس کی تائید کر رہے ہیں۔ تو اب اس تمام عالم اور مجموعہ کائنات سے علیحدہ ایک شخص کے موجود ہونے میں کہ جو سرخا اور کاہ اور عظیم اور عظیم امرید و مسیح و ہیمز و حن و درجہ ہر جہت میں فعل کے اندر سے کوئی ہونا کہ جس کی تحت و کبریٰ کو دیکھ کر اس کے بنانے والے کے کردار اور عظمت و عظمت و قدرت میں شگ کرنا ہے وہ نہ عقل نہ کو مشاہدہ سے نہ حاکم میں بات کا بغین ہوگا۔ دیکھئے جب کوئی کسی بیروہ کے پیچھے چلا جائے اور رفتہ رفتہ جہاں کو چھو کرے پس اس و پروردگار کی حالت دیکھنے والے کو اس شخص کے وجود کا ایسا ہی بغین ہوگا کہ جس طرح اس کو پیدا کیا دیکھنے سے ہوتا ہے اور اس کی حدت اور اس کی ہزار کے حدت میں بھی کوئی شک باقی نہ رہے گا۔ اس طرح اس شخص پر جو کچھ اعلیٰ کے بقدرت سے ہر ذریعہ پائے اور کھینچے ہوئے دیکھتا ہے وہ بھی اس کی ذات اور صفات پر اعلیٰ درجہ کا بغین دیکھتا ہے۔ اگرچہ یہاں سے بھی، اس کے صفات معلوم ہوتے تھے مگر **لَقَدْ خَلَقْنَاكَ ذَكَرًا فَجَعَلْنَاهُ اُنْثٰی** میں اور بھی کھل دیا اور مشاہدہ کر کے دکھا: **اِنَّ اَبَیْکَ لَکَرِیْہِ** کہ یہ برہان غیب سے یا یہ کہ ابتدا میں خدا نے اس کو اور زمین کو ایک ایک طرح جیسا کہ سب سے اولیٰ توامات میں کہا گیا ہے۔ جس پر گزریں۔ کہ اس لیے کہ اس کو تو ہی مانے کا جو خدا کا تائید اور الہام کا بالخصوص اس کلام کا مقرر ہوگا وہ وہ کہہ سکتا ہے کہ چارے پر گزرا۔ **اِنَّ ہٰذَا مِنْ قَدَمِہِمْ اُولٰٓئِہِ** اور خدا جو ہر مخلوق میں ہر صفت قرار ہے۔ کہ کو اس نے منظر دیکھا۔ کہ تمام شکر و شہادت کی جزا کا ہر ذریٰ اور اس بات کو کہ قوی رہاں سے ثابت کر دیا گیا مشاہدہ کرادیا **لَقَدْ خَلَقْنَاکَ ذَكَرًا فَجَعَلْنٰہُ اُنْثٰی** ہر ضروری تھا اور دیگر کتاب، انیل وغیرہ میں تو ناہمی نہیں جیسا کہ ہم ہر کتاب کا سرنامہ لکھ کر آپ کو ابھی دکھاتے ہیں۔ اور ہم کو بھی اسی **لَقَدْ خَلَقْنَاکَ ذَكَرًا فَجَعَلْنٰہُ اُنْثٰی** سے مشاہدہ کرادیا کہ اس لیے کہ جب عقل نے اپنی آنکھوں سے ہر وقت عالم کو ایک خبر شخص کائنات کو دیکھا کہ یہ عرب سے اس کو توحی کا حد مقرر کیا ہے اور یہ برآں اس کی تربیت سے فعل اٹھاتا ہے تو اب اس کے حادثہ ہونے اور اس کی ابتداء اور انتہا میں یا شک باقی رہ گیا۔ یہ بات بھی ایسی نظر ہی نہیں ہے کہ جس کی میں بات۔ اس برہان تربیت پر جو شخص ذرا عمل کرے گا تو اپنی عقل کی دروں و آنکھوں سے جس طرح خدا تعالیٰ کو کتب صفات مشاہدہ کرنے کا اسی طرح اس کے سرب و مسووح عالم کے امتیاز اور قافہ پر ہونے کو کچھ سے گا۔ یک ہر ایک ہم اولیٰ جو فیہ انہماک میں ہے ہر ذریٰ اس سے ہر ذریٰ باقوں کو جہت کے مختلف اظہار سے یا کوئی مناسب ثبوت و دھانی اپنے منظر پر جو تربیت سے یہاں تک پہنچی ہوا ہے تو اس کا علم اور بغین اس امر میں اس سے زیادہ نہ ہوگا کہ جو اس کام کو اور اس پر ان سے فعل پانے والے کو حاصل ہے۔ تو رات کا جلد ذکر ہو تو اس سر میں یا نفسان پر ہے جو پہلے اس میں تھا۔ اور کتابوں میں ہوتا تھا بھی نہیں یہ بھی نزل قرآن کے لیے ایک ہی ضرورت! **فَعِی**۔ (امروم) **اِنَّ اَبَیْکَ لَکَرِیْہِ** **لَقَدْ خَلَقْنَاکَ ذَكَرًا فَجَعَلْنٰہُ اُنْثٰی** **لَقَدْ خَلَقْنَاکَ ذَكَرًا فَجَعَلْنٰہُ اُنْثٰی** سے ثابت کیا بلکہ دونوں میں ہوا دیا۔ کہ اس لیے کہ عیت کی دو قسم ہیں: ایک ذاتی کہ بغیر عقل کے اس کی (۱) سے ایک جذب متغیر جس کی ہی کیفیت پتہ ہو جائے۔ دوسری صفاتی کہ کسی سے پہلے حق ہی ہو حال کی منتور اور آید و کی امیدوں سے عیت کی جائے۔ ہر صفاتی کی تین قسمیں ہیں: ایک پہلے حقوق کے لحاظ سے۔ دوسرے حال کی بخشش اور نعمتوں سے۔ تیسرے آئندہ کی ہمتی اور جہم کی بھائی کی امید۔ سو اور تمام دنیا کی محبتوں کو بھی آپ خود کریں گے وہ انہیں میں۔ سو ایک محبت ہوگی۔ جس کی دل میں محبت پیدا کر۔ نہ کی یہی صورت ہے کہ اس کو مخلوق ذات دکھا جائے والی جنوں صورتوں میں سے ایک کو یاد دلایا جائے بلکہ صفاتی دل پر کھو دیا جائے۔ سو وہاں کہ مخلوق ذات وہ جنوں حالات میں سامنے کھڑے کہ دیکھ جائے کہ اس کو یاد دلایا جائے کہ اس کے متبادل میں زبانی محبت کرنے کا ضرورت ہے۔

عقود چلو نہایت دیکھ ہے کہ جو کسی بندے کو ہر قسم کے غریب بنانے سے روکنا پانی پانی ہو، لیکن یہ کہ نسبت رکھتا ہے۔ پس اس نام سے ہر کوئی اللہ تعالیٰ نے ان تینوں مخلوقوں سے دلوں پر عقل کر دیا اور ہر قسم کی محبت سے دل کو بھر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی محبت کی جامع الصغائر کا جلوہ دکھا کر دینی محبت کا پال پالا دیا اور رَبِّ الْعَالَمِينَ میں حقوق و ماحولہ اور تفریق و حاجت دینی کو یاد دلایا اور اللہ تعالیٰ نے ہر وقت رحمت و احسان کا اسیلہ اور ہمارے معقول کردار اور بے نیلہ یَوْمَ الْيَقِينِ سے توفیق کی نعمت و ہادیہ اور عبادات غیر متناہیہ کا بخشہ دل پر عطا کر دیا اور نہ کر دیا اور محسوس جادو اور اسی لیے ایک جگہ قرآن مجید میں اس کلام پر ایمان لانے والے کی نسبت یہ فرماتا ہے وَأَلْقَيْنُ أَصْنُوءًا أَفْتُ مَلَأَ كَرَامًا اِيْمَانُ اللّٰہ سے سب چیزوں سے زیادہ محبت رکھتے ہیں اور بھی کئی جگہ اسی طرح پرارش ہے۔ اسی وقت جو لوگوں نے ایمانی کمالات پر غرور کر رکھی ہیں ان میں اس نام سے ایک سزا کا پتہ بھی نہیں۔ چنانچہ ان کے سر ہموں سے یہ کلمہ صوم پر ہوا اور جو کلمہ سچ میں ذکر بھی ہے تو صرف محبت کرنا فرمایا ہے۔ نہ محبت کا طریق بتلایا ہے نہ اس کو دلوں میں عطا ہے۔ اسی لیے جس قدر اس دست مجھ پہ میں مہمان خدا گزرتے ہیں اور اب بھی میں اور آئندہ بھی ہوں گے کسی اور مذہب میں ہوں صوم میں نہیں۔ کیونکہ محبت کا نتیجہ اول تو پہری پہری اطاعت ہے جیسا کہ فرمایا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ کہ جو کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میرا کہہ، تو کیا نہ کہ اطاعت، رسول میں اطاعت دینی ہے سو پر فرمانبردار اور جان فدا دینی جس قدر اس امت میں اپنے رسول کے لیے پانی جاتی ہے۔ اس کا یہ سوال صوم میں کسی میں نہیں۔ ہونی چاہیے کہ امت کی سرگشتی تو ضرب اللش ہے۔ حضرت یحییٰ بن یساک کے بارہ حوالی کو مطلع کرے کہ حضرت جلالہ کے صاحب سے کیا نسبت جنہوں نے حضرت پرانی جان کو تھلک میں ڈال کر خدا کے دشمنوں سے بڑے استعجال سے متاثر کیا۔ مگر یہ کہ ایک حوالی نے جو چند روپے کے کران کو دشمنوں کے چند شیش پھنسا دیا اور حضرت شعون پطرس اور دیگر حوالی کا نور ہو گئے (جس پر ہمیں چاہئے کہ سب کو بے ایمانی اور غفلت و لی کا لقب عطا کیا) (انجیل مرقس باب ۱۶) اور اخیر مرتبہ محبت کا یہ ہے کہ اس کے شوق میں اپنی جان اور جسم کو اس پر فدا کر کے اس کے مجال کا طالب ہو۔

فرم توں روز کوی منزل و ہواں بزم رحمت ہاں عظم دوسے جاں بزم در بھانے رہ تو زہ صفت دھم کلاں تلبہ جنتہ خورشید روزگراں بزم اس مرتبہ کو زبان شریعت میں شہادت اور عرف طریقت میں یاقینی کہتے ہیں۔ اس محبت الہی نے اسلام میں یہاں تک ترقی کی کہ مرنے جینے کھانے پینے ہر کاروبار میں ہی اس واسطہ پر اس کی دعا کو مقدم سمجھا جاتا ہے۔

کار ما عشق و بار ما عشق است  
حاصل روزگار ما عشق است

اور شہداء و اولیاء خدا اس امت میں انبیاء دینی اسرائیل کے ہم پلہ گزرے ہیں جن کے فرائض عبادات و کمالات کا ایک عالم شرع ہے۔ یہ فیض حواہی میں وہ کو منتقل ہو گیا۔ اس امت میں قیامت تک رہے گا۔ اور اس صمدی عیسوی سے لے کر اب تک عیسائی بھی کسی سچ عیسائی کا پتہ نہیں ملتا ہے کہ جس پر ہزار ہہ کرے نہ سجدوں کو اٹھائے اس کا ہاتھ نکلتے ہی پیادہ درست ہو جائیں (انجیل مرقس) یہ بھی تو دل قرآن کے لیے ایک بڑی ضرورت تھی۔ مگر اسے ہر کوئی جب انسان کے دل پر یہ نیل و شمش جلوہ گر ہو جاتی ہیں تو ہرگز اس کی آنکھوں میں کسی کی ہستی مستقل نہیں معلوم ہوتی کہ جو تیس اس سے طلبیہ حاجات اور لائے عبادات بلکہ دوبر کام تک خدا تعالیٰ سے استعانت چاہا و راہی کی عبادت کرے اس لیے ان تینوں آیتوں کے بعد یَقِمْ وَتِلْكَ تَسْتَعِينُ بندے کے کہہ۔ کہہ۔ کہہ۔ (اسر حزام) کہ اگر عینا الْعِبَادَةُ الْمَسْتَقِيمَةُ كَوْنُ الْاِيْمَانِ الْقَائِمَةِ عَلَيْهِمْ خَيْرُ الْمَقْصُودِ مِنْهُمْ وَلَا الْفَالِاحُ فِيْهِ





مطربہ بنعلقبو، میں رہی جبکہ اگر صاحب اور تعلق کہنے تو مقصود حاصل نہ ہوتا جس لیے کہ تصور یہ تھا کہ ہرچیز پر اور مگر کہہ دو ہوا اس  
 ہر بات کی کوتاہی کیا جائے۔ سو یہ بات لفظ رب میں حاصل ہے کہ جس سے ہر چیز کا ہر وقت حادث ارتجاع ہوتا۔ نیز کہ اگر بعد میں سو جانے  
 کہ اگر اس مسئلہ ممکنات کا ہر وقت پرورش کرنے والا ضرور ہوگا، اگرچہ واجب و مورد جامع السلطات ہے اور نہ کہ ہر چیز میں خود بخود ہو جس کو  
 کے وجود کی وجہ سے کہ وہ والا ہے کہ جو عظیم تعمیر کہ ہر چیز میں نظر کرتا اور تدبیر سمجھتا ہے اس میں آنے دیا ہے۔ کیوں کہ ان کی ہر بات کی اختلاف  
 لفظ خالق و صانع کے کہ ان میں یہ بات حاصل نہیں اور اس لیے یہ خدا تعالیٰ کے مشورہ و وجہ کے لیے اس پر اپنی تربیت سے کوئی دلیل بڑھ کر یا  
 برابر نہیں کیوں کہ اس طرح انہی عالمین میں بھی کی جگہ لفظ مقرر و عالم لانت اور رب العالمین ہے تو وہ عا کے جسم۔ نہ یہ ان کی حاصل نہ ہوا  
 کیونکہ اگر ممکن ہے تو ان اور فرد شیعہ اور غیر مسموئی اور قدما کے بنو اور بہت سے لوگوں کا یہ عقیدہ غلط ہے کہ (کہ تو رب کے لیے کہ وہ رب  
 ہے کہ جس بات بنا کر رب تک ہندوستان میں خود ہی بنے ہیں اور جملہ و عرب نے بھی یہ کام کیا ایک حالت دریا کا جس طرح مسرت کئے میں  
 اور اگر نہ مات میں دیکھ چکے ہوں گے) مگر ان کے مقابلہ میں خدا کو رب نہ عالم کہنا ان کی شرک اور بت پرستی کو مٹانے کے لیے چاہیے اس کو نہ ہوا  
 اور جب رب العالمین کہنا تو سب کو خدا کی بنیاد پر تہمت و نصرت ملتا کہ رب بنو دوں ہر وقت متبادر کرنا جو اس نقطہ سے جفا  
 دیا کہ اسے (اور تو ماریا تو جانو کہ تو جس کو تم جس چیز کے لیے رب قرار دے رہے ہو وہ بھی رب ہے جیسا کہ) نہ آپ بیٹے کے لیے نہ اپنی والدہ  
 کے لیے نہ بادشاہ و مرید کے لیے نہ مرد و عورت نہ چاند و سورج نہ جہاں بھی آگے کا مالک ہے نہ پھر ان کا کوئی پڑھنے پر اختیار  
 ہے۔ نہ ہی خدا تعالیٰ اور نہ ہی کسی اور کو یہ حق نہیں چاہا ہے۔ نہ محرم کا رب کوں ہے اور تمام عناصر و اجسام اور نسل و امت و خلق اس میں کس کے  
 بعد میں ہیں سو وہ جتنی رب ہے بہت اور استغاثہ ای کا حصہ ہے۔ درحقیقت نہ ان جب تربیت کے مضمون کو بخوبی سمجھ لے اور جو  
 چیزیں ایک اور فی چیز کی تربیت میں اور میں ان کو سوچے گا تو یقیناً یہ کہ اسے ایک نیک نوع کا رب وہ نہیں کہ اس لیے کہ تربیت اور پرورش  
 ایک نوع کی طرح اس کے کہ اس کو نفع و انواع پر اختیار ہو تو نہیں ممکن۔ نہ انسان کی پرورش میں صرف روٹی ہی کو نیاں کر لیجئے تو اس کے لیے  
 ترقی کی حرمت اور پابندی کی ضرورت اور بارش اور بارش کی صلاحیت اور غیر و غیر کو کئی چیزیں اور کار میں سود و کس ایک رب انوش  
 کے کسی کی نہیں۔ میں وہ رب النوع ایک رانی حاصل کرنے پر تو قادر ہی نہیں اور بیچ امور میں تو کیا خاک تربیت و پرورش کرے گا۔ اب  
 یہاں سے خدا و غیرہ ان مذہب کی حقیقت اور اس کے پیروؤں کی عقل کی تیزی اور عقلانی تو آپ کو بخوبی معلوم ہوگئی ہوگی کہ جنہوں نے  
 حاضر اور کو رب پرستی کو طریق نجات تعمیر اور دنیا اور دنیا پر اور پر انوش و انوش تعویذ سے مجرب یا جو انہی کو رب العالمین جوئے گا، اور  
 ان سب باتوں کو اور ہر امر سب طریقوں کے پائیدار کو رکھنا یا نہ کرنے اور ترک گوشت کرنے اور غیر قوموں کے پانی کھانے سے بچنے کو  
 مذہب تعویذ یا حق کا، حث جانے والے کو تو کہیں وہ ہے جس میں جملہ مرتب میں گرفتار جان کر اس پر متصف کرے گا۔ پانی کی صاحب دیکھنے  
 قرآن کے ایک لفظ سے کسی قدر زمینی اندھوں کو جھڑکا اور ہر جگہ کے بیماروں کو تندرست کر دیا اور کتبہ درود و مومن کو تندرست کر دیا اور  
 تمام مومن و مورات اور قرآن کا یہ لفظ زراعتوں کو دھندوں میں رکھ کر تو انوار و بحر انصاف سے بولا۔ حضرت مسیح علیہ السلام سے تو انوار و چار یا اور  
 و ایک مردوں اور وہ ایک اندھوں کو بھڑکا و کھڑا تندرست اور تندرست کر دیا اور وہ تندرستی وہ نہ کی جتنی تھی کہ ہر صم غالی سے متعلق تھی اور غیر تھی۔ یہ  
 امر میں نے ان کے کو ایک لفظ نے حیات الہی اور مصیبت و توفیق بخش دی اب دیکھئے کون سا معجزہ بڑھ کر ہے؟

کیا اک لفظ سے عالم کو زندہ  
 کیوں میں آپ کے کیا ہی اثر ہے  
 یا ایک الہی ہے یہاں خدا  
 سینا بھی ہیں فرمان خدا

اور اسی طرح انو حسن الوحید کی جگہ اگر کوئی اور لفظ بولا جاتا تو وہ لطف کہ جو ہم نے ان دونوں انصوب کی تعمیر میں یہ ان لیے ہے



تفسیر : بندہ جبکہ اس کی حمد ان اوصاف کے ساتھ کہ چکا کہ جن کی تجھی نے خدا تعالیٰ کی سستی اور معافی کا لایہ کا وہ نقش اس کے دل پر بنایا اس کے سوائے بھر اور کوئی انھوں میں نہ بنایا تو اس شوق عبادت نے اس کو بارگاہ حضور تک پہنچا پائیں جیسا کہ وہ ابتداء میں خدا تعالیٰ کو پسند کیے اس کے مطابق مخصوص ہے۔ یاد کر کہ بخدا کرتا تھا اسی طرح اب اس کے راہرو ہو کر یہ کہنے لگا کہ اے میرے معبود میں تھ پرے قربان تیرے سوا کون ہے میں تیری ہی عبادت اور تجھ ہی سے ہر کام میں مدد مانگتا ہوں۔ آپ کو اس آیت کا پہلی آٹھوں سے مدد معصوم ہو گیا کہ یہ ان دلائل کا نتیجہ اور اس فقیر کا شرف ہے اور عبادت سے حاضر ہو کر کام کرنے کا سر بھی مختلف ہو گیا ہوگا۔ جس کا اس کلام کے اسرار و معانی جان کرنے باقی ہیں سو خوشتر ہم معافی بیان کرتے ہیں۔

عبادت : نہایت وجہ کی عبادت اور انکساری ہے کہ جو کسی کی تعظیم کے لیے عمل میں آئے اور یہ عجب کے اس قول سے اخرا ہے۔ طریق معصوم کی معافی اس سے کہ وہ عجب معبود کے لئے جس پر کثرت سے لوگ ملتے ہوں اور وہ پاؤں میں دھو کر جاتے۔ یہ کیا ہی سے عبادت ہے کہ عباد اپنے سحر کئے گئے پہنچا جاتا ہے۔ عبادت وہ قسم ہے اول وہ کہ جو ظاہر اعضائے بدن سے متعلق ہو۔ دوم وہ کہ جو قوائے باطنیہ سے متعلق ہو۔ پھر اول کی در قسم ہیں۔ یعنی اولیٰ پھر دلی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ کوئی فعل متعیناً عمل میں آئے جیسا کہ سجدہ کرنا اور کھڑک کرنا جس کو نماز کہتے ہیں اور دوسرا کا نماز بیان سے تھکا جائے اس کی تسبیح و تہلیل کرنا جس کے کام کو تہجد یا زہد اس کے مقدس مقامات پر تہجد کا جانا کہ جہاں اس کے ہمارے نشانے ملتے ہیں اور برکات ہوں جیسا کہ کتب و طواف و سعی وغیرہ معصوم عبادت میں اس کو پکارنا جس کے ہم کی دہائی دینا اور عبادت۔ دوم اس کے خوف و مراد سے کسی کام کو جس میں نہ لانا جیسا کہ جناح و اکل و شرب کی جو گیس کے نزدیک نہایت مرغوب ہیں اس کے لیے ترک کرنا جس کو شریعت میں صوم کہتے ہیں اور جیسا کہ مقامات حیرت کرش و شادمانی میں ان کے روئے نہایت جیسا کہ۔ ہمارا حرم میں بارہالی عبادت اس کے نام پر کہ جو عبادت کا توحہ اور صدق اور جو آئے باطنیہ سے متعلق ہیں وہ بھی چند قسم ہیں۔ اس کے آیات اور کیا قدرت میں نور اور لکڑی کا اس سے دلی اور عقلی محبت رکھنا اس کی دل سے تھیں کہ ان کا ذکر روح اور شمس اور قمر اور خلیہ اور سر بھی اسی قسم میں داخل ہیں کہ جن کو مراد ہے طریقت میں لاکر تھی ہو جاتے ہیں۔ یا حاصل ہیں باقی ان کے فروغ اور اسباب و خروار سے نکالنا۔ پس جب اس کے راہرو حاضر ہو کر بندے نے یہ کہا کہ لہذا انھوں کو ہم خاص تیرے ہی عبادت کرتے اور آجود کریں گے تو انہوں نے کہا کہ یہ امور خاص تیرے ہی لیے عمل میں لائیں گے وہ کسی کو شریعت نہ کریں گے۔ اب نور کو کہ ایک توبہ سے کہ یہ علم دیا کرتے ہر توبہ کو نہ کہ جیو کسی تھوہ کو نہ چھو جیسا کہ قوت میں مذکور ہے اور ایک یہ کہ ان دلائل کا فروغ والی کر کہ جو پہلے تھیں ان میں مذکور ہوئے بندے سے کہ عبادت میں کون زیادہ اثر رکھتا ہے۔ چونکہ پہلی تہیں اس میں اس طرح خاص تھیں اس لیے نور والی قرآن کی ضرورت ہوئی اور جس طرح بد شرک میں یہ کلام بتیظ ہے اسی طرح ہر قسم کی بندگی اور عبادت الہی کی ترغیب میں اپنا عمل نہیں رکھتا۔ کیونکہ ایک توبہ کو کہنا کہ توحہ سوارے دل اور سارے بدن سے اس کی بندگی کر (توحہ فرشتہ) اور ایک ان دلائل سے کہ جو پہلے مذکور ہوئے بندہ کی آنکھوں میں اور کسی کو توحہ عبادت نہ کہ نور دہائی و منت اور پرورش یا دلا کہ خود اس کے منہ سے یہ اقرار کروا دیا۔ ان میں نہ عین و ایمان کا فرق ہے اور اسی طرح یہ آیت سے محبت الہی چھ کرنے میں بھی ہے شکر ہے۔ تو تواتر میں صرف یہی ہے کہ توحہ اپنے منہ سے زور سے اپنے خداوند کو رستہ دکھلا (استقامت) وہاں نہ محبت کا طریق بتایا نہ جو اسے محبت ذکر کئے اور اس جگہ دونوں باتیں ہیں کہ کس کے کہ جو بات محبت تو (پرورش) اور ہر طرح کی عبادت کا روا کرنا بعد مرنے کے تا مہر وادعت پہنچانا کاموں کی تہیں ان تہوں میں ذکر ہو چکے ہیں یہاں طریق محبت خداوند یا کہ اس کی عبادت کرو اور اس کے سوا محبت کا اور کیا طریق ہے؟ کیا کسی کو لڑائی اور بت کو لگے سے لگا کر بنادیا کرے۔ واضح ہو کہ نیا میں جو لوگ وہم اور خیال سے تاسعہ کی پابندی سے جس دنیاوی مجبوری کی پریشانی کرتے ہیں ان کی چند قسمیں ہیں کہ جو بعض

















ہیں کیونکہ وہ ان سب کی رہنمائی کرتے ہیں لیکن عرف میں اس کا استعمال تنگ چیزوں کی رہنمائی میں ہوتا ہے اور وہاں کہ جہاں ظاہر اور  
مخفی کا اصل بدلہ ہو۔ لیکن اس لیے پوری بدکاری وغیرہ کا رستہ بتانے کو ہدایت نہ لکھیں گے۔ فقہ خانہ کی راویات کے کوہِ رشت بلا لگانے کا۔ اور  
قرآن میں جو کسان روزِ نہیں کو جہنم کا رستہ نکلاؤ گا۔ اسے تو علیؑ کی تسبیح استہزا آ رہا ہے۔ چونکہ علماء میں سے بعض کہتے تھے کہ ہم سنت کی حق  
دلوں دکھانا اور بعض کہتے تھے کہ مطلب تک پہنچا تو اس کا فیصلہ بعض متفقین نے یوں کیا ہے کہ جس میں استعمال مشعلِ ہادی کی طرف اشارہ امام  
اور اہل بیت کے ذریعہ سے ہوگا تو وہاں ارشادِ علیؑ یعنی رسول اللہؐ کا رستہ مراد ہو جائے گا۔ جیسا کہ اِنَّا هُنَا الْفَرَّانُ الْعَلِيِّ يُلْقِي فِيهِ اَنْفُسَهُ اور  
هَذِهِ سَهْلٌ اِلَى وَسْطِ سَهْلٍ اور جہاں کہ تھوڑی دیروں کے ہوگا تو وہاں ایصال الی السطوب ہوگا یعنی تصدق تک پہنچنا جیسا کہ  
بَعْدَهُ الْفَوْزُ لَهَا الْمُسْتَجِيبُ تفسیر کرتا ہے کہ یہ تادمہ کو طے نہیں کرنا کہ کا خلاف بھی ہے جس میں اس میں قرآن اور موقع سے بہتر کوئی چیز  
نہیں۔

تفسیر: خدا تعالیٰ کی ہدایت نے بے شمار اہم ہیں کہ جن کا شمار کہ مشکل ہے لیکن ان کی اجتناب عالیہ ہیں:

اول مرتبہ: ہدایت الہامی ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مطلب کا اظہار ہے جیسا کہ بچہ کو پید ہونے میں دودھ دینا اور دوسری حالت  
دور در میان کرنے کا الہام ہوتا ہے۔ درختوں کو زمین سے پانی چس کر بدھنا پھل پھول کا ناشائستہ کاغذ کی طرف پھیلنا۔ علیؑ ہذا القیاس عالم  
میں سے کوئی چیز بھی اس کے فیض سے محروم نہیں اور خدا تعالیٰ کے وجود کا سم ہے اور اس پر ہم ایمان لائے ہوئے ہیں اور وہ بھی اسی قسم کی  
ہدایت کا مشرک ہے اس کی طرف اس آیت کا اشارہ ہے اَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَى کہ ہر شے کو اس کے مناسب طور پر پیدا کر کے  
رہنمائی کی۔

دوسرا مرتبہ: ہدایت احسانی کا ہے کہ حواسِ ظاہر ہی کا ان کو نام نہاد پھٹا چھوڑنا (۲) حواسِ باطنی میں مشترک خیال و ادب کا حفظ و توتیر  
تصرف و نظارہ کر کے دوسرا ذائقہ و مسخر چیزوں کا تھیر کرنا بتلانا۔ اگر یہ چیزیں نہ ہوتیں تو انسان کی نگہ حواس کی زندگی نہ ہوتی۔ یہ فیض ہم  
موجودات پر ہے۔ اس کی طرف بھی آیت مذکورہ میں اشارہ ہے۔

تیسرا مرتبہ: ہدایت حقہ کی ہے کہ جو چیز حواس سے غائب ہے اور جہاں کہ حواس کی رسائی نہیں والی انسان کا عقل مدد کے ذریعہ اس کی برتری  
اور باطنی سے حکایت و انتراع کر کے فی الفور کام لیتی ہے۔ لیکن جب کائنات میں بہت سے لوگوں سے کسی واقعہ کی خبر پہنچتی ہے تو عقلی دلی وقت  
ان خبر کی صداقت کا حکم لگا دیتی ہے۔ اس پر استدلال اور تہیہ و تدبیر کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس فیضِ باطنی سے علم و عقائد تمام انسان  
بلکہ جن اور فرشتہ بھی فیضانِ ہدایت میں اس کی طرف بھی آیت سابقہ میں اشارہ ہے

چوتھا مرتبہ: ہدایت عبادتہ کا عقل ہے۔ یعنی جہاں ہدایت عقل کی درستی نہیں وہاں مقدمات ترتیب دے کر نتیجہ نکالنا اور اس ذریعہ سے  
کسی ماحصوم چیز کو صحت میں کرنا اور یقین پیدا کرنا۔ اس امر میں عقلاء و علما مخصوص ہیں۔ جس لیے ان کے اقوال کی عام لوگ پیروی کرتے  
ہیں۔ مگر صحت سے بازاوقاتِ فوت و مہر پر مبنی کہ جتنی ہے اور اس کو اور دامت یعنی ہر حال مستقیم ہے مگر کہ اور دھور وادی انطاط میں لے جاتی  
ہے۔ اسی لیے عقلاء کے اقوال اور رائے کبھی باہر عقلاء میں اور خلاف بھی ہوتی ہیں۔ ایک حکیم کہہ کتا ہے تو اس رائے کے برخلاف فرماتا ہے  
اور کبھی خود ایک ہی عقول ایک وقت ایک بات دریافت کر کے اس پر دل کو ہٹا دیتا ہے۔ مگر دوسرے وقت آپ ہی اس کا عقلاً تالا ہے۔ یہ چند  
ان غلطی سے بچانے کے لیے عقلاء نے طے متفق کیا مگر اس نے تو اور بھی پریشانی میں ڈال دیا۔ پس اس لیے خدا تعالیٰ نے اس کے واسطے

پانچواں مرتبہ: ہدایت بالغہ یا انبیاء علیہم السلام کہ تم کیا کہ جہاں عقلی عاجز آ جاوے وہاں خدا تعالیٰ الہام انبیاء کے ذریعہ سے رہنمائی  
کرتا ہے۔ جس میں اس لیے جس طرح ماحول کو عقلاء و حکماء کے اقوال پر اعتماد و اسی طرح حکماء کو انبیاء علیہم السلام کا اعتبار ضرور ہونا چاہیے کہ

ان کی رہنمائی کا یہی لوگ سبب ہیں۔ یہاں سے آپ کو ضرورت بہت بھی بخوبی معلوم ہوگئی کہ جو لوگ کہ منصب نبوت کے سحر میں جیسا کہ برابروہم کی دلیل میں دیکھے ہوئے ہیں۔ چھپے چھپے کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے **فَقَدْ عَلِمْتُمْ لِيَوْمِئِذٍ** کہ انسان کو ہم نے نیک و بد دونوں سے اہل کئے اور اس کی جو بھی سرزد کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے **وَجَاءَ طَائِفَةٌ مِّنَ الْيَهُودِ يُؤْتُونَ بَاكُورًا** کہ ہم نے انبیاء کو پیشوا بنایا کہ وہ ہمارے حکم کی رہنمائی کرتے ہیں۔

پھر مترتب : چاہت انکشافی ہے کہ وہ اسے تعالیٰ بندہ کے بدل سے کامیاب غلامی یا غلام کر اس کو کہ لم فیہ کا مشاہدہ کر اسے اور ہر چیز کی اہمیت حقیقت دکھائے یہ ہے برابرت کا انتخابی رتبہ ہے۔ یہ وہی انبیاء عظیم السلام کا حصہ ہے جس کی اطاعت تمام عقلم پر فرض ہے اور ان کے مریدوں اور پیروں میں سے بھی ان لوگوں کو (جو جنس کے قلوب میں آئینہ کی طرح ان کے منور قول کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے) اس برابرت میں سے کچھ حصہ مل جاتا ہے اور ان ہی میں جو کو کو ماری یا اولیاء اور بھی کہتے ہیں۔ اس پر ابھی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ جنہوں نے ہمارے لیے کوشش کی ہے ہم ان کو اپنا دستہ بنادیں گے۔ آپ کو یہیں سے یہی ارادہ کی معنی بھی بخوبی معلوم ہونے لگے اور جو لوگ کہ نبوت کو نہ جانتے تھے ان کے کام کا تذکرہ فرماتے ہیں ان کی غلط فہمی بھی معلوم ہوگئی اور یہ بھی معلوم ہوتا کہ ان کے تمام پکارا بار بار دیکھ و سننے اور خدا کی ایک اور امت خیرت کے لئے کامیاب اور فواید شریعت سب خدا کی ہدایت کا نتیجہ ہیں۔

مگر آپ کو یہ بھی یاد رہے کہ یہ جتنے جتنے اور ہیں سب میں سیدھا دستہ ضرور ہے اور جہاں افراد اور فریاد ہوتی سیدھے رہنے سے الگ ہوا متعدد میں فروغ پائی۔ جس اسی لیے خدا تعالیٰ نے انہیں اپنے کے بعد **الْحَصْرَ طَوْفَ** سے **مَنْ يَشَاءُ** ذکر فرمایا یعنی یہ تعلیم کی یوں دعا مانگو کہ اسے خدا تم کو ہر امر میں سیدھا دستہ دے گا۔

واضح ہو : کہ جب تک ہر امر میں افراد (زیادتی اور فریاد) کی (معلوم نہ ہوگی سرالہ مستقیم میں درسیانہ میں معلوم نہ ہوگا۔ پس سب سے خوشتر ہم عبارت اور استعانت میں جو افراد اور فریاد ہے اس کی بیان کرتے ہیں۔ عبادت میں افراد یہ ہے کہ جہاں خدا کی کسی صفت کا تعلق دیکھنے کی کو پڑے گئے جیسا کہ اس اور مذکور کرتے ہیں انہوں نے کوئی چیز بھی نہ چھوڑی یہاں تک کہ جب متعدد مسائل میں وہیں جاری ہوئی اور انہی کو جو بغیر تکل اور گھبراہٹ کے خود بخود اور ذاتی سمجھا تو بہت سے بندوں نے ہر ہر کہ اس کے آگے و ذات کی اور فریاد جاری کیا اور فریاد یہ کہ کہ حاشا دنیا اور کاروبار میں ایسا مشغول ہو کہ نہ مانگی خدا کی طرف توجہ نہ ہے عبادت تو کہ جیسا کہ اہل پر آپ کا دستور ہے۔ شادی بیوی اور والدین اور بہن و خیمہ و شہرہاں میں بھی کوئی خدا کا نام نہ لیتا ہوگا۔ اور اسی طرح استعانت میں اس طرح یہ ہے کہ ہر چیز کو سب کچھ کر اور دوسرے حاجات جان کر اس سے سوال کرے اور خداوں کی کا شہرہ ہے اپنی سعادت و محنت سمجھے۔ اور مگر اور بیوی اور بھائیوں اور دیکھ اسباب معیشت میں لوگوں و معاش کا خیال کر کے سوچتی ہیں جان جائے اور عام اور آفاقی و مانتا پ اور ادب افسانہ نہ ہو۔ مگر غیر مری چیزوں کو خدا تعالیٰ کے لئے قربان کر دیا اور وہ یا ایک یا مختار جان کر ان سے دعا کرتے اور ان کے سامنے نہ ہر نیاز اور ہر بولی، جب کہ کرے جیسا کہ خود کرتے ہیں اور یہوں میں اب تک بھی خدا کی ہر سے پڑے ہیں کہ جس سب سے یہ لوگ ہر چیز سے ڈرتے اور ہر چیز سے امید و نفع و رسانی کی دیکھتے ہیں اور فریاد یہ کہ وہ اور خدا و غیرہ اسباب معتبر کہے اہتمام نہ۔ نہ اور خدا۔ یہ دعا کر اور نکل اور خدا کی راہ میں اپنے کو خیر و برکت کا سبب نہ کچھ کر ان سے عرض کرے اور جو چیزیں کہ عالم اسباب میں خوشتر ہیں ان کو ضروری اور بے اعتبار جانے۔ اور یہ سرالہ مستقیم کی تفصیل ہم

مخلاف اس کے اہل اسلام کا کوئی شہرہ نہیں کہ جس میں یا نہیں وقت آئے بلکہ خدا کی توحید و وحدت کا پوری جان اور ہر ہر کہ خدا کے بندے نہ کہ اس کی شہادت اور اس کی شکر گزاری اور اپنے کاموں سے اشتغال و کاروں سے اجازت نہ کہ ہر اور اس کے آگے اپنے تمام امور سے ہمت پا کر امانت نہ کہ نہ جتنے ہوں۔ یہ ہے ان کی طاعت ہے یا محسوس کہ معتبر اور نہ مذکور کہ یہی حالت رہتی ہے نہ کہ محسوس میں غلطی نہ کہ نزدیک متوجہ نہ کہ تمام شہرہ غیر جمعی کی آواز کا وہاں میں توئی تھی۔ آمین









ہوے تبار کی روز کی تہذیب آئی نہیں اس لئے۔ بلا تکلف ان دونوں میں دشمنی واقعہ کا قیاس ہے۔ پس جس کی سرپرستی پر ماہنامہ ہر اس کو بھی نہ کیا جائے اور دعائے امن کے معظم کو بھی کیا جائے اور سخت نا انصافی و تعصب کسی فرد کی ہے۔

نکات : (۱) یہ کہ خدا تعالیٰ نے ان ایثار معظم غلامی کی باتوں کو کہ میں کی تہذیب آگے چلی کر قرآن میں کی ہے اور پھر نے ہی سکتا کی زبان سے ادا دیتے میں بیان کر ادا ہے سب کسمیت کو ایک شخص سے لفظ میں رکھ دیا کہ جو ہر وقت بندہ کو ہر طرح کی نیک بات کی طرف ہدایت ہے اور حالت ابتدائی میں تحصیل کر ہر قانونی تعلیم کے معانی ہے۔

(۲) یہ کہ لفظ صراحتاً یا تاکیدی عارف کی فکر میں چلے گا کہ خیال پیدا ہوا اور وہ جان کے نہ کہ یہ کیا شریعت اس روز میں صراحت کی صورت میں ظہور کرے گی۔ دوسری اس پہ سالی چلے ہیں وہ اس پر دعوت سالی نہیں ہے تاکہ لفظ طریق بولا جاتا تو یہ مطلب حاصل نہ ہو۔

(۳) یہ کہ صراحت کے بعد لفظ مستقیم آج اس کی تفسیر ہوئی وغیرہ دیکھا جاتا ہے جس سے ہونے کے حق پر راست کرنے میں نہیں آئے۔ اس نکتے کے لیے مستقیم میں اذیت مت پائی جاتی۔ جبکہ جس صریح نہ تھا، ہوا کہ صرف ایک بار ان انسانی مبدء سے موعود ہوا کالی نہیں بلکہ ان پر رحمت نبوی چاہیے اور ایک ملک پیدا ہونا چاہیے کہ جس کو اذیت مت کہتے ہیں چنانچہ ایک ملک خود مانتا ہے رب العزیز فَاُولَٰئِكَ اَرْسَلْنَا اللَّهُ لَكَ الْمُتَقَاتِلِينَ (ترجمہ) ان دونوں نے یہ کیا کہ ہر دو آپ اپنے ہے اور پھر وہ اس پر قائم بھی ہے۔ یہ تو ان نہ کہ خود ہے اور نہ خود ملک دین کے اور ہی۔ جس وقت یہ اذیت مت نہیں اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ چنانچہ یہ قول مشہور ہے کہ الاستقامت موعود لکھ لکھ۔ پس لفظ مستقیم میں بیہوش اس باتوں پر طرف اشارہ ہے۔

(۴) یہ کہ بعد از ذکر کر اپنی مبدء واحدہ یا اس میں چارہ مصطفیٰ ہیں۔

(۵) یہ کہ یہ دعا ہر دو جانب سب لوگوں پر ہو کر کرتے ہیں وہ دعا قبول ہوتی ہے کیونکہ جب بہت سے قلوب عالم بالائی طرف ہوتے کرتے ہیں تو ان کے اثر بہت کو عالم پر راست مقصود کے وجود میں بڑا اضافہ ہے جس کی وجہ سے وہ دعا مصائب کی نجات کرنے میں صرف ہوتی ہے اور کبھی عالم جس میں مستقل ہو کہ مقصود اور مطلوب پیدا جاتی ہے اور وہ ایک سزا الٰہی ہے کہ جس کو ہر شخص نہیں جانتا۔

(۶) یہ کہ جب تک سب کو بدعت نہ ہو تو اس کا کرنے والا کبھی چارہ مقصود پہنچا دے۔ کسی کے کو تمام کار و بار عالم کے ایک دوسرے سے حلق میں جس جب ایک راہ راست ہو کہ ہر دو ہر دو میں کو بڑا وقت چھینے آئے اور دینی و دنیاوی معاملات میں بڑی مصیبتیں اٹھانی پڑیں اور جب کہ یہ کفر یا شر کے سبب یا کفر کو کہ راہ راست پر نہ دے ہیں تو کائنات کا کھنڈ ہو رہے۔

(۷) یہ کہ جس میں اس طرف اشارہ ہے کہ علم کی تہذیب اور دوسری کی تعلیمی کے کھڑے ہوئے ہوں نفس نہ کر۔ جس دن میں جس طرح ان کو شریک کرتے ہو تو اس پر عمل بھی کرنا کہ راہ میں ان کو شریک کر اور قاعدہ مہم کا لکھو۔ (۸) یہ کہ دعا دعا دینی و راجحیٰ کا قوت ہے جس میں طرح دو ہر ہر عالم میں بنائی طرح اس سے سب کو ظہار امتیاز اور عاجزی کرنی ہے۔

راہ جو کہ صراحتاً مستقیم کو عقل سلیم بیان ملتی ہے مگر اکثر اذیت دہم دخل ہو کہ غلطی میں ڈال دیتا ہے۔ اسی لیے آپ دنیا میں سیکڑوں اختلافات اور بڑا درد ناقصات دیکھتے ہیں۔ دیکھتے ہیں چیزوں کو اپنی عقلی سیم پر رکھتے ہیں ان کو جس چیز جھجھکا لگاتے ہیں۔ تمام ہی ازم گوشت کھانے کو ممانعت ہے مگر کھوزے سے بندہ دیرا جانتے ہیں۔ علیٰ بن ابی طالب اس حکم کو کہ وہ اس میں ترش دست ہر شخص اور چ

۱۔ یہاں یہ تعلیم کو ہم ہر وقت دہم ہے اس صراحت دیتے ہوئے کہ وہ تو کھانا بھی ہر روز کھاتا ہے۔ چنانچہ اس دینی میں جنت اور نہ رنجی، تباہی میں کائنات ہی کی لیے جنتی ناز میں ہی دعا لگتے ہیں۔ کیا خوب کہا ہے کسی نے

لَا تَزَالُ تَطْهَرُ بِمَاءِ حَرَمِکَ





بہر آپ کو جب سنا دیا کہ کئی تہہ حال معلوم ہو تو آپ یہ جان لیجئے کہ اس آیت میں (کہ جن پر اسے خدا نے نعت کی ہے ان کو راہ پر چلا) نعت امر ہو رہا ہے۔ کسی لیے کہ دراصل اس تہہ روپی کی نعتیں ہیں سب خفای ہیں پانی نعتیں اخرویہ ہیں۔ اس آیت کے مقابلہ میں کلام ہیں۔ وہ وہ دنیاوی نعتوں میں تو مگر وہ بھی شریک ہیں پھر ان کی راہ کی تہہ مگر مطلوب ہو سکتی ہے ان کی راہ تو سیدھی عسکر و انجم میں جانی ہے اعلیٰ اللہ منہا اور یہ بھی واضح ہو کر جن کو خدا نے نعتی سے اخروی نعتیں عطا فرمائی ہیں وہ چار گروہ ہیں جیسا کہ خدا ایک جگہ فرماتا ہے وَتِلْكَ نَجْمُ اللَّهِ وَأَكْرَمُ مَوْلَىٰ ذَٰلِكَ مَعَ الْإِخْيَارِ فَهَؤُلَاءِ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالْقِدِّيسِينَ وَ الشُّهَدَاءُ وَالصَّيِّغُونَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رِجَالًا ۚ لَمْ يَمَسَّ السَّخَرُ مِنْهُمْ وَلَا دَرَسُوا فِي سَبْعِينَ آيَةً وَأَغْلَامُ يَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ اور یہ اچھے رشتہ ہیں۔

آپ کو یہ معلوم ہو گیا کہ عالم غیب سے یہ سب اہل مستقیم اول انبیاء علیہم السلام و صلوات جبار پھر ان کا پورا صدیقین پر پڑتا ہے اور ان کا شہید وہی ہے اور ان کا صالحین پر۔ کسی لیے کہ خدا نے نعتی نے ان کو دے تو اس عطا فرمائی ہیں۔ ایک تہہ نظر یہ کہ جس کی وجہ سے شاید کلام حاصل ہوتا ہے اور اس تہہ کی جھلکی کی در صورت میں ہیں ایک انکشاف کہ روح کو نور قدس سے وہ نعتی ماحول سے نور پھر جہات اور طرقات اور اکابر و ائمہ انبیاء سے ملنے آ رہی ہیں۔ اس کا قلب عالم غیب کا قرآن ہو جائے مگر بغیر کتاب و تفسیر نہیں۔ اس کو حاصل۔ جو تو نبی ہے۔ پھر انہما بھی سب اس طرح متعلق ہیں۔ ماحول اور اس میں سب کا سلسلہ ایک ٹھکانے کی طرف منجھتا ہے کہ جو عالم روحانی میں خود وہ تعالیٰ کے ظہور کا اول پرتو ہے کہ پھر جو اور مخلوقات سے سب اس کی تعلیمات میں اور عالم روحانی میں وہ سب سے آخری ہے اس کو حقیقت کلمہ یہ کہتے ہیں جہانیم کیا خوب کہا ہے کسی نے۔

تو اصل وجود آدمی از غیبت

وگر سرچہ موجود شد فرما نعت

میں جو کہ کل کا نعت اسی کے وجود کے انبساط سے ہیں اس لیے جس طرح اپنے وجود کا م شروع ہوئی ہے ان کا بھی شروع ہوئی ہے۔ اس لیے تمام علوم کی سرچشما غیبت سے نکلتی ہیں چنانچہ وہ بھی اور شہاد فرماتے ہیں کہ مجھ کو تمام اولین و آخرین کے علم دے گئے ہیں اور چونکہ نبی آدم و نوح علم یا بد کل کمال کا اہل مرتبہ تہہ علیہ کی جھلکی ہے اور آپ اہل میں سب سے بالا کر ہیں۔ اس لیے آ غیبت سید عالم طہین قرار پائے۔ اہل میں نبی وہ ہے جس کو حق علیہ و علیہ انبیاء سے کھاتہ کمال کو پہنچ جائے کہ پھر ان میں غلطی کا احتمال نہ ہو اور اس کی قوت عمل بھی مکمل ہو جاتی ہے کہ جس سے ہر قسم کے ماحول سے محفوظ و محفوظ رہتا ہے اور اس کی روحانی قوت سے فرق نہ ہو کہ موت و معجزات اس کی

۱۔ اس لیے ایک کھانسی مثال چاہوں کہ جس سے نعت حق کا سب سے اول ہوا وہاں خود کچھ نہیں جانتے مگر از غیبت سے علم ہو چکے کہ وہ از غیبت کی اصل ہے پھر ان سے وہ چھٹے ہیں چنانچہ مرتبہ تفسیر و اہل کمال شہاد فرماتا ہے کہ وہ در مرتبہ راجح کی تفسیر کا اہل پھر تمام شاخیں اور پتے اور مکمل بحال ہو جاتے ہیں۔ یہ سب مرتبہ تفسیر کا اہل اس کی جہانیم جس قدر یہ چیزیں جہانیم و اہل کمال میں اس کی تفسیر ہو جائے پھر اس سے انجمن مکمل حیا ان پتے پتے جس میں خود ہو کر کئی تہہ و قوت کمال کا پایا ہے تو وہی کمال ہے کہ اس سے ہر تمام درخت بہا ہوا ہے دیکھتے چم رہا اور اس سے خود ہم کو مخرج کی یہی اصل حقیقت ہو یا تمام منسلک اشیاء و برکت ۲۔

۲۔ آخرت بھی تو جس سے ہے جیسا کہ نعتی کی خبر یا اور ہے جس کام سے جس میں کہ ہر طرح کی اہمیت و نعت اہل کمال سے جیسا کہ قرآن میں ہے اور خفای ہیں جو اگر انھیں سے اپنی جہانیم کو اور چاند کے اور کمرے کو یا وہ درختوں کا ماحول نہ جانتا کہ مستحق خاک سے لڑکھاتا ہو یا نہ خود لڑکھاتا جس طرح انہما انھما ہی کے لیے عجزات دے جاتے ہیں اسی طرح ان کو یہ تہہ علیہ بھی ملتی ہیں۔ پھر ان آیتوں علیہ کی یہی بد قسمتیں ہیں۔

تقدیق سے یہ ظاہر ہوتا ہے اور بزرگ ان کے نفسی صفت اور اثر توحید سے اس اور چ علی کو پہنچے ہیں ان کو حمد حق کہنے میں مہیا کر  
 صحابہ میں ہو کر جلتا ہے اور پھر تابعین اور تابع تابعین اور ان کے بعد اور بزرگ با صدیقین اور۔۔۔ میں ان کے نفس اور انوار نے ایک عالم  
 کو متحرک کر رکھا ہے اگرچہ حکماء اشراق اور دیگر اہل ریاضت میں کہ جنود کے جوگ وغیرہم کی اس اشتقاق سے کہ قدمی وجوب ہوتے ہیں  
 مگر بسبب اختلاف وقت و مقام کے ظہور نہیں اور یہ بات ان کے مدلل تک پہنچتی ہے مگر وہ ایسے ہیں کہ اس طرح کی طائر  
 کے تھڑے سے پر ہوں اور وہ بھی طرح نہیں اس کی کہ کسی قدر بنا ہے اور گردن بنا ہے اور اور لوگ کتاب کی طرف توجہ سے ہیں اس لیے ان کا  
 اعتبار نہیں ان کا اعتبار ہے اور وہی قائل وقتہ وہ ہیں مگر عام لوگ ان کی ان اولی باتوں پر بھی گریہ و بوجہ۔۔۔ تہ میں اور ان کو خدا لینے میں  
 چنانچہ یہ مذکورہ میں ان شخصیت کے عہد میں ایک نفس ان میا تھا کہ حضرت نے اس سے دعوت ال میں دیکھ کر پوچھا تو فرمایا کہ کے وہ  
 کیا اور اب بھی بزاروں لینے شہید ہا ہیں۔۔۔ دوسری صورت استدلال اور تجربہ وغیرہ امور ہیں گویا اس سے حق کو کثرتی ہوتی ہے مگر مکمل  
 تو نہیں پہنچتی۔ کسی نے کہا استدلال میں جو کچھ خرابی ملتی ہے اس سے تو خدا واثق نہیں بھی قائل ہیں کہ جن کی اصلاح کے لیے ان  
 مطلق تدوین کی تھا اور اس کے بعد بھی اسطائیس وغیرہ بہت سے قسم الغلط سے نجات نہ پاسے مہیا کر ان کے فائدہ سے ظاہر ہے۔ کیا  
 خوب کہا ہے کسی نے۔

پائے دستہ الیں جو میں

پائے جو میں سخت ہے تلمیں

اور تجربہ کا یہ حال ہے کہ انسان کی جوں جو عمر بزرگ ہو جاتی جاتی ہے تجربہ اور مشاہدہ سے عقل بڑھتی جاتی ہے مگر اس کے ساتھ ہی پرانہ  
 خواہش میں بھی فرق آتے لگتا ہے جس شخص کو وہ صحت کمالی کے قریب۔۔۔ جہاں تا جہاں اس میں عقل کو کھلی ہوگی وہی خطاب ان وقتا ہے اس  
 کے سوتے بڑے کو اور آخرت وغیرہ عقلی انی نیت سے کیا عاقل؟ اس لیے یہ فرق بھی مستند نہ رہا اور ان کو خود مضمرات و فیضیات و ہم اسلام کا حق  
 ہو جائے۔ دوسری قوت علیہ ہے کہ جس سے کسی قول کے تجربہ پر یقین کر کے اس کو کمال میں لاتے ہیں۔ جس میں لوگوں پر انبیاء و پیغم اسلام اور  
 ان کے بعد پیغمبروں کا اثر پڑتا۔۔۔ جہاں ان کو ثواب اور وحدۃ الہی کی پوری تصدیق ہو جاتی ہے (مگر یہ) اس کے پاس پہنچے تھے ہیں اور اس وجہ سے  
 اس پر یہاں تک عمل کرنے کو آمادہ ہیں کہ اپنی جان تک ادفع نہیں کرتے ان کو شہید کہتے ہیں جو وہ زندہ ہوں مگر جب اس مرتبہ پر پہنچے

بلا عارضہ مدد ہیں وہاں شفیق و رحیم ہے اور رحمت تکلیف نہیں ہے کہ اس کی رحمت کی رحمت سے غم کو کمال حاصل ہو جائے۔ ان کو خود  
 رحمت قبل کہ اس کے کہیں رحمت سے انسان کو ہر قسم کی ایک جگہ ملی اور خود رحمت حاصل ہو جائے۔ جس میں طرح کی نفس کو کون کجیوں سے  
 دنیا کی تصدیق ہوتی ہے وہاں کو اس سے بڑھ کر یہ مطلب۔۔۔ جہتہ حق پر آمادہ ہے۔۔۔ کہ اس کے اسامہ و نجات و عبادت سے کہ کراہ  
 نہ کسی کی ٹوکنا ہے مگر ان سے چند حضرت کو ایات و معجزات ملی تھیں جس سے انہیں گمراہ نہ لگتا نہ کمال مسلم ہوتا ہے مگر ان کا یہ مطلب کہ وہ  
 انہی کو دوسری شکل میں کہ ان کو اسے سولی سولی ہاتھوں کے اور غیب باتوں سے موت کے وقت گزرتے یا صری نہیں لاد۔۔۔ لیکن اس وقت اور عباد  
 و شریعت میں عقیدہ سے دوسرے نفس کے عبادت کیے جاد و بافت کر لیتے ہیں اور پکھے انصاف کا حکم ہوتا ہے۔۔۔ صاحبان کو گمراہی کی گمراہی  
 عزت سے مسلم ہوتا ہے اور جو پرانہ سے گمراہ ہیں ان کو اس کی کچھ حالت نہیں وہ انہیں اس خدائی حق کے یقین کمال کرتے ہیں۔ لیکن ان کو گمراہی میں  
 نے ماحول بدایہ الہی کی نوبت اور کمال نہیں۔۔۔ اس ماحول کے تہ نہ عمل کہ اول ہے۔۔۔

جس طرح میں ان کو اس لیے کہتے ہیں کہ وہ ذات سے عقلی طور کے ہیں اور وہ کو کمالیہ طے ہے خدا و جہاں میں صریح و کمالیہ صراحت اور  
 ہے اور یہی تصدیق کرتا ہے اس کو حمد حق کہتے ہیں اور نبیات کے حق ماضی نے کے ہیں اور چونکہ کو اس حق ماضی کا ہے۔۔۔ اس لیے اس کو کتاب

جانتے ہیں تو شہید کی کہلاتے ہیں اور چور کی کہلاتے ہیں۔ وہی نہایت مستعار اور غلطی کی تو اس سے پہلے میں خدا کی مہربانی سے نصیب کرتا ہے کہ جس کی نسبت فرماتا ہے: **وَلَوْ تَقَوَّلُوا لَوْحًا يَخْفَىٰ سَتَبَدَّلَ بَنَیْ سَعْدٍ اِنْ لَمْ تَحْكُمُوْا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ عَادِلٌ**۔ لیکن اگر وہ لوہے کی کتاب کو نہ بدلتا تو اس میں بدلتا۔ لیکن اگر وہ لوہے کی کتاب کو نہ بدلتا تو اس میں بدلتا۔ لیکن اگر وہ لوہے کی کتاب کو نہ بدلتا تو اس میں بدلتا۔

کشمکشِ خنجرِ تسلیم  
ہر زمانِ فریبِ جانِ بیکر است

[illegible]

آرزو یہ ہے کہ تحریقِ راہِ مکی  
شعبہ گریہ کھاتا ہو ہر چہ

جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام میں امتدادِ روحِ اللہ برہنہ ہو چکا تھا، اسی طرح میں شہید ہونے میں آنحضرتؐ کے صحابہؓ کی جگہ سدا بہار ہے۔ اور اگر یہ دونوں تو میں نمایاں نہیں کیجیں مگر ان کو معزاتِ انبیاء سے کمالِ درجہ ملتا ہے تو ان کو صاف کہتے ہیں، میں یہ ہمارے ملک میں گزرتا ہوں، خداوند تعالیٰ نے رستہ لی اور رستہ دی۔ حضرت موسیٰؑ کی امت میں قیامت تک جہنم کے اور شہید اور صابر پیدا ہوتے ہیں۔

**ملاقات : غضب :** انسان کی ایک کیفیت ہے کہ جس میں غصہ والی ہوئی ادا ہے وہ درجہ جوئی محمود نے وضع کرتے ہوئے اور جس نے مقصود کرتے ہوئے کی طرف متوجہ ہوئی ہے۔ جس بات ذاتی ہوئی تعالیٰ کی نسبت حال ہے کہ کوئی خودی لک جوئی ادا ہوئی جوئی و در ملاقات کا خاصہ ہے۔ غصہ میں صفت سے مراد اس کی عادت و دراز ہے یعنی وہی اور مخالف کا مقصود کہ اگر خدا نام ملتا رحمت ادا ہو اور خدا غصہ اور خدا درخیز و جوئی کہ عباد میں خدا سے ملنے کی نسبت واقع نہیں سب کے عبادی حق ادا ہو عبادت سے کہ لے۔ خدا تعالیٰ کی حکمت سے اس بات کو اکثر کہ نہیں مگر جب کہ اس کی صفات تعمیر کرتی ہیں تاہی وہی اللہ کا استعمال کرنے پر کہ کہ خدا تعالیٰ کی صفات کے لیے وضع کئے گئے تھے۔ خدا تعالیٰ کا خاصہ اس کی بر خدائی نہ ہو کہ جس کا نتیجہ میں وہی کی قربانی ہو رہی ہے۔ خدا اپنے غضب سے کہو خدا کے آئین

مثلاً: ۱۔ حاجت کا منہ ہے۔ یعنی اس دست پہ چٹا کہ جس سے مقصود کو پہنچے۔ جس جس طرح پرایت کے عروج پر پہنچے جس اور طرح



کہ جس سے مخالف کے دل پر کوئی اثر نہ ہو، جاؤ گا موقوفہ رکھنا ہے کی خواہش نہ اظہیر نظر رکھنے کی بات ہے، ظہم کہاں سے کہاں چلی لگاؤ۔  
 للفرس اس مرتبہ میں دلی پر ایک دھمک جاتا ہے کہ جس کو دین کہتے ہیں جو یہاں کہہ رہا تھا کہ تم اپنی فرمائش ہے، تھلا بلی رکھنا علیٰ قلوبہم نہا کہتو  
 یسکون انہیں اس حالت کو تو یہ اور جنس کے مسلمانوں سے نہیں دھمکا جاتا تو عطا دے کر بت آئی ہے میں انہوں نے یہ ہر سہرا نہ جانتے ہیں۔  
 پھر اس پر جب کچھ مدت گزری ہے تو ہم کی قوت آئی تھی ان دنوں پر ہر ملک جاتی ہے۔ اس کے بعد رویت نقل کی آئی ہے اس نے بعد میں مر  
 جاتا ہے۔ اس کے بعد کوئی شہادت اثر کرتی ہے نہ کوئی حیرت و دگر ہو ہے یہاں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ کا کہہ رہا تھا کہ انہوں نے وہاں کوئی  
 نہ ہے۔ سو اس علیہ اللہ تعالیٰ کہ نہ تہذیب نہ لایو یسکون اور کئی خطرات ہے اختیاری بھی دینی ہے کہ سب سے غیب سے اس  
 برصیب کو جس کی بد استعداد کی وجہ سے زمانہ پر امت عطا ہوئے۔ اسے غصہ کو کر باورنی اور تھی بھی کہتے ہیں کہ دس کے بیت ہی میں  
 بدعت تھا۔ ایسے لوگوں کی نسبت عداوتی فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے ہم نے جنم کے لیے پیدا کیا، چار کچھ پروا نہیں۔ پھر ان لوگوں سے  
 ہے خوف و خطر برائیاں۔ اس طرح ظاہر ہوتی ہیں کہ جس طرح مشفق پاتے ہیں سو کھانا وغیرہ ہاتھ بلا غلط سرزد ہوتی ہیں۔

جب آپ کو گفت اور غضب اور خطرات کے مٹی یہ خوبی معلوم ہو گئے تو اب ہم ان دونوں کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ آپ جان  
 چکے ہیں کہ صراطِ مستقیم کی وضاحت کے لیے یہ دونوں آیتیں وارد ہیں اور صراطِ مستقیم درمیانی راستہ کو کہتے ہیں اور غالباً وہ عثمان، اب  
 کرتے ہیں کہ جس کو یہ جانا ہو اور جس کو نہ جانا ہو اس لیے خدا نے تعالیٰ نے اپنے کلام مقدس میں جنہوں میں اس کا ایک ایک ابنا مسلم  
 بعض بیان کیا اور معلوم و مشہور عثمان، اب کہ جس کو ہر قسم کی تفسیر کرتا ہے اس وجہ کی تفصیل یہ ہے کہ درمیانی رو کی دو طرف نہ تھے ہوئی  
 ہیں ایک افراط اور سرانفرط تھا۔ پس یہ دونوں قبیح اور ہونے لگتے۔ یہ تین راستے نقل آتے ہیں اس لیے سب سے مقدم درمیانی راستہ کو  
 صراطِ المستقیم سے واضح کیا کہ صراطِ مستقیم وہ ہے کہ جس پر پہنچنے سے نیک نتیجہ پیدا ہو اور وہ خدا کی نیت ہے۔ جس میں راستہ ہر  
 نیک نتیجہ مرتب نہ ہو اور صراطِ مستقیم نہیں کہ کسی صراطِ مستقیم ہو جاوے مطلوب (حیرت میں) حاصل ہوتا۔ یہ نشان صراطِ مستقیم کا وہ ہے کہ جس  
 کو ہر قسم کی تعلیم کرتا ہے اور جو کوئی طریق معلوم رکھتے ہیں وہ بھی جانتے ہیں کہ وہ حقیقت خدا کا کامل انجام انبیاء اور محدثین اور شہداء اور  
 صالحین ہی پر ہے۔ اس لیے ان ہی پر ہی اور تعہد و جب ہوئی اور عہد آہم سے اس وقت تک کہ جس قدر دینی آدم کو نہیں ہے ان کو  
 ان چاروں فرق کا مقلد و تبعیہ پادیں گے۔ پس مخاطب کے لیے صراطِ مستقیم ثابت کرنے کے لیے اس جملہ صراطِ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم سے یہ لہ کر کے روک دیا کہ (وہ خود اللہ تعالیٰ) اور اس صراطِ مستقیم کے ایک جانب مخاطب اپنی افراط کو یہ انصاف نہیں سے  
 واضح کر دیا اور دوسری جانب تعریف کو لڑا اللہ تعالیٰ سے کمال دیا اور یہ بتا دیا کہ میں یہ خدا کا کمال اور جو کہ اس صراطِ مستقیم سے  
 ہر طرف ہیں خود وہ جو دوسریوں خود انفرادی خواہش پرست ہوں خود ہم ساری لنگھار

حکایت : (۱) انسان کی پوری سعادت یہ ہے کہ اس کی دونوں قوتیں کامی ہو جائیں اور دونوں پہ ہیں۔ قوتِ نظریہ کہ جس سے غما  
 معرفتِ انبیاء و صل ہوتی ہے اور عمل و معاہدہ کے متعلق عقائد کی روشنی میں آتی ہے۔ دوسری قوت عمل کی کہ جس سے عملہ افعالِ عبادت میں آتی  
 ہیں۔ پس یہ جس کی دونوں قوتیں عمل ہو گئیں اس کو بڑی نعمت نصیب ہوئی اس لیے اس آئہ کو کہہ نے اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایا اور اس  
 لگا سے ان دونوں قوتوں کے تقاضا کرنے کی وجہ سے ان دونوں کی اول قوت میں نقصان ہے۔ یعنی خدا نے تعالیٰ کی ذات و صفات  
 قیامت اور رسولوں اور فرشتوں کی بابت یہ عقیدہ ہے بلکہ خیالات فائدہ اور توہمات کا سدھ وی کلم و معرفتِ خود کر کے مست و مفرد ہے تو  
 ان پر غضب الہی ضرور ہے۔ کسی سے کہ نہ اعتقاد رکھا ہو جی ہے اور تو یہ کچھ یہ انسان کی سعادت کا اعلیٰ پازہ ہے کہ جو بعد میں گمانی بانی دینی  
 ہے اور جس کا ہی پر مدافہ ہے کیونکہ جب علم ہوتا ہے تب اس کے سرائق اٹھ کر رہا ہے۔ پس جس نے یہ خود قوت کو کہ جس کی وجہ سے ملکہ میں









پاسپل کن ہے » کہے دل

نہیں کہہ دے واغذہ در پہلوئے دل

[illegible]



دعویٰ اسودہ شادی کرنے سے پہلے دوا لینا دین و غیرہ معاملات میں صراطِ مستقیم کی ایک ذریعہ ہے اور اسی طرح اخلاقی و نفسی حالات و مبرقہ صحت و غیرہ صراطِ مستقیم ہزار ہا مسائل حل کرتی ہیں۔ مگر ہر مریض صراطِ مستقیم کی پدایت کے دو فریق ہیں ایک استدلال سے صراطِ مستقیم حاصل کرنا جیسا کہ سائنس کرتے ہیں مگر اور دوسرے ذرا خاص ذرات و دلی کے لیے عالمِ علوی و اسٹی کا چارہ ایک ذرا وہ شہید ہیں کہ جو اس کی کتاباں ذرات و تقدیر صفات و غنیمت قدرت پر چڑھانے حال سے گواہی دے رہا ہے۔

کیا خوب کہا ہے کسی نے

وہی کئی شے ہے کہ شاهد بدلی علی ایہ واحد

[illegible]

(۱۵) کاغذ اور بندہ میں ایک ہی مہم و ارتقا ہے کہ اس سے بڑھ کر کچھ کوئی دواہ نہیں۔ کس لیے کہ دعا میں دوا بھی ضرور ہوتی ہیں۔ ایک پہلی عاجزی اور فرومانگی کا اظہار اور کسی قصور کا سوال۔ دوسرے خدا کے خالق کی دل سے کامل عظمت اور اس کی جناب میں کامل رعب کا اظہار کہ وہ ہر چیز پر یا شخص پر میرے اس قصور کے خط کرنے پر قادر ہے۔ گویا دعا میں عبودیت کا اظہار اور اس کی الانویت کا فرمان ہے کہ مجھ سے اور زبان سے ادا کر رہا ہے اور اعضاء سے اس کی شہادت دے رہا ہے اور اسی سے مدد چاہتا ہے کہ دعا عبادت کا سفر ہے (دعا و التضرعی) اور پہنچی آیا ہے کہ دعا سے زیادہ خدا کے نزدیک کوئی چیز بڑی نہیں (دعا و تضرعی) اور اس لیے دعا میں طرح بندہ کی روح کو اجنبی نہ تھی ہے اسی طرح دست لیا تو فریک کرتا ہے جس سے خدا بخالی اقبال نہ ہے کسی مصیبت یا بندہ کو مل دیتا ہے و اس کام کے اسباب پیدا کرتے ان کو پورا کرتا ہے یا کبھی بلور خرقی عادت بلا اسباب متعدد کو جس کے لیے وہ مانگی تھی ہے پورا کر دیتا ہے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام اور علما دعا سے ظہور میں آیا کسی شہادت کتب احادیث و سیر و روایت خلافت دے رہی ہے اور کبھی عبادت ملے

۱۔ کوف القرآن کی تفسیر میں قرآن مجید کے ماحول فی صفحہ میں غور فرمائیے۔

[illegible]







ہے کہ بعد ازاں سے لے کر ملک یمن، النہض کے لئے تیار ہو گئے۔ پھر انہوں نے غزہ، بیت المقدس، شہر مدینہ منورہ، کربلا، کوفہ اور ہجر اقصیٰ (بصرہ) اور اسی میں بیڑہ شہمیرا اور یہ صنعتیں ان میں سے ایک تھیں۔ انہوں نے کوفہ کے کام سے دل پر مال نہ آنے سے جبکہ عراق میں عرب کا مشہور شہر عراقیہ ان اشعار میں اس صنعت و استعمال کا ہے

نظاؤك ليحك بلائعد  
وباء و بابت له ليلة  
وامامنا خطي و ذم نرفا  
كليلة ذى الغابر الدمد  
وذلك من ماء جادني  
وخبيره عن امي الاسود

کام کے الطوب کے بدلے سے نکالا حاضر پیدا ہے کہ جس کو ہر صاحب ذوق تسلیم جانتا ہے اور یہ حکام میں ایسا ہے کہ جب کھانے میں نمک اور انہیں خویوں سے عرب قرآن میں کر دہم آئے اور آنکھوں سے آنسو پاتے تھے۔ روایت ہے کہ ہر شے سے پہلے کہ میں جب چند لوگ ایمان نہ آئے تھے اور مشرکین کے خوف سے عمارتیں بنانا نہ چاہتے تھے اور ہر شے سے پہلے کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کواریوں پر ہر طرف سے بار اور زمین و شہنشاہ کی پوجا تھی جیسی حال تھیں حضرت سلیمان اور صاحب پناہ کا تھا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تاجر کو ان کا خیال کرتے تھے اس لیے گھر سے ہر ایک چیز و اشیاء پر چڑھ کر کہتے اور قرآن مجید پڑھتے اور اس کے آٹھ ہاتھ لڑتے تھے کی طرح روئے تھے ایک قرآن مجید کے دور میں آپ کا اپنے والے ملکا کا کئی بی بی تھیں رت چلنے والی عورتیں اور مردوں اور بچوں کے کان میں پڑا اس پر صدیق اکبر کا دور اور اس کی تابانی سے چڑھا۔

وصف اس پر کی دلی کا اور پھر بیاں دینا  
ہن کیم فی آخر قہور دالینا

پھر تو جہنم کا کھانا، کمر و دستار، ایک ڈھانچہ اور بھی خاص و عام نہ جاتا تھا۔ جو ختم ہو گیا تو رے کر دے کرتے تھے آنکھوں سے آنسو پونچھ جاتے تھے جس کا یہ اثر ہوا کہ ہر روز بہت سی عورتیں اور بہت سے مرد ایمان لاتے اور اس پر عاتقوں کی پرستش کی دے اٹھاتے تھے۔ جو آپ میں پناہ نکالیا جاتا ہے کسی پر کڑے ہار ہے جس کی کہلا پتہ رہی ہے۔ کوئی ہار دینا لیا جاتا ہے کوئی جان سے رہا جاتا ہے۔ یہاں سے لے لیلی اس ورنے میں لڑتے ہیں یہاں لیلی کی کہلا ہے کہ ہر گز اس میں قرآن مجید کو روز و رات اور شش و ہفت میں ہر حال میں دیکھنا ہے۔ نہ کسی قسم کی تکلیف کا نہ روز و رات کی کا خوف و خطر۔ یہ حال دیکھ کر لوگوں نے یہ کہا کہ اب تو کربلا کا دور ہے یہ پڑھا ہے کہ جہنم سے پڑے ہے۔ لہذا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیا۔ لغرض قرآن مجید کے اس اثر سے کہ اس پر سے نہ تو عرب میں کھلی پڑ گئی۔ جہاں پند صاحب نے جا کر قرآن کی منادی کی اور پھر ہزاروں سرش رات پرستہ کی گونٹ پٹت ہو گئے۔ اور اب پند صاحب طلبہ بحث میں گئے اور اہل کے بدو کا دعویٰ ہے کہ جو اہل کتب کا جو عالم تھے قرآن سناس کا دور میں کے لوگ ان دولت کامل ایمان سے ہر گز اور اب وہاں جہنم سے اختیار کرنے لگے۔ اسی طرح جو پڑا قرآن پہنچا ہیں اس نے اپنے اثر دکھایا۔ اس لیے چند سال میں شرق سے عرب تک اکثر سر پرستوں میں اسلام پھیل گیا۔ آنسو سے متعجب پادری شیعہ اسلام کو کر کے زور سے دے گا کہ اسلام پریموں کو لگتے ہیں۔ اب ہم قرآن کا مٹا ہوا کرتا ہے کرتے ہیں اور ان کوئی سات آجوں کے مٹا بلکہ میں ہر کتاب کے سات جملہ کر دکھاتے ہیں۔



## مقابلہ

دات محفل میں ہر ایک سر پارہ گرم لاف تھا  
میں کو خوشید جب نکلا تو مطلع صاف تھا

تورات	زبور	دساتیر	رگوید	انجیل	قرآن مجید
کہ جس کو جن مل توب حضرت مانی کے سدا سال بعد ملائے یہ دئے بلع کیا اور طرح کوئی کسی مردے کی تہاں بلع کر کے نام نہ تھیں کا دئے ہی طرح ہیں عرصہ کا نام تو رفت رکھ۔	کہ جس کو اس کتاب اس کے توب کا وہ بلع گیا پتا سدا سال بعد ملائے یہ دئے بلع کیا اور طرح کوئی کسی مردے کی تہاں بلع کر کے نام نہ تھیں کا دئے ہی طرح ہیں عرصہ کا نام تو رفت رکھ۔	کہ جن کو سامان بنم نے توب کا وہ بلع گیا پتا سدا سال بعد ملائے یہ دئے بلع کیا اور طرح کوئی کسی مردے کی تہاں بلع کر کے نام نہ تھیں کا دئے ہی طرح ہیں عرصہ کا نام تو رفت رکھ۔	کہ جس کو اس کتاب اس کے توب کا وہ بلع گیا پتا سدا سال بعد ملائے یہ دئے بلع کیا اور طرح کوئی کسی مردے کی تہاں بلع کر کے نام نہ تھیں کا دئے ہی طرح ہیں عرصہ کا نام تو رفت رکھ۔	کہ جس کو اس کتاب اس کے توب کا وہ بلع گیا پتا سدا سال بعد ملائے یہ دئے بلع کیا اور طرح کوئی کسی مردے کی تہاں بلع کر کے نام نہ تھیں کا دئے ہی طرح ہیں عرصہ کا نام تو رفت رکھ۔	کہ جس کو اس کتاب اس کے توب کا وہ بلع گیا پتا سدا سال بعد ملائے یہ دئے بلع کیا اور طرح کوئی کسی مردے کی تہاں بلع کر کے نام نہ تھیں کا دئے ہی طرح ہیں عرصہ کا نام تو رفت رکھ۔
باب لہلہ	عزلہ زبور	آگے	آگے	آگے	آگے
یہ آگے شہادت آسمان کو تہاں کہ وہ آگے ہے شہادت کی صراط پر تھیں پتا کو تہاں کا دل کی راہ پر کھڑا تھیں رہتا اور کرتے دلوں کے چلے پس تھیں چلتا	یہ آگے شہادت آسمان کو تہاں کہ وہ آگے ہے شہادت کی صراط پر تھیں پتا کو تہاں کا دل کی راہ پر کھڑا تھیں رہتا اور کرتے دلوں کے چلے پس تھیں چلتا	یہ آگے شہادت آسمان کو تہاں کہ وہ آگے ہے شہادت کی صراط پر تھیں پتا کو تہاں کا دل کی راہ پر کھڑا تھیں رہتا اور کرتے دلوں کے چلے پس تھیں چلتا	یہ آگے شہادت آسمان کو تہاں کہ وہ آگے ہے شہادت کی صراط پر تھیں پتا کو تہاں کا دل کی راہ پر کھڑا تھیں رہتا اور کرتے دلوں کے چلے پس تھیں چلتا	یہ آگے شہادت آسمان کو تہاں کہ وہ آگے ہے شہادت کی صراط پر تھیں پتا کو تہاں کا دل کی راہ پر کھڑا تھیں رہتا اور کرتے دلوں کے چلے پس تھیں چلتا	یہ آگے شہادت آسمان کو تہاں کہ وہ آگے ہے شہادت کی صراط پر تھیں پتا کو تہاں کا دل کی راہ پر کھڑا تھیں رہتا اور کرتے دلوں کے چلے پس تھیں چلتا
(۱) اور میں وہاں ہوں (۲) ایک خداوند (۳) عظام اور ریشہ سودا جی اور گودا سے شریعت میں گئی رہتا اور اوپر اکر جہاں تھا اور خدا کی ہوا مات آگے کی شریعت وہ تہاں پانچواں پر جنتی کرتی میں سو جا کر ہے۔ نہی	(۱) اور میں وہاں ہوں (۲) ایک خداوند (۳) عظام اور ریشہ سودا جی اور گودا سے شریعت میں گئی رہتا اور اوپر اکر جہاں تھا اور خدا کی ہوا مات آگے کی شریعت وہ تہاں پانچواں پر جنتی کرتی میں سو جا کر ہے۔ نہی	(۱) اور میں وہاں ہوں (۲) ایک خداوند (۳) عظام اور ریشہ سودا جی اور گودا سے شریعت میں گئی رہتا اور اوپر اکر جہاں تھا اور خدا کی ہوا مات آگے کی شریعت وہ تہاں پانچواں پر جنتی کرتی میں سو جا کر ہے۔ نہی	(۱) اور میں وہاں ہوں (۲) ایک خداوند (۳) عظام اور ریشہ سودا جی اور گودا سے شریعت میں گئی رہتا اور اوپر اکر جہاں تھا اور خدا کی ہوا مات آگے کی شریعت وہ تہاں پانچواں پر جنتی کرتی میں سو جا کر ہے۔ نہی	(۱) اور میں وہاں ہوں (۲) ایک خداوند (۳) عظام اور ریشہ سودا جی اور گودا سے شریعت میں گئی رہتا اور اوپر اکر جہاں تھا اور خدا کی ہوا مات آگے کی شریعت وہ تہاں پانچواں پر جنتی کرتی میں سو جا کر ہے۔ نہی	(۱) اور میں وہاں ہوں (۲) ایک خداوند (۳) عظام اور ریشہ سودا جی اور گودا سے شریعت میں گئی رہتا اور اوپر اکر جہاں تھا اور خدا کی ہوا مات آگے کی شریعت وہ تہاں پانچواں پر جنتی کرتی میں سو جا کر ہے۔ نہی
(۳) اور خدا نے کہ کہ (۳) ہوا داس اور رشت کی (۳) عظام اور ریشہ تہاں ہوا اور تہاں ہوا (۳) ہوا داس اور رشت کی (۳) عظام اور ریشہ تہاں ہوا اور تہاں ہوا (۳) ہوا داس اور رشت کی (۳) عظام اور ریشہ	(۳) اور خدا نے کہ کہ (۳) ہوا داس اور رشت کی (۳) عظام اور ریشہ تہاں ہوا اور تہاں ہوا (۳) ہوا داس اور رشت کی (۳) عظام اور ریشہ تہاں ہوا اور تہاں ہوا (۳) ہوا داس اور رشت کی (۳) عظام اور ریشہ	(۳) اور خدا نے کہ کہ (۳) ہوا داس اور رشت کی (۳) عظام اور ریشہ تہاں ہوا اور تہاں ہوا (۳) ہوا داس اور رشت کی (۳) عظام اور ریشہ تہاں ہوا اور تہاں ہوا (۳) ہوا داس اور رشت کی (۳) عظام اور ریشہ	(۳) اور خدا نے کہ کہ (۳) ہوا داس اور رشت کی (۳) عظام اور ریشہ تہاں ہوا اور تہاں ہوا (۳) ہوا داس اور رشت کی (۳) عظام اور ریشہ تہاں ہوا اور تہاں ہوا (۳) ہوا داس اور رشت کی (۳) عظام اور ریشہ	(۳) اور خدا نے کہ کہ (۳) ہوا داس اور رشت کی (۳) عظام اور ریشہ تہاں ہوا اور تہاں ہوا (۳) ہوا داس اور رشت کی (۳) عظام اور ریشہ تہاں ہوا اور تہاں ہوا (۳) ہوا داس اور رشت کی (۳) عظام اور ریشہ	(۳) اور خدا نے کہ کہ (۳) ہوا داس اور رشت کی (۳) عظام اور ریشہ تہاں ہوا اور تہاں ہوا (۳) ہوا داس اور رشت کی (۳) عظام اور ریشہ تہاں ہوا اور تہاں ہوا (۳) ہوا داس اور رشت کی (۳) عظام اور ریشہ







آزادی صدیقی ہے مگر اس وقت  
میں اس کام کی نسبت سوچتا  
ہوں اور یہ کام ملکی سے نکال  
نہیں کیونکہ دوسری ہر جگہ  
آج کل میں شریعت ہے کہ خدا نے  
آدمی کو مہلک پیدا کیا اور نہ میں  
پر پانی اور نہ میری جلیں تھیں اور  
آج کل میں پانی کے اندر کی  
خدا کا مہلک کیا ہے۔

میں اس کی مثالیں میں یہ کہات  
ہوں کہ میں اس وقت کے بہت سے  
پلے اور دماغِ تقدیر سے حامل  
ہوں۔

(۱) دایں گوشہ کیوں کا کاویں اور دایں گوشہ کے سے (۱۹) جب اس کے شوہر یوسف  
ماتا یا دوتا باشد دام و دشمنی افسانے ہیں کہ یوسفیات اور نے رخ پایا کیا ہے پیچھے سے  
تلاشت و دشا سامنے جو۔ پلا تو تات پناہ ہیں۔ دور و آواز پہلے سے۔ آج کی جگہ چنہ  
دراشت دور باشت اور فراموشی اور ہر مہلک میں پیدا ہو جاتا ہے کہ اس کام  
پر کہ

تیس با تیس ہیں اور  
نہ میں کی ذات و صفات کا  
جوہر ہے۔ عالم آخرت کے  
موتل ہیں نہ اوقات و  
تلاشت حیران آخرت نہ  
وہارت الٰہی و اطلاق کی درستی  
خدا ہر مہلک میں پیدا ہو جاتا ہے

میں اس کی مثالیں میں یہ کہات  
ہوں کہ میں اس وقت کے بہت سے  
پلے اور دماغِ تقدیر سے حامل  
ہوں۔

انکس بات کے خلاف ہے اور ہر مہلک میں  
آج سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مہلک میں  
کے پانی کا ایک مہلک کرنے سے ملکی  
میں نہ میں پیدا ہوئی جگہ پر ہی ہوں  
بات کے خلاف ہے کہ اس کام کی  
پر قرآن نے بیان کیا ہے کہ ہر مہلک میں  
آج سے معلوم ہوتا ہے۔

انکس بات کے خلاف ہے اور ہر مہلک میں  
آج سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مہلک میں  
کے پانی کا ایک مہلک کرنے سے ملکی  
میں نہ میں پیدا ہوئی جگہ پر ہی ہوں  
بات کے خلاف ہے کہ اس کام کی  
پر قرآن نے بیان کیا ہے کہ ہر مہلک میں  
آج سے معلوم ہوتا ہے۔

انکس بات کے خلاف ہے اور ہر مہلک میں  
آج سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مہلک میں  
کے پانی کا ایک مہلک کرنے سے ملکی  
میں نہ میں پیدا ہوئی جگہ پر ہی ہوں  
بات کے خلاف ہے کہ اس کام کی  
پر قرآن نے بیان کیا ہے کہ ہر مہلک میں  
آج سے معلوم ہوتا ہے۔

انکس بات کے خلاف ہے اور ہر مہلک میں  
آج سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مہلک میں  
کے پانی کا ایک مہلک کرنے سے ملکی  
میں نہ میں پیدا ہوئی جگہ پر ہی ہوں  
بات کے خلاف ہے کہ اس کام کی  
پر قرآن نے بیان کیا ہے کہ ہر مہلک میں  
آج سے معلوم ہوتا ہے۔

انکس بات کے خلاف ہے اور ہر مہلک میں  
آج سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مہلک میں  
کے پانی کا ایک مہلک کرنے سے ملکی  
میں نہ میں پیدا ہوئی جگہ پر ہی ہوں  
بات کے خلاف ہے کہ اس کام کی  
پر قرآن نے بیان کیا ہے کہ ہر مہلک میں  
آج سے معلوم ہوتا ہے۔















سوم: اگر آنحضرت ﷺ ہمیشہ جنگ نہ میں رہا خیر تک آج بھی یاد رکھتے تو یہ فعل ایسا نہ تھا کہ جیسا کہ بعض مسعودین جیسے ظلم القدر کا یہ پرچہ رہا حالانکہ وہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ یہ سچا کلمہ بعض مساجدوں نے ان خلیفہ رسائل میں بہت ظکر کے صحیفوں میں متفرق ذال دیا اور باہمی خدق کو یہ کہنا ہے مردہ ملحد کے حلال دیا۔

بحسب سوم: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَإِذَا قُلَّتِ الْقُرْآنُ فَأَنْصِتْ بِاللَّيْلِ۔ یعنی جب تو قرآن پڑھے تو شیطان سے خدا کی ہلاؤ گم۔ اس سے تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن کو بغیر احوال کے نہ پڑھنا چاہیے پھر احوال مختلف طور پر پڑھتے ہیں زیادہ مشہور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان اور شیطان کے معرکہ قرآن میں ہوا کلمات بھی ملائے ہیں اور میں اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف قوتی سے مرکب بنایا ہے جس طرح روحانی قوتیں کہ جو اسوہ حضرت کی طرف اس کو رہنمائی کرتی ہیں اور جن کو قرآن علیہ کہتے ہیں اس کو اسے اس طرح جسم کے متعلق ظلالی قوتی بھی اس کے پاس موجود ہیں جو کئی اور شکوت اور ذرات ہاتھ کی طرف رہنمائی کرتے ہیں جن کو جن کو قرآن سے بھی کہتے ہیں یہی قوتیں ملکی قوتیں اور روحانی اور لطیف اور نورانی اشخاص کے آواز کے آئے گا ذریعہ ہیں اور ان قوتوں کے بھیہ کے گھوڑے پر شیطان انجام دوار کر آئے ہیں اور گمراہ بنا تا ہے۔ اس لیے کہ کئی گمان قوائے بھیہ کو بھی شیطان کہہ دیتے ہیں اور جس میں یہ قوتی زیادہ پائے جاتے ہیں اس کا یہ بھی اسی لحاظ سے شیطان کا اطلاق ہوتا ہے اور دراصل شیطان دو ایک شخص خاص ہے کہ جو معرکہ آدم علیہ کو بھروسہ کر کے باطن ہوا۔ (چونکہ بعض کہتے ہیں اس کو نہیں سمجھتے انہوں نے ان قوائے بھیہ کو بھیہ کو بھیہ کہتے ہیں اس علاقہ سے شیطان اور ملک کا اطلاق قرآن اور حدیث میں ہوا ہے اصل شیطان اور فرشتہ کھڑوہ شیطان اور فرشتہ کا انکار کر دیا۔) حاصل کلام یہ کہ انسان کے اندر ان قوائے بھیہ کے لحاظ سے ہر گمراہ اور شیطان بھرتا ہے اور قرآن مجید ایک نورانی اور لگی چیز ہے تو دشتر جب تک گندی چیزوں سے تغیر نہ ہو لے یہ تب کوئی نہیں بچتا اور ان قوائے بھیہ کو فرو کرنے کا دشتر بھروسہ نہیں اس لیے ضرور یہ کہ خدا سے بننا مانتے اور جب اس سے کوئی عصمت دل چاہو۔ لگتا ہے تو اس کے قوائے بھیہ کو اس خیر میں غفلت انداز نہیں ہونے چاہئے شیطان کچھ غفلت ذال سمٹا ہے۔ جس طرح عالم خواب میں اہم مشعل کا معارض ہو کر اور اور ہر یکہ اور کسی کوئی مشابہت سے اصل شے کو دوسری چیزوں کی صورت میں دکھاتا ہے اسی طرح اس عالم میں انسان کے قوائے بھیہ اور ان کا سوار شیطان آدمی کی راہ میں ہر طرح سے غفلت انداز ہوتا ہے بری چیزوں کو بھروسہ کر کے دکھاتا ہے۔ پہلی باتوں کو برا بنا کر دکھاتا ہے اور یہی قوت ہے کہ اس عالم میں انسان مذہب کے بارے میں گونا گوں اور ہر ایک فرض میں نی نی نوع پر غلوں ہیں۔ کوئی اپنے باجھ کے تراشے ہوئے بت کے آگے دست بہت کھڑا ہے۔ کوئی اپنی کسی اہم میں لڑا ہے کل حزب بے لحد فرعون کا یہ قوم راست رہا ہے بچے قید کر ہے۔ اللہم اھدنا الصراط المستقیم۔



سورة البقرة

یہ سہ لادنی ہے یعنی یہ ضرور جس نزل ہوئی ہے کسی اور سوختی آیتیں ہیں اور چہ ہزار انیس لکھ اور پانچ سو چوبیس ہزار  
 حرف اور چوبیس لکھ ہیں۔ اگر آیتیں سب ہوں تو یہ حیرت انگیز ہے اور جس قدر حکام شریعہ اہل سے متعلق ہیں اور کسی سے  
 نہیں۔ نہ ملے ایک آیت ہونے پر کہ جو سب آیتوں سے بڑی ہے اور بہت سے علماء صاحبین اور صرح طریح کی ہدایت افزا باتیں ہیں مگر  
 چونکہ گائے لائن کے کاجوئی اور انکس میں داخل ہے ایک محبوب اور بہت سے متعاضد ضروری کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور نقد ہو  
 ہے اس لیے ان کا مورد قرار آئے اور شریعہ میں کوئی نئی تعویضات کو ملحوظ ہوئی ہے۔ یہ نام اس کا کائنات ہے جو کعبہ میں مشہور

[illegible]

۴۔ اگر ناکائے ملکہ نماز متواہدوں پر ادا کیے جاتے ہیں یہ بھی ایک تباہی کے لیے کل ضحیٰ کے لیے پسپا قدم، قرعہ بھی - ۵- ۶- ۷- ۸-

مذہب کے سلسلہ میں جو غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں، ان کے خلاف ایک جامع اور متوازن رویہ اختیار کرنا ضروری ہے۔ اس کے لیے، اس مسئلہ کا دورہ کرنا ضروری ہے۔ اس کے لیے، اس مسئلہ کا دورہ کرنا ضروری ہے۔ اس کے لیے، اس مسئلہ کا دورہ کرنا ضروری ہے۔

نچو مفسر، بنی تعمیر کے ستروا میں ہے جیسا قول ہے، سو، واکو ایشر سوڈوں میں ہے جس کو کہ اسٹائن نے نام سے دو دیا ہے۔ چاروں مفسران  
سوداں کے۔ جہاں میں نے اضافہ کر دیا۔

[illegible]



[www.besturdubooks.wordpress.com](http://www.besturdubooks.wordpress.com)













تفسیر میں غلطی کے مرتکب ہوئے۔

ذیل سوم: **هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ** سے مستفاد ہے۔ تفسیر اس کی یہ ہے۔ کتاب آسمانی ہونے کی بڑی علامت اور الٰہی صفاتی ہے کہ کچھ ایسا اثر رکھتی ہو کہ غلامی کی طرف لوگوں کو ہدایت کی طرف بھیجے اور نیک مطلق اور نیک حید کی طرف رہنمائی کرے۔ یہ کبریٰ مسلم ہے اور یہ صغریٰ کی قرآن اور کونوں کو ان اسود کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ بدینی ہے کیونکہ ۲۳ آیت کے حرم میں جس قدر قرآن نے مطلق خدا کے دلوں کو ہدایت کی طرف کھینچا جس قدر بزرگ بریں میں بھی لوگات و انجیل نے وہ اثر نہ بنایا۔ عرب کی جو چالوت نزول قرآن سے پہلے تھی بہت خراب حالت تھی بہت پرستی اور چوری اور بڑی اور بائیں بیچہ وہاں خاور و جہالت اور اس کے ساتھ زلات جس قدر عرب کو حاصل تھی شاید کسی اور قوم کو ہو۔ پھر تھوڑے سے دنوں میں قرآن نے عرب کی نا پائید کر لایا ہر ایک عرب جو چشمہ ہر طرح کی برائی اور اخلاق و زلیل کا مجمع تھا قرآن کی برکت سے اخلاقی عہدہ اور تمام فوہوں کا سرچشمہ ہو گیا۔ اس بات کے بھی تمام مؤد جس مقرر ہیں۔ تو اس نے تو بنی اسرائیل پر بھی بہت ہی کم اثر کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چند روز کا اب ہوتے ہی بقول اہل کتاب بنی اسرائیل کے مشائخ تو مشائخ بقول یہود خود حضرت باورن باطن نے جو خدا کے فیے کے امام تھے جو خدا کے چہرہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اہم تھے تک کسی کسی سرکش بنی اسرائیل کرتے رہے اور بقول ولیم ہار خود حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارہ حواریوں کے ایمان کا کچھ ٹھکانہ تھا۔ ان کے بہت ایمان کا نیا کی طرح اور سلطنت کے لالچے سے تھے اور سب سے بڑے حواری شمعون بطرس نے کہ جس کے ہاتھ سے بقول انصاری صمد با انجرات صادر ہوئے تھے حتیٰ کہ وقت حضرت مسیح سے وہ یوحنا کی کہ آئینہ سے ہی انکار کر دیا اور یہود اسرائیلی نے تو اسے آقا حضرت مسیح کو قبول سے وہ پے لے کر گرفتار کر دیا اور پھر چند روز بعد صلیب پرستی اور دیگر خیریاں جو کہ مسیحی مذہب میں چڑی ان کی اب تک بھی اصلاح نہیں ہوئی۔ اب انصاف کرنا چاہیے کہ کون کی کتاب سے دنیا میں زیادہ ہدایت پہنچی، پھر جس کتاب نے اپنا آسمانی ہونے کا علم کو مشاہدہ کر دیا اور اس کو آسمانی کتاب نہ کہا جلا ہے اور اپنی حقیت پر خدا کی قافوں بنایا جاوے تو بڑی نا انصافی ہے۔ اس دلیل کی طرف قرآن میں بہت جگہ اشارہ ہے جیسا کہ اِنَّا هٰذَا الْقُرْآنُ فَذُكِّرْتُمْ وَلَیْسَ فِیْهِ قُوَّةٌ وَفِیْہِ بَیِّنَاتٌ

والمصیح ہو کہ ان تین دلیلوں میں باہم ایک عجیب مناسبت ملتی ہے۔ دلیل اول جو انصاف و باغفت سے متعلق ہے یہ چاہتی تھی کہ اس کو مقدم کیا جاوے، کیونکہ سب سے پیشتر عرب کا بیان ہونا مخصوص تھا کہ جن کے ذہن سے تمام عالم میں ہدایت پہنچی اور انصاف و باغفت سے جلد تر ایمان لائے تھے۔ لیکن سب سے چنانچہ لائے۔ اس کے بعد کلام کو بلند کیا اور معانی کی طرف رجوع کر کے اور لوگوں کا بھی اطمینان کر دیا اور دوسری دلیل سے حاصل ہوا اگر یہاں تک منکر کو کہا کہ چنانچہ ان کے انکار نے کی حال باقی تھی وہ کہہ سکتا تھا کہ جہل عرب کی صورت میں بھی یہ عیب نہیں اور اس لیے ہر فریق اپنی کتاب کو خواہ وہ کیسی ہی غلط کیوں نہ ہو مشکوک نہیں جانتا۔ گو یہ شبہ بالکل بے بنیاد تھا مگر اس کے بعد خدا نے تعالیٰ نے وہ جہان قائم کی کہ

۱۔ **ہاتھ سے** تفسیر کی مختلف طرح کی ہے حضرت خرم حسن مہری نے خلافت زمانے میں کہ تفسیر وہ ہے کہ تم کے سامنے کلام اللہ اور کلام اللہ کے اور یقین رکھنا کہ اس کے ساتھ کہ ہاتھ میں ہیں اور انصاف و معنی خصوص کی خرافات ہیں تفسیر یہ ہے کہ حقیقت حیرانی زبان میں کی جیسی پاد سے نہ لگا کر تفسیر سے انصاف میں نافرستہ تفسیر سے اول میں۔ بعض ناقل ہیں کہ تفسیر یہ ہے کہ جو ایک کلمہ کو عربی کی حالت میں دیکھے۔ اس حتم سے بہت سے قولی علماء نے تفسیر میں غلط کیے ہیں۔ حقیقت حال یہ ہے کہ جس کے دل میں خدا کا خوف پیدا ہوتا ہے تو اس کے دل میں یہ سب جھٹس پیج ہوتی جاتی ہیں۔ جواب دہانی نے ہر ایک اپنے دلوں کی کئی مصلحتیں بیان کی ہیں۔ سب سے پہلی مصلحت کہ تفسیر کیا ہوگا ایمان ہر اس کی حق و مفادات کی اصل غرض یہی ہے جس کے دل میں خوف نہیں اس کو کچھ بھی نہیں۔ یہاں اور خوف باقی ہر عرب ہوتا ہے وہ تفسیر ہے کہ تفسیر خدا سے چاہا حضرت حقانی

نعمہ یہ ہے کہ حضرت سیدنا شیخ کو گرفتار کر دیا گیا۔ حقانی

مردمانہ اور گئے دیکھ دیا جیسا کوئی فرشتہ نہیں اپنی فرشتوں کی کا بجائی کرے ہر گھم کر دھا: سے کوئی بیلاوان زور کا کوئی کرے کسی اور سے کوئی گریا  
اے۔ ہر کوئی ناخبر اس کے خوشنویس ہوا اس کے پہلوان ہونے میں شک نہ کرے گا اسی طرح جب قرآن نے اپنے ہر ایک کو جو کتاب اللہ کے  
نیے ضرور ہے دیکھا یا تو اب کو نا شبہ باقی رہ گیا۔ اس کے کتاب الہی ہونے میں شبہ کہ اسکندری کوئی اور حکم دیا جادو حتمہ کچھ کر دیا یا نہ کر دیا  
کا انکار کرتا ہے۔ سو ایسا کوئی فریبی بدبخت ہے جو میرے ارادے اور گئے ہیں، ان کے دل میں میرے نام کے لیے قرآن ماننا نہیں  
تکا ہے: (۱) اے یہ اور اس قسم کے جس قدر مردانہ سو توں کے اول میں آتے ہیں ان کو خوف و تقعات کہتے ہیں۔ اے ہر ایک مرد و عورت یہ سمجھا  
ہے کہ چہ بخلہ قتل جہات کے ہیں کہ جس کو خدا نے تعالیٰ ہوا اس کا رسول بھیجا ہی جانا ہے اور کوئی نہیں جانتا، چنانچہ اگر خدا نے جہات سے فرمایا  
کہ ہر کتاب میں ایک سر ہوتا ہے اور قرآن میں اس کا سر اوکل ہو، ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر کتاب میں ایک خاص بات ہوتی  
ہے اور قرآن میں خاص بات حروف تہجی ہیں۔ (۲) تفسیر کبیر (کس لیے کہ جس طرح خاص بات ہوتی ہے اس کے لیے کہ اس طرح علی  
چروں کے ہوا کے مقابلہ میں عجم کی انکھیں بندھیا جاتی ہیں۔ ہر قرآن میں مال کرنے سے صرف استخوان ملا، مقصور ہوتا ہے کہ آیا  
کیوں جس کو توں کے مطلع بھی ہوتے ہیں یا نہیں اور ایک غم غمیر اہل علم کا یہ کہتا ہے کہ اس کے حق سلوم اور قدر لکھتے منہم ہیں اور اس پر برے  
سے اہل عقلہ و تقہر چلے کرتے ہیں لیکن اس فریب سے انھیں سفاکی میں بند کر دی ہیں۔ (۳) یہ کہ یہ حروف ہیں ہر آواز کے نام ہیں کہ جس  
کے اندام میں یہ اور ہیں اور قدیم عرب بھی حروف تہجی پر بعض چیزوں کے نام رکھا کرتے تھے۔ جیسا کہ قدیم عرب میں ہوا، اہل کو نہیں اور محلی کو  
نون اور ایک پہاڑ کو کاف کہتے تھے۔ سو انوں کا ایسے حروف سے سنی کرنے میں اس حرف اشادہ ہے کہ ہمارا کلام بھی انکے حروف سے  
مرکب ہے کہ جس سے ہمارا ہر حرف میں اس کی شکل کیوں نہیں ملے۔ (۴) کہ نندہ تہجی کے اسماء میں ہر آواز کو اہل سور میں ذکر کر دیا ہے  
چنانچہ حضرت علی کریم رضی اللہ عنہ جب سے متحول ہے کہ وہ دہائیں کبھی بعض یا بعض کہتے تھے۔ (۵) کہ ۱۲۰۰ سے اُمی کے اجزاء ہیں معین  
جیرہ جو کہتے تھے کہ ان میں کا مجموعہ الحرف ہے لیکن اور حروف کے ترکیب دینے پر ہر آواز کوں۔ (۶) کہ قرآن مجید کے امراء ہیں علی اور  
سدی اور فادہ کا یہ کہ ہے۔ (۷) یہ کہ ان میں سے کوئی صفت یا اسم الہی یا کوئی اور سب خاص مراد ہے اور انحصار کے طور پر ایک حرف سے اس  
روح کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ چنانچہ بعض عرب کے اشعار سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔

لَا تَسْمِعُنِي لَيْلًا نَسِيَهَا اَفْوِيْجَانِ كَلَّمْتُ لَهَا لَيْلِيْ فَكَافَتْ لِيْ عَقَابِ

یعنی "میں نے اس مشوقہ سے یہ کہا کہ تو یہ خیال نہ کیجیو کہ ام لائٹ اور لانا بھول گئے ہیں اس لیے میں نے اس سے کہا کہ تم میرا جا  
سنا اس نے کہا تم میری گئی۔" دیکھتے کاف وقف کا مختصر ہے۔ لیکن عباس بن عمر سے مروی ہے کہ الف سے مراد آلاء و فضل جنہا خدا کی نعمتیں اور لام  
سے لطف اور سکھ سے ملک مراد ہے۔ یعنی اس کے ملک میں جس قدر نعمتیں پائی جاتی ہیں یہ سب اس کے لطف و کرم کا صدقہ ہے۔ بخلہ ان  
نعمتوں سے قرآن ہے وہ بھی اس کے لطف سے بندوں کی بھلائی اور سعادت کے لیے نازل ہوا ہے اور انجی سے یہ بھی متحمل ہے کہ اللہ  
سے مراد اللہ اور لام سے مراد جبریل اور سکھ سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ یعنی یہ قرآن خدا کی طرف سے بواسطہ جبریل علیہ السلام پہنچا ہوا ہے اور  
اسی طرح اور جبریل علیہ السلام کی طرف سے متحمل ہیں۔ چنانچہ بعض نے فرمایا کہ الف اقصیٰ حق سے جو ابتدا و اختتام ہے ہر لام  
کہاؤ نہ ان سے جو وسط و اختتام ہے اور سکھ کہتا ہے جو اختتام کا ہے بلکہ اس بات کی طرف اشارہ ہوا کہ بندوں کے قول  
کا ہر اور وسط کا نام اور اختتام کا نام میں دیکھا گیا ہوا چاہیے، یعنی ہر حال میں اس کو یاد رکھا جائے۔ (۸) یہ کہ کھنکھراہ کرنے کے لیے اور اس  
بات کے لیے کہ ایک کام تمام ہو کہ دوسرا شروع ہوتا ہے یہ حروف بولے گئے ہیں اور قدیم عرب بھی اپنے کلمات میں ان کو لیا کرتے تھے۔  
یہ لفظ کا قول ہے۔ (۹) یہ کہ بحساب ابجد ان سے قوسوں کے زمانہ حکومت اور دور سلطنت اور بقا و عزت کی طرف اشارہ ہے۔ اہل الحالیہ











جیسا کہ ان سب پر صدقہ دوسرے ایمان لاتا ہے اور روح اور جسم سے اس کے عبادت میں مصروف ہوتا ہے کہ جس کو نواز سکتے ہیں قرآن پر وہ انوار الہی کا نذر ہوتے ہیں کہ جس سے اس کی بحیرت بالکل پورے ہو جاتی ہے اور مہاسی کی طرف ٹھس ٹھس کی کوٹھن جاسے لپچے، چٹا پتھر خود اپنے تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّهُ أَخْلَقَ سَوَاقِیْ عِیْنِ الْفَلَاحِ وَ قَدْ شَکَّرَ کُلَّ نَازِلٍ بِرَحْمَتِیْ عَمَّیْ اور بری باتوں سے روکتی ہے اور اس لیے صوفی شخصیں فراتے ہیں کہ یہ قدر تو انے عظیمہ کو نواز دی ہو گی کہ بارگاہی اور اگر تھمتا سے چڑھو گی حاصل ہوتی ہے، ادا بہت سی مدت بھوکے پیاسے مرنے سے نہیں حاصل ہوتی اور یہ ظاہر ہے۔ کس لیے کہ کثرت اور بحیرت دور فرما دیتا تو تم جیسے کہ صَوَّبَ الْبَقْعَیْنِ بِالْمَقْبِلِیْنِ جس اندر وہ سے انگریز انسان میں دیکھتی تھی ہیں جب ان میں سے ایک غالب ہو گی تو میں کہ خود حق مطلب ہو گی اور فہم میں عالم محسوسات میں جو کھرا اور کھرا ہے داخل کا اثر مفسد پر محسوس ہوتا ہے تاکہ کہ جو جنت میں لوہے پر پھینک دیا اور عطر کا کپڑے سے تو اس عالم کبریات میں توبہ نجات تو کی ہے۔ یا اگر بدوہ افزہ ہو جاتا ہے، مگر جنت جہان کی ذات مقدس کے انوار جو طے فی فی میں نہیں ہاتھ لگتی روح پر جو نہایت سرخ و انفعال ہے کس قدر اثر پیدا کر سکتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ہر جزو میں حکمت کا سرچا ہو کہ ہندو کال میں سچا نہ کہ آنہیزہ والی نواز دیتا ہے، پھر یہاں ٹھس ہوا، اور اس کی جان خواہشوں کا کیو نہ کر، اور وہی مرتبہ کو نصرت اور حفاظت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے یہ حلقہ یَقْبُضُونَ الصَّلٰوةَ جان کا نیت ہے۔

یا جوں کہ جو کہ بری باتوں سے محفوظ رہے گا تو غفلت میں سے بھی رہا اور عقائد اور ایمان کو کہ نہ رکھتی جز، ہے یہ مومنوں کا قلب میں تلاویا اور بدنی عبادت کو یَقْبُضُونَ الصَّلٰوةَ سے واضح کر دیا اور الی کو مقلد کو یَقْبُضُونَ الصَّلٰوةَ سے متشعب فرما دیا، اس سببوں اور شکست کو جو ایمان کی برعکس سے پیدا ہوتی ہے، یعنی حکمت خیر یا وہ علیہ کو کس کے حصول پر نجات کا مدار ہے اس بات میں واضح رہا۔

تعلیقات : یَقْبُضُونَ لَیْلَت میں ایمان تصدیق کو کہتے ہیں یعنی کسی چیز کو چاہے انوار میں نہیں کرنا اور یہ اس سے مشتق ہے کہ گویا ایمان لانے والے نے جس پر وہ ایمان لایا ہے اس کو حفاظت اور تحفظ سے اس میں بھی کر دیا، اور شر میں ایمان الی فی الی اس کا صحت دلتی ہے۔ یقین کرنا ہے کہ جن کا دینی ہو یا نفسی طور پر یا نہ ہو گویا وہ اپنی قرآن مجید کی ظاہر بشارت یا نہ یہ ہے متواتر یا اجابا نفس سے جو بات ثابت ہو اس پر یقین کرنا جیسا کہ خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کر رہے علم و قدرت اور حکماء اور اہل انبیاء اور سچے سچے کے بعد سب و کتب جزا و جزا و برحق ماننا۔

پھر ایمان کے دوسرے ہیں

ایمان ایمانی : ایمان الہی کو بھلا یا تفصیل جز یا سید و پیر محمدی و برحق سمجھا، جس کا خلاصہ مردق والی سے تلاوہ اِنَّ اللہَ یَعْلَمُ رسول اللہ کہنا ہے۔

ایمان تفصیلی : دوسرا ایمان تفصیلی کی جس قدر راہ اور شرٹن سے یقین ثابت ہیں اور جو باقی ایمان اس کے دوسرے مقلد نے غمراہی میں ہے ایک اور حق پر مانتا جس چیز پر ایمان انسانی یا تفصیلی میں ایمان لانا ضرور ہے جو اس پر ایمان نہ لائے گا نہ انکار یا کھنڈ کرے گا، نہ غمراہی حالت ہو گا کہ جس کی سزا ابدی جہنم ہے۔ خود ہاتھ نہ بٹا۔ دراصل ایمان تفصیلی تصدیق کی گئی کا نام ہے۔ جیسا کہ ادا کی عقلیہ و نظریہ سے وہ ہے کس لیے کہ ایمان کی ماہیت میں غور و فکر کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ، اور صرف تصدیق ہے اور اس پر دلائل قلبیہ ہیں۔ وَقَلْبُ مُخْضَعٌ بِأَمْرِیْہِمْ اور وَکَتَبَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ اَلْاِیْمَانَ اَوَّلَ لَیْلَۃٍ نَّذِیْنُہِمْ اَلْاِیْمَانَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ۔ من آیات میں ایمان کو قلب سے معلق کیا گیا ہے اور قلب کا کام تصدیق ہے اور یہ بھی آئی ہے اِنَّہِ الذِّیْنِ اٰمَنُوْا وَھُمْ اَلْمُتَّصِلُوْنَ۔ اس آیت میں ایمان صلا کو کھلف ایمان کی کہ گویا اور معطوف اور معطوف علیہ میں عقابیت ہوتی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ ایمان صلا کی طرف ایمان کا جز نہیں بلکہ وہ صرف تصدیق ہے اور



ایدار سے شرف نہ ہونے کے باعث اسی راستہ سے غور و فکر کیے۔ جو فلسفہ میں مسعود علیا نے فرمایا۔ یہ سچا تحریکِ ملت ہے، ہم کو روکنے والے کو تو کھینچ کر لے کر آئے۔ خدا تعالیٰ کی اس رحمت میں نے کچھ شککار تو کیا کرتا تھا۔ لیکن یہاں اس کے لئے زور و جہد آپ کی نسبت آفتاب سے زیادہ روشن ہو گئی۔ ایمان تبارک و تعالیٰ کے بغیر کچھ ایمان نہ رہے۔ بطور اہل بیت میں کہاں تھا۔ ہدایت کیا ہے کہ غرض اللہ کے راستہ کی ہے۔ وہ اللہ کی صفوں میں رہتی ہے۔ فقیر حضرت علیؑ کے لئے جو طریقہ آپ کی ہدایت میں صرف ایک برتنِ مرقمہ سے پانی نکلا۔ آپ علیؑ کے لئے اس میں اپنی انگلیاں ڈال دیں تو وہ فوراً اس کی طرح جوش مارنے لگا۔ بالکل کو حکم دیا کہ رو بہ آ کر حضور کریمؐ میں دستخیز ہو کر سچا ہے۔ انصاف کیا اور خوب بین ہو کر پانی پیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ پر ہنسنے لگے۔ یہ پوچھا کہ تم ہمارے ہونے میں سے کس کا ایمان کب تر ہے۔ لوگوں نے کہا خدا کا کہ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ ان کے ایمان میں کیا عجب ہے۔ وہ بارگاہِ اعلیٰ میں حاضر ہیں اور کے وہ کامیابی پہنچ گئے۔ جس کو دیگر گزشتہ ایمان نہ لائے۔ انہوں نے پھر عرض کیا کہ عجب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے سوا ہر مصلحت و نفع دیکھتے ہیں۔ ان کے ایمان میں کیا عجب ہے۔ اہل بیت کب لے گا ایمان ہوگا تو میرے بعد یہی آئیں گے اور میرا منہ ان کی رحمت سے امان اور میرے وہ میرے ایمان میں اور رحم اسباب۔ اور ان کو اعلیٰ کی نے روایت کیا ہے۔ ایک شخص عباد اللہ بن عمرؓ کے پاس آیا اور کہا کہ اے عابد الرحمن تم نے ان آنکھوں سے جذبات دوسرے اللہ عزوجل کو دیکھ کر کہا کہ اللہ عزوجل نے کہا کہ ان پر اس نے کہا کہ تم نے اپنی زبان سے آنحضرتؐ کو جہاد سے قلم کیا ہے؟ سنو کہ کیا کہاں۔ پھر اس نے قیامت نے اپنے باطن میں انصاف کے تقویٰ میں۔ اے نبوت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ یہ سن کر وہ شخص حضرت کے شرف میں زار و زور رہنے لگا کہ ایک حالت دید میں پر طاری ہو گئی۔ عہدِ حاضر میں عمرؓ کے لباسِ خیمہ کا ایک ٹکڑا چھوٹا سا تھا جس کو جس نے آنحضرتؐ سے چھینا ہے اس کی نفی ہو کر آپ علیؑ نے فرمایا ہے خوشحالی ہے اس کو اس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان آیا اور اس نے بھی زار و زور خیال ہے اس کو کہ خیمہ دیکھ کر پھر ایمان آیا۔ یہ وہ لی جہاد جواب تھا۔ چلا آئے حضرت علیؑ کا عہد

[illegible]



مسلمانوں کے بارے میں اور حکامات ابن ہندوؤں کے قبضہ میں آ گئے جو امت مسلمہ ان کے لازم حق اور واجب آقا و اہل بیت علیہم السلام کے ہندوؤں میں اور رسولی بلا میں گرفتار ہوئے۔ **مُذَنَّبًا وَلَا عَزَبًا**

(۳) ولی کا صرف کردار خود کی زندگیوں میں دیکھا جیسا میری کا کام ہے۔ بہت سے لوگ ایسے تکراری روز سے تکراری دنوں، جتنا نماز پڑھو اور کچھ دینے کا کچھ نہ کرو، چھڑی جائے بکرا مڑی نہ جائے اور یہ بھلی دنیا اور آخرت میں صبر ہے۔ دنیا کا یہ ضرر ہے کہ جب اقارب اور ماں باپ پر پختی ہے اور وہ اس کی غفلت و غیبت جاننے سے ہیں اور یہ موزنی مال ہے تو ان کو نہایت رنج کہہ سدا اور کیڑے سوتا ہے، جس سے اس کے ان کا درد، دہم کہ جو عزیز اور دوستوں کی مدد و معاونت سے منتقل ہیں فرق آتا ہے اور یہ سب کی آنکھوں میں حقیر اور بکرہ بکھائی آتا ہے، اس کے سر۔ نہ کی لوگ آرزو کیا کرتے ہیں۔ الفرض ان ہی وجہ سے اس پر بڑی مشکلیں پھٹی آتی ہیں اور خداوں کی ہزار نامیں اس کے لیے مصائب بن جاتی ہیں۔ بخلاف اس کے کہ جب عزیزوں اور دوستوں اور اپنے بیگانوں پر لطف و کرم کرتا ہے تو گویا ان کے دلوں میں اپنی محبت کا تسہہ برقرار رہتا ہے اور بڑوں اور دلوں کو غصہ میں لے لیتا ہے اسی لیے کئی کے بڑے دوست اور غصہ میں کھینچے ہوئے رہتے ہیں۔ اسی کے علاوہ جب غریبوں اور یتیموں اور یتیموں کی پرورش کا دستور نہ ہوگا اور نہ ہی دینی اور دنیاوی کام کے لیے اور غفلتوں کے پیش کے لیے۔ سب سے بڑے گنج کیا جادے کا اور لوگ دہم میں گویا یہ تمام قوم معصیت میں گرفتار اور غفلتوں کے ظلم اور تاجدار بن جائے گی اور یہ دولت غصہ بھی نہ رہے گی اور آخرت کی یہ بقاء نہ ہے کہ جب اللہ پر مانی کی محبت نقش ہو جاتی ہے تو جب روح اس میں کم و چھوڑ کر اس عالم میں جاتی ہے تو اس میں جو کچھ اس کی جدائی میں ہے وہ اس کے اعلیٰ عالم میں رہتا ہے اور اس عالم میں سناپ اور بچہ اور آگ کی صورت میں ظہور کر کے خوب متانی ہے۔ اسی لیے اس عالم کی قصود کی قیصل آسان کرنے کے بعد اہل حق نے اسے نکال دیا۔ اسی کے لیے کہ جس سے یہ کیفیت غفلت آسان ہوگئی (۱) اس میں جملہ ذکر کر کے یہ بتلادیا کہ کل یا اکثر نہیں بلکہ تمہارا سامنا صرف کرو۔ (۲) کہ خدا کے یہ بتلادیا کہ یہ بات کچھ تم، چنے ہوئے کچھ نہ کچھ کچھ نہیں، چنے ہوئے ہم نے، یہ تمام چھوڑ کر۔ یہ سیکھیں۔ ہم یہ تو کھلی کر کہہ دیا اس میں ایک اور بھی کچھ ہے وہ یہ کہ اس کے علاوہ اور جو ہم دیکھتے ہیں جو قوم اور ملک کے کارآمد ہوں ان کو بھی اس درجہ شامل ہے، اس کو بھی صرف کرنا ہے۔

فائدہ : اس مسئلہ کو دیکھتے ہوئے سارا کام سے خود کو محروم نہ کرو اور اس کے تضاد اور فوائد ہم کے

جان کریں گے وہ اللہ اللہ

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ  
وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝

عوران کی (رہا ہے) جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا ہے، اور جو کچھ آپ سے پہلے نازل کیا گیا ہے، اس پر اور قیامت کے دن پر بھی ایسا ہوتا ہے۔

ترکیب: الذین موصول ہائی، اور ما انزل الیک مطلق علیہ و ما نزل من قبلك مطلق علیہ، موصول علیہ دونوں مطلق فعل

وہ جو مفسرین کے اعتقاد میں غافل ہیں اور موصول سے لے کر جملہ تفسیر خیر ہے، اور کہل ہوا الذین کا موصول اپنے صلہ کے ساتھ لے کر موصول ہوا ہے الذین پر متفق ہے۔

تفسیر: چونکہ مشنوں بالعیب سے متہود اور قریب انصاف خدا تعالیٰ کی ذات و صفات اور مانگتے تھے اور کتب الہیہ اور قیامت کے دن پر بھی ایمان والا مشرور و متاثر تھے اس لیے اسی عام بات میں سے ان کو حاکم کر کے ذکر کیا اور یہ فصاحت اور بلاغت کی مجموعہ بات ہے کہ کسی مطلب



ضروری کو (کوہ مکہ کی عمارت سے بکھا ہوا) اور گاہے گاہے جس بھی خصوصیت کے طور پر ذکر کر دیا جائے گا میں کو کہ جب یہ سورہ نازل ہوئی (انکادین میں) تو صاحبِ تقویٰ و کردار سے ایک قلمِ عرب کے جو پہلے ترک و آخر میں گرفتار تھے اور پھر اسلام لائے، دوسرے اعلیٰ نسب، عہدِ نبوی، سلامِ خیرہ کے جو پہلے مذہبِ یسویٰ یا نصرانی میں تھے اور پھر دولتِ اسلام سے شرف ہو گئے اور وہاں کہ وہاں ان معذرت میں مثال کے ساتھ قرار دیا اس لیے اول جملہ قرآنی فریق کے ہے اور دوسرا دوسرے کے ہے اگر کیا کیا، یہ بات ظاہری تھی کہ تقویٰ بغیر اس کے قائم نہیں ہوتا کہ جب تک خدا کے تمام جہنوں پر ایمان نہ لائے یعنی وہ بھی ہیں کہ جو تھک پہ نازل ہوئی اور جو کتابیں تو رات و نفلانی وغیرہ پہلے انبیاء پر نازل ہوئیں سب پر برحق مائے ہیں۔

مستطعات: بعضاً التَّائِبِينَ وَالْبُكَّاءَ سے مراد نام ہے قرآنی حکم کہ جس کو جبرئیل علیہ السلام کی طرف سے افکارِ مفروضہ میں ادا کرنے سے پہلے جس کو قرآن کہتے ہیں، غلو کی غیر متصور ہو کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بلا توسطِ جبرئیل یا بغیر الفاظِ مفروضہ نازل ہوئی یا جو کچھ کشافِ روحانی کے طور پر آنحضرت مزینا کو مسموم کر دیا گیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ادا فرمایا سب پر ایمان لانا مفروضہ ہے جو ایک بات پر بھی ایمان نہ لائے وہ کو فرما

وَمَا تَنْزِيلُ مِنْ قِبَلِكُمْ سے مراد پہلے انبیاء علیہم السلام کے مجھے ہیں یعنی حضرت امیرِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ تو ارسینی پیغمبرِ اسلام وغیرہم انبیاء کی کتابوں کے کہ اس کو خدا کی طرف سے ملی ہیں خواہ مضامینِ الہام پرے تھے اپنی عمارت میں بغیروں نے بن کر کے تصور، مافقہ عبادت میں دینی تقی عطا دی تھیں۔ ہرچہ باشندہ العلم غرض خدا تو کسی کو سب کو برحق، ملامت ہے اور بہت سے مجھے تھے بہت سے ان میں سے ایسے ہیں کہ جن سے نام بھی ہائی نہ ہے، بعضی کے نام، کہ تو دیکھیں اور دولت پسند مضامین سب تک بھی پائی ہیں۔ مشہور سب سادہ میں سے ہیں جو قرأت پر حضرت مکی نے فرمایا نازل ہوئی تھی۔ زبور پر حضرت داؤد علیہ السلام کی تھی اور نخل پر حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مجھے۔

سوال: یہ خبر جملہ عبداللہ بن عباس وغیرہم وعلماؤی اسرائیل کی مدین میں واقع ہے کہ قرآن پر بھی اور اس سے پہلی کتابوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ جن کتابوں پر ایمان رکھتے تھے وہ برحق تھیں مگر اس زمانہ تک موجود تھیں جس لیے اردو میں قرآن میں بھی قرات و انجیل پر عمل کرنے کی تاکید اور ان کا ذکر خدایا میں طلب کرنا چاہا ہو ہے اور وہ ان وقت کے نہیں لی کتاب میں جو خود نہیں دیکھا تھا کہ جواب میں جن کے نحو کو داخل اور اس کے مذہبی اصولوں کو سمجھ سکیں اور مہرِ جدید کہتے ہیں۔ لیکن اسامیہ پر اس وقت کی قور و انجیل اور زبور اور تہذیب اور جن اور فلاں کے تاجرات کی قسم میں ضرور ہوئی اور ان میں کفار اور اہل بیت تک اور تکلیف موجود ہے، لیکن اس کا ماننا بھی مسلمانوں پر فرض ہوا اور پھر باوجود اس فقرہ کے یوں قرآن نے ان مسائل کو رد کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن آسمانی کتاب نہیں۔

جواب: اس سوال کا کہ جس پر بہت سے پادریوں نے ازالاں ہیں کہ یہ ہے کہ وہ کتابیں جسے شک برحق تھیں تاہم ان میں ایمان ہے۔ ہاں یہ بات کہ اس زمانہ میں بھی دو کتابیں موجود ہیں غیر مسلم ہے کیونکہ انجیل کی نسبت تو تمام عیسائیوں کو بھی اقرار ہے اور خود انجیل موجود ہے دیکھئے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ انجیل حضرت مسیح (علیہ السلام) کی نہیں انسان پر نازل ہوئی ہے انہوں نے اس کو تصدیق فرمایا، ان کے زمانہ میں تالیف ہوئی بلکہ سالہا سال بعد لوگوں نے سے بنائے اور کسی لکھ دیکھے ہوئے حالات حضرت یحییٰ علیہ السلام نے انہوں نے انہوں سے موت تک پہنچنے کے طور پر فتح کیا۔ یہ ہیں اور بہت سے لوگوں نے جمع کئے تھے چنانچہ بعض کتاب نام انسان بھی نہیں جیسا کہ انسان کی انجیل آخرت سے جانتے ہے اور بہت سے انجیلیں (تاریخ کی کتابیں) اب بھی موجود ہیں جیسا کہ انجیل پر عباس وغیرہم مگر بیگز چوالی آخرت میں ان



کی ناکامی (سخت مرض قحط و غیرہ) سے کہی گامیابی اطلاق ہے اور جو پہلے حصہ میں کچھ ہے تو ممکنہ ہے کہ اس پر دنیا کی محبت اور نورم کی پابندی سے بے اضافی کر کے اس کی ذرا کتاب کو رقم ملے تاکہ جو تمہارے دنیاوی اور کتب اسلامی کی شمع حق اور مدد کرتے ہیں۔ جب یہ بے قوت و خست نہ ہمارا کیا خاک یقین ہے۔ اگر تو خست آ نکھوں کے سامنے آتی تو یہ باطنی نہ کرتے۔ جب دعائے توحید مستفیض کے و صاف دلائل فراہم کا بھی سعادت کی حسب شرع ہو بھی تو اب سعادت کے بھی نیچے کو کرنا ہے کہ اس پر تشریف ہو جائے تاکہ سامع کو طہرت پہنچا دے۔

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّكَ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥﴾

وہ لوگ اپنے خدا کے رست پر ہیں۔ وہ عبادتِ حق کرنے والے ہیں

ترکیب : کوئی ایک مبتدا اور علیٰ حدیٰ قین و پیچہ ثابت کے متعلق ہو کر اس کی خبر مبتدا آخری کر مبتدا سے جدا : و حرف مطلق - اولیٰ مبتدا اور وہ المضاف الیٰ اس کی خبر وہ مبتدا المفعول خبر دونوں کی کوئی ایک خبر ہوئے : یہ مبتدا اپنی خبر سے مل کر مبتدا سے ہو کر مطلق ہوا۔

تفسیر: یہی کہ تھا کہ قرآنِ مَدَنی الْمُتَنَبِّہُ پر بیگزناؤں کے لیے جاہلیت ہے۔ اسی کے بعد ہر روز نگار کے اوصاف بیان کر دیے کہ اے ایسے ایسے اوصاف تہجد رکھنے والے ہیں اور یہ اوصاف قرآن سے حاصل ہوتے ہیں کیونکہ طریح کے پڑاؤ جیانی سے قرآن نے انسان کو ان اوصاف کا شعور بخیر اور جس میں یہ اوصاف ہوتے ہیں وہ جاہلیت پر ہوتا ہے۔ یہ جس بات ہے کہ مَدَنی الْمُتَنَبِّہُ فَاکِبِ جَرِّی تھاق کا ثبوت توفیقی سے متعلق بیان کر کے کیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ قرآن سے ہر روز فاری حاصل ہوتی ہے اور ہر بیگزناؤں خدا کی ہدایت ہے یہاں تک سعادت کا بیان تمام ہوا اور کھم دلی ہو گئی کہ قرآن سے ہدایت حاصل ہوتی ہے۔ پھر جاہلیت کا ثبوت دُنِیَاکِ مُتَدِیٰ شَیْطَانُ سے بیان فرمایا کہ جس کو یہ دُنِیَاکِ نصیب ہوتی ہے وہ ازل دارین پاتا ہے۔

لکھتا ہے: (۱) پہلے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اُونُف عَنِ عُدَّتِیٰ قرآن مجید لاہو گیا اور اس میں طرف اور پُرکھن اس کا ترغما ہی طرح اس کے مقابلہ میں تیرے طور پر اُونُف عَنِ عُدَّتِیٰ ذکر کیا تاکہ اُولَا جَوْرَہُ عُمُہُ یُوَفِّیٰہِ کی جڑاں کی فاعل اس کی سرسامت کا دل بیٹا ہو جائے۔

(۲) جس طرح کلاخو قہودہ بختون میں ایمان نہی کا ان پر تعزیر تھا ان کے بعد ولان کا بھی حد خمیر مقدمہ کر کے ان ہی پر تعزیر کر دیا جس سے معلوم ہوا کہ ولان بھی ان علی کا حصہ ہے کہ جو اپنے لوٹ اور ان اوصاف سے متصف ہیں اور جو اپنے نہیں ہیں وہ کسی ہی پر عزت کریں جو خود ہوا راست پر نہیں کھلی اطلاع کو نہ پہنچیں۔ گئے ہیں جو راستے کے اسلام کے مقابلے میں ہیں اور اس کے برخلاف ہیں ان سے کسی مقصود حاصل نہ ہو گا خواہ کوئی بھی ایسی مشقت افغان سے ان سے ایک جگہ فرمایا ہے کہ إِنَّ الْفِتْنَةَ عِنْدَ الْكَلْبِ، پانچویں نمبر پر جبکہ اصل متن میں ان سے وصول الی المطلوب بھی نہیں

ترجمہ زیر کچھ اے: عربی

کیسے رہا کہ تو میری ہے ترکستان ست

[illegible]

اور خبر کو معروض کیا کہ مورخ میں احمد خلیل ذکر کر کے یہ بتلوا یا کہ یہ جاوید اور قاتل متغیبات کا احمد تھا ہے نہ کہ میں اوصاف مذکورہ دے جاتے ہیں۔

فالحمد: خواجہ اور معتزہ وغیرہ اگر جو کبریا کی بلکہ صغیروں سے بھی ایسی جہنم کا مستحق بناتے ہیں۔ (سیاحین کا بھی ی کے قریب غیروہ ہے) اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ جنہیں نفاق کا موصوفین نو کورین پر منحصر کر دیا ہے۔ جس جو تازہ نہ پڑھے گا کہ کو تہہ کا حکم نہ لائے ایمان ہو کر ہمیشہ جہنم میں جاوے گا، بعض نے یہی بھی ان کے شریک ہیں۔ ان کا جمہور انہما اسلام کی طرف سے یہ جواب ہے کہ غلات سے مراد وہ جو وہب اللہ عام غلات کا مل ہے۔ جس جو ان اوصاف سے متصف نہ ہو جو اس کو نفاق کا مل نصیب نہ ہوگی۔ نہ کہ وہ غلات سے مراد ہوگا کہ وہ غلات کا مل (یعنی غنیو) سے نکلا جائے نفاق مطلق لازم نہیں آتا۔ علاوہ اس کے قرآن و احادیث کے متعدد واضح سے گناہ کاران اسلام کا نفاق مانا جنت میں جاتے ثابت ہے۔

جبکہ خدا تعالیٰ نے اہل سعادت کا حال اور مآل بیان فرمایا تو ضرور ہوا کہ اہل فسادات کا بھی حال و مآل بیان کیا جاوے۔ تاہم تعارف الاشیاء بالحدیثا سماوات کا محتار خوب سمجھ میں نہ آوے۔ رسول اللہ شہادت و طہارت کے ہیں، ایک روکنہ جو کھانا تو پلٹن حق کے مخالف ہیں ان کو بظاہر شرع میں کافر کہتے ہیں۔ وہ روکنہ جو مظاہر سونے اور باطن میں حق کے تحت مخالف ہیں ان کو منافق کہتے ہیں۔ چونکہ مومنوں سے بڑی مضامین (یعنی ظاہر و باطن کا حالت) نکلتے ہیں۔ اس لیے خدا تعالیٰ پہلے ان کا حال بیان فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ①  
خَسِمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَقَدْ أَعْيَضُوا عَنْ أَعْيُنِهِمْ فَاعْوِذْ بِاللَّهِ عَذَابُ  
عَظِيمٍ ②

بے شک جو لوگ کفار نہ بن سکے ہیں ان کے لیے قرآن و احادیث کا دوا اور کفار کا دوا ہے جو کفار اور کفر سے توبہ کرنے کے لیے اللہ سے اس لیے توبہ کرنا چاہتے ہیں۔

ترکیب : اِنَّ سَمِیْہَ الْاَلْبَیْنِ مَحْصُولٌ کَھَر و ہاں کا حصہ مَحْصُول اور حصار دونوں میں اس کا حصہ ہونے اور سَمِیْہَ آج کل کے ۱۱ سوا اس کی خبر ہے اور اس کے علاوہ ہے وہ اس حصار کا قائل بن کر مرفوع ہے جو یا کام ہوئی اور ان لئے جن کو مکرہ مستوفیٰ علیہم اذراک دھمکہ۔ تحتہ فضل نقد اللہ فیما علی جاد قلوب مجرور مضارع ہو مضارع الہ۔ مضارع اور مضارع الہ دونوں میں کر مضبوط علیہ اور علی سمعہ مضبوط۔ مضبوط اور مضبوط علیہ دونوں مجرور ہونے چاہے کہ مجرور مضبوط ہوئے ختم سے۔ ختم اپنے فعلی ہو مضبوط سے کہ کر جملہ فعلی ہو۔ مثلاً وہ مبتداء۔ متحرک اور علی ابصار ہو ثابت کے مضبوط جو اس کی خبر۔ مبتداء و خبر مل کر جملہ اسمیہ ہو اور جملہ ساقیہ ہو اس کا مضاف اور مضاف اب موصوف الہیہ صفت دونوں میں کر مبتداء و خبر اور جملہ خبر مضبوط ثابت کے ہے مبتداء خبریں کہ جملہ اسب ذکر کیلئے جملہ کر مضبوط اور۔

تفسیر: پیغمبر خدا نے فرمایا تھا کہ قرآن متعین کے لیے ہدایت ہے اس پر یہ خیال گزرتا تھا کہ کافروں کے لیے کیوں ہدایت نہیں۔ حالانکہ کفر و ایمان میں۔ کچھ ہدایت کا ہونا تھا کیونکہ حق پر خود ہدایت پر تھے اس کا اپنے کلام میں اشارہ یہ جواب دیا کہ کافر اور مشرک سے مراد انہی کافر و مشرک ہیں جو ایک مصلح طرح ضرر کی وجہ انہیں از نو و انقسام کے کفر و شر میں مبتلا ہے، مگر وہ انہی میں خود راہی سے نہ پانچا ہے تو اس کو کفر و قرآن سے ہدایت ہوگی اور وہ ایمان بھی لاوے گا اور اچھے اعمال بھی کرے گا اور جو راہی میں اس کو نور ہے



















خیال افلاس کی طرف اشارہ رہے کہ جو افعال (گرم) بھی کو موثر بالذات نہ تھے ہیں اور خدا کے فضل کی وجہ سے وہ رستے سے منحرف ہیں۔ یہی اس کا پورا دھیانا اہل ہند میں۔ تھاک۔ کے حقیقت میں۔

(۳) ایسا کنوا سے عذابِ آخرت کی طرف اشارہ کر دیا تاکہ جو لوگ یہود بنائے یا ہندو بنائی، ان کو دنیاوی عالم میں جو اسرار کے ناکل ہیں ان کو خیالِ باطل ہو نہ جائے۔

فائدہ: عذاب کا مذہب۔ جسے متعلق کیا جا کہ اس سے جھوٹ کا حرام ہوتا ہے، ہوا اس سے اسلام میں بالافاضل جھوٹ جتنا حرام قرار دیا گیا۔ یہ وہ فعل ہے کہ جس سے حق پر اکثریتی آدم متفق ہیں۔ اب آگے آتوں میں دعائے ختمی ان کے مرضی تفسیر کرتا ہے کہ وہ دہریہ یا نہیں کرتے ہیں ہمارے ان کو پہلی جگہ ہے۔ جس طرح کوئی مرضی کر ہی چیز کو مرضی یا انکس تصور کرتا ہے اور یہ جملہ مرکب ہے۔ حکماء کے نزدیک یہ مرضی اطمینان سے ہو کر فرما ہے

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۝  
إِنَّمَا هُمْ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِنْ لَا يَشْعُرُونَ ۝

بھروسہ ملائے سے (یہ) کہا جاتا ہے کہ کھٹک میں غلام زانیہ کو فروغ دے کر کھٹک کو اسلامیات کے فروغ کے لئے استعمال کرنے والے ہیں۔ (انجیل، یوحنا ۸: ۱۲) میں نے انہیں ان کو  
 شجرہ نام لکھی

ترکیب: لفظی شریعتیں اصل میں لہجہ متعلق فعل کے لفظوں سے بنی ہیں۔ لہذا ان میں اختلاف بھی ہو سکتا ہے۔ مثلاً اس کا معنی مصلحتوں، تمنّی مصلحتوں، عمل اس کا مقبول تھا یا اپنے فعل غیرہ اور مقبول سے مل کر جو فعلیہ خبر ہو کر جواب ہو اور ہذا کا شرط اور فعل اس کی جملہ خبر ہو کر معطوف ہو لہذا کیونکہ مقبول پر الباء متبوعہ معطل ہو اس کا کام اور وہ الحقیقہ میں مبتدا اور خبری اس کی اس کی خبر۔ لیکن اگر مبتدا کا اس کا اسم لا مشعر ہوں جملہ مبتدا کیے۔ لہذا حرف خبریہ جو بعد جملہ پر متبوعہ کاتب کے لیے آتا ہے۔ یہ جملہ خبریہ متاخر ہے جو اس میں ان کے قول کے۔

تفسیر: یعنی عرضی قلب ان پر یہاں تک غالب آ گیا ہے کہ ان کو نیک و بد میں تیز نہیں۔ کسی لیے کہ جب وہ کسی مومن یا رسولِ خود سے ملے  
 خفائی ان سے یہ فرماتا ہے کہ تم لوگ میں شاد تھا اور مجھے گناہ اور دخل خوردی اور غمناک نہ رہا کرو۔ کسی کے جواب میں کہتے ہیں کہ ہم تو بھلائی  
 کرتے ہیں وہ اس غمناکی اور گناہ کو بھائی سمجھ گئے۔ خود فرماتا ہے کہ: بخوبی لوگ مشد میں مگر بے شعور ہیں کہ ان کو اپنے غمناک و صلاح  
 میں تیز نہیں۔ معاذ اللہ جب انسان اپنے عیب کو عیب نہیں سمجھتا تو بڑی غرابی میں پڑتا ہے اور صدمہ آدمی داتا میں ایسے اندھے ہیں کہ ان کو  
 حقیقت اس مظلوم نہیں۔

چتر باز و گوش باز و ایہ فکا

خبر و م. از چشم بدی خدا

ایک عالم اس مجلس عرب میں گرفتار ہے۔ کوئی خدا کا تقرب کچھ کر ہوں کہ چاہے کوئی توحید کچھ نہ شیش کی دلال میں گرفتار ہے۔ کوئی باپہر سلطنت آگ کی دھواں نہ دے چھا۔ ہے۔ کوئی ہوشی خام کوئی کی پتہ نہ کرے۔ کوئی باکے کنارے سے صحن جماعتے چھا ہے۔ جزاوں کوئی گنگا میں غوطہ کھڑا ہوں سے باکی کچھ کہ درود روزانہ آتے اور شفقت آگھاتے ہیں۔ البتہ دنا شب روز میں دین بھی ضرور ہو میں غرق



لیے جان والی طرف کرنے میں کچھ روک ٹوک نہیں کرتے۔ درحقیقت یہی آدمی ہیں جو روزِ جزا کو کمالِ عالمی کے مقابل میں اپنے روزِ ہفتا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ان کے لیے جنت و دوزخ کے لیے مطالبہ و استدعا دینا چھوڑ دینا نہیں؟ کیا ان دنیاویں سے متوجہ نہ ہونے پر آخرت اور دہاں کے نواہی کس نے دیکھے ہیں جس کی یہاں کے پیشِ آدمی سے ان کو برکتِ آرام سے محروم کر دیتا ہے؟ کیا پانچواں آدمی۔

خوش باش و خوش باش، پاسک ہوا باش  
ہر چہ باش باش عرفی اند کے زور و باش

اور تم کس سے کیا ہے۔

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت و اعلا  
دل کے بہانے کو زمین یہ خیال و چہا ہے

یہ لفظ زندگی اور پرہیز سے اور پرہیز سے اور ہمارے افکار پر غور کو کون باختر ہے؟ اور کیا ہم ان لوگوں کی مانند ہو جاویں گے جو دنیا اور ہر طرف کے پیشِ چھوڑ کر شب و روزِ خدا کی یاد میں مشغول ہیں۔ اپنے منافع پر بھی غور نہیں کرتے، حساب ہے کہ دنیا مادی کی جائے۔ اگر ان مسلمانوں کا اور زور و ہوا تو ان کے بازوئے دین پر ہوا تو وہ پورے عالموں سے بھی سازش رسی کیونکر کر لیں گا تو تھے؟ گا تو بھی ہر راہِ ما باختر تھے گا۔ ایک طرف ہو جائے چندوں کا کام نہیں۔ اس کے عذاب میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ خبر: اگر یہی دیکھیں اور حق و باطل ہیں کیونکہ ہر دوزخی آنگھوں سے دیکھتے ہیں کہ کیسے کبھی نہ جو ان حسین اور کیسے کیسے با اقبال اور دوزی اقتدار اور کیسے کیسے بادشاہت و مملکت کشور اور کیسے کیسے پیشِ آدمی ہوا تھا نے والے بڑا دل میں مٹی کے تلے آتے جاتے ہیں۔

مقدور ہو تو خاک سے ہو پھول کا سے ٹیم  
تو نے وہ بیج پائے کر غماز کیا کئے

اب نہ ان کے دوسراں میں ہیں نہ ہر باج چلے ہیں نہ وہ مال و داران کے پاس موجود ہے۔ پھر جب آخر کار تک یہ دیکھیں کہ آدمی باختر سے جاتا ہے (غایتِ لامر کی ہیں بری ہوا) تو اس چھوڑ کر دوزخ و دنیا پر دل لگاتا ہے۔

قادر میں ہوں میں ترے توجہ جاتا تو پھر کیا  
نہر تھے کسی نے کہ ہم لیا تو پھر کیا

پس اس عالمِ قہار کے مقابل میں کون کس کا زمانہ خبر نہائی ہے؟ ان کے اندر غلبہ پر مستحق ہیں: ہمارے جتنی امر کے لیے کچھ بندوبست نہ کرنا طاقت اور پرہیز سے کی طاقت ہے۔ جس طرح نادانانہ پچھڑا ہی مشن کی سے نکل جاتے ہیں اور عہد و چیز کو باختر سے دے دیتے ہیں ایسی طرح کیوں ہیں اور جب عالمِ آخرت میں جاتا ہے اور وہاں جاتا ہی جاتا ہے اور اس کے ہاں بھی برقی ہیں اور ان کا وہ دنیا ہی سہا ہے پھر مذہب و دین اور بھی طاقت ہے مگر امر و نہی میں گرفتار ہیں ان کی اس امر کی خبر نہیں۔

مطالعات : سلفِ بھائی عرب بولتے ہیں سلفِ طویعہ النبیؐ اور ان کے پیروں کو ہمارے کا اطلاق ہے تو فی اور طاقت میں سبب ضعیف ہونے میں اس کے آتا ہے سلفِ ہر دوزخ و فیصلہ کامل یعنی یہ توفیقِ خدا کی کیسے ہے طاقت کے مقابل میں انہما (کہ اس کو کبھی بھی کہتے ہیں) ہمارے تمام ہے کہ جس کے مٹنے سے دنیا اور کچھ کے ہیں۔

الغرض، میں غلبہ لام یا نہیں کے لیے ہے جس سے مراد کامل ہیں، یہ کچھ نہیں بول کر خود کامل ہو گیا جاتا ہے۔ ہر دے ہمارے

الناس خاص، والزمان زمان

یعنی "ہمارا وطن ہمہ وقت ہم پر رہا کرتے تھے کہ اس سے محبت نہ کرنے تھے جبکہ آدمی آدمی کے اور زمانہ زمانہ تھا۔" یعنی جب اچھا زمانہ اور اچھے لوگ تھے۔ اس وقت کے پر اہل ایمان علی آدمی کیوں نہ ہوایکے خود کو "دنیائے فانی" یا "عمرِ عہد" سے جس سے اس شخص کو "عہد" مراد ہیں یعنی "عہدِ سلطنتِ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"۔

تکلیفات : (۱) افراد کے ذہنی و معاشی کوئی شعور و کمال اور زبان نہ لانے کے بارے میں غلط فہمی نہ پھیلے۔ اس میں ایک یہ نکتہ ہے کہ فرد اگر محسوس ہے اور اپنے شعور کو بھی محسوسات میں بولا جاتا ہے، خلاف ایمان کے کہ اس پر مطیع و نافرست ملام ہے۔ نہ نافرست ولی سے حاصل ہوتا ہے۔ دوم ہر ایک قسم کا دشمن ہے جس کے مقابلہ میں علم کا کارآمد نازل ہوتا ہے۔

(۲) مسافروں کے بچے بازار کرنے میں ایک اور گھمروں رہا ہے وہ یہ کہ کچھ شعروں اور اہل علموں کے مصلوں کو دھڑکڑایا جاتا ہے اس کی شمولی اور جہالت عام طور پر ثابت ہو جائے جتنی بات نہیں کہ وہ خزانہ نہیں جانتے بلکہ گھوگی نہیں جانتے۔

(۳) نصیحت کو پورا کرنا یا عمل جملہ میں نہ جھگڑنا اور دوسرے سے مل کر انصاف کرنا اور کسی سے بدچلنی نہ کرنا۔ یہ سب باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے بیان کی ہیں۔

وَأَذِ الْكُفَّارِينَ أَمَّا ۖ وَإِنَّا خَلَوْنَا إِلَىٰ شَيْطَانِهِمْ ۖ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ  
إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزَؤُونَ ۝ إِنَّهُ لِيَنْهَضِي بِهِمْ ۖ وَعَلَاهُ فِي طَعْنِهِمْ تَعْمَهُونَ ۝

اور جب انعاموں سے عیناً قناعت نہ کرے، جس کا اعلان اسے ہر صبح پتہ چلتا ہے، تو اسے کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ نہیں بقول اللہ جل جلالہ: "وَمَنْ يَشَأْ فَلْيَصْطَفِ"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو چاہے وہ اسے لے لے کر جائے۔

ترکیب : واژہ حرف مصطفیٰ کہ جو کلام سابق پر ہے اذالہ فریبہ لکھا اس کے اصل بقیہ فعل یا فاعل اور مفعول و مصدر ملے اس کا مفعول یہ اپنے فاعل اور مفعول سے لی کر شرط و افعال و فاعل اس کا مفعول صہ بن کر جواب و اثر ہو گا اور یہ شرطیہ ہو کر موصوف ہو گا۔  
یہ وہ اول اذالہ فریبہ شرط و فعل یا بدل علی شیا طینہ متعلق و افعال کے یہ سب شرط و اول اور فاعل و فاعل یا فاعل لفظ معکوم ہوا ہے اس کا مفعول انما انتم مستحقون جملہ اس کی تائید یہ دل کر جواب و اثر ہو گا اور یہ شرطیہ بن کر موصوف ہو گا اور یہ بدل علی شیا طینہ متعلق ہے یہ کے مفعول و مصدر ملے  
مبتدأ و خبر و خبر کی خبر مفعول غیر و حرف مصطفیٰ جملہ مفعول صہ متعلق ہے یہ کے مفعول و مصدر ملے  
مفعول و خبر و خبر کی خبر مفعول غیر و حرف مصطفیٰ جملہ مفعول صہ متعلق ہے یہ کے مفعول و مصدر ملے

تفسیر: مثلاً جب دو مبالغہ مسللوں سے ملے تھے تو ان کے خوش کرنے کو کہتے تھے کہ ہم بھی یہاں سے ہیں اور جب اپنے سرکاروں کے پاس جاتے تو نہایت تاکید سے کہتے کہ تم تہذیب کی ساتھ ہیں اور مسلمانوں سے ملو اور ملنے کے لئے اللہ تعالیٰ بھی آپ کی تائید دیتے ہیں۔ اور خوفِ ہمد سے سارے لوگ ہیں۔ ہمارے اس بات کو کافی حق پر نہیں کہیں ہمارے رازوں اور خوبیوں کے انہماکوں سے مطلع کرتے اور انہماکوں میں شریک بن











اندر میراں بھی ہوتی ہیں۔ مجھ مشتاقا ہوں۔ مگر جس طرح انسانی طالع اس لڑک اور بچی کی ہیک سے گھرنی ہیں۔ کانوں میں اٹھکیاں کرتے ہیں۔ آنکھوں کو بند کر لیتے ہیں کہ سبب آواز سنانے نہ دے وہ ہیک دکھائی نہ دے یعنی اس سے غرت کرتے اور مچاتے ہیں۔ اسی طرح ساقی اس آسانی دہش۔ حج حیات وہ یہ کاپلی۔ ہر یعنی اسلام اور قرآن مجید اور اس کے واعظانہ اور دھندلے سے من کی کوک اور پرک بھکی کی لڑک اور ہیک سے زیادہ سے دور مچتے ہیں۔ کانوں میں اٹھکیاں ڈالتے ہیں کہ وہ آیت ہو معرفت سے غرت سے خواہ مخواہ سے نہ آجیں اور کوکوش کرتے ہیں کہ کسی طرح آنے والی عیسیتوں سے جو زیادہ آفت میں جب شہوت و لذات غالیہ سے پیش آنے والی ہیں بھکی جائیں۔ مگر ہادی جتنے کہ اس کج روئے اپنے جس میں روحانی شکا ہے اس مرض ملوت سے نہایت کسی کی کوک خدا کے کامل مخلوق پر بالخصوص کھارہ۔ ت کا پورا اعطای کوئی کہاں بھاگ کر جا سکتا ہے اور کسی کی تیر کو یہ بڑا دھوکہ کیا پتا اے سکتا ہے موری بھکی دور یعنی حقیقت پانڈی اندکا باہمی اور قدر سے نفس کشی اور نفس کی مار کے بغیر جو اسی کو لذات میں وجاہ کے نہیں گڑھے میں لیے جاتا ہے۔ بیکہ تادیر باہم متعلقہ راز مہذبہ اور مصائب سے چٹا چٹا ہے۔

مخلوقات : لو اصل میں شک کے لیے وضع کیا گیا ہے کہ جوں وہ باتوں میں شک کے طور پر برہنہ اور اس کا استعمال ہوتا تھا۔ مگر مطلقاً وہ چیزوں کی برہنہ کی جان کرنے میں استعمال ہونے لگا کہ یہاں شک۔ غتب۔ شوبس۔ ہبسا کہہ کر لے ہیں جاساں بھن وین بریں کی کو خرم تو میں کے دس چھ باہمی بریں کے دونوں کے پاس بہت برہنہ ہے۔ اس مقام پر بھکی پر گھاساں سنی میں مستعمل ہوتا ہے کہ نہ تو میں کو خرم آگ جائے والوں سے تھیں۔ وہ تو وہ وقت سے بھاگنے والوں سے دونوں برہنہ ہیں۔

صحبہ : فیصل کے دونوں پر صوبہ یعنی دونوں سے شفق ہے جس کے سنی بادش اور بول کے ہیں۔ مگر یہاں مراد بادش ہے۔  
 السبب : چند معانی میں مستعمل ہوتا ہے۔ فنی کو بھی کہتے ہیں اور ابل کو بھی ہوتا۔ ان کو بھی اصل میں ہمد کا اطلاق اور بدلی چیز پر ہوتا ہے خود وہ ابل ہو تو وہ ان۔ اس جگہ ابل مراد ہے کیونکہ دہش وہیں سے تازہ ہوتی ہے اور آستان مراد تیرہ بھی ممکن ہے۔  
 رعد : آواز یا کرکٹ کو کہتے ہیں کہ جو باہم باتوں کی راز سے پیدا ہوتی ہے جبکہ وہاں سے پہلے جری۔

ہرقی : وہ ہیک اور دھکا ہے کہ جو باتوں کی راز سے پیدا ہوتی ہے جس کی بھکی تھیں ہیں۔ بھکا کہتے ہیں کہ جب قوائے ظلمہ ہمارے میں تھیں وہ تجیر کرتے ہیں تو عناصر و اہم ظہور ہوجاتے ہیں میراں سے کہ وہاں تھوکتا پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ جب آفتاب کی کرک پان اور من پر پڑتی ہے تو وہ اسے اکر تجیر میں سے دھواں سا اکر کر آسانی کی طرف جاتا ہے۔ پس دھواں بھی کرک ہوتا ہے بھی تڑ جاتا ہے۔ رزہ آفتاب تک پہنچتا ہے تو اس میں آگ لگ گئی ہے۔ پس وہ شعلہ ہو کر کبھی قوائے کو در ستارہ سا نظر آتا ہے اور کبھی تیز اور کبھی کوئی اور جانور یا درخت کی صورت میں دکھائی دیتا ہے اگر اقدار نہیں ہے تو جہد میں کرم ہوجاتا ہے اور جو مادہ زیادہ ہوتا ہے تو بہت تک دکھائی دیتا ہے اور اس کی رات بھی یہ اوقات بھرتی ہوتی ہوں تو ان کو نے دیکھا ہے اور کبھی ان دھوکوں میں شعلہ نہیں پیدا ہوتا تو ان جان زمین کے درساں تک عجیب سرفی نمودار ہوتی ہے اور وہ بخارات جو پانی سے اٹھتے ہیں اگر وہ غلیظ ہوتے ہیں اور اس قدر اونچے جاتے ہیں کہ جہاں تک زمین کی کرک نہیں پہنچتی تو وہ پانی کی سراں سے ٹکڑ ہو جاتے ہیں اور ان کو بریاد بل کہتے ہیں اور ان میں سے جو قصرات پہنچتے ہیں ان کو بادش اور کبھی وہ قصرات ہوتی ہیں کہ جو سے ٹکڑ ہو کر گرتے ہیں تو ان کو کولے کہتے ہیں۔ خود صبر کہ علامت ہے جو ہر دلی بھکی اور حرف ہی کرک میں پر کرنے تھیں ہیں اور نہ پیسے ہی سے سخت شہد کہ بھکی سے قوائے میں کرکرتے ہیں اور کبھی وہ بخارات جھڑ ہر یہ بھکی نہیں پہنچتے کہ بھکی ہی کسی مرد شہد نہ دے تے ہیں سے ہاں ان جہاں جاتا ہے جیسا کہ لوگوں نے بلند چھاتوں پر دیکھا ہے کہ بھکی بھارت سے ابل باہر برہننے لگا

۱۔ ہر اکا اور حق کے کہ جو بھارت خدا ہے جو نہ زمین کی کرک نہیں پہنچتے کہ آفتاب کی مراد از کرک ہے۔ ۱۱۱



ہے، یعنی غفلت اللہ اس کا اسم اور علی کل شے کو دیدہ اس کی خبر۔

تفسیر: یعنی اس طرح اداش علی کی ہر شے سے آنکھیں بند ہو جاتی ہیں اور جب کئی کی چمک ہوتی ہے تو انسان چلنے لگانا ہے اور نہ غلبہ راہ سے اندھیر سے میں غمیر جاتا ہے یہی حال ان منافقوں کا برقی ایمان اور نور قرآن سے ہے کہ ان کی آنکھیں غمیرہ اور بند ہو جاتی ہیں اور اس روشنی حق کے دیکھنے کی جب نہیں لاکھیں ہیں جب اسلام کی علی جنگی ہے تو چلنے میں یعنی جب نور اللہ کا ہر شے غمیرہ ہو جاتا ہے اس نور اور اسلام پر چلنے لگنے میں وہ نہ بھرا پنی جنگی بھروہی سے کہ جاتے ہیں یا ان کو کہ جب آنکھیں سے ڈلا کے بھڑکے آیت و روایات کی روشنی سے آنکھیں بند کر کے فائدہ ہے۔ اولیٰ اس سے ہجرت دور نہیں ہوتی اور جو خدا چاہے تو میں علی کو اٹھ حاور بہرا کر سکتا ہے کہ لیے کہ وہ روایات پر قادر ہے۔

نکات: (۱) اختلاف سے یہ بات ثابت کر دی کہ ہر چند انسان کے اذکار اور ان کے لئے تعالیٰ کی طرف سے عطایں ہر جب وہ ان کو اس کے حکم کے موافق استعمال میں نہیں لانا تو خوف کرنا چاہیے کہ خدا نے تو ان کو سمودم نہ کر دے اور جتنی دیر وہ سمودم نہیں ہوئے اس میں غمیرہ نہ کرنا چاہیے۔ کہ لیے کہ ہر گھوڑ کی سر اس میں خود ہو تو ضرور نہ ہو نا چاہیے کہ وہ سر اس کی قدرت سے ابھرنے کی یہ کئی مصیبت یا رحمت سے ہے۔

(۲) اس جملہ ولولہ اللہ العزیز ذکر کر کے بعد میں ان اللہ علی کل شے دیدہ کرنا ہوئے کہ وہ علی سے ثابت کر دیتا ہے اور اس کا لفظ ارباب علم پر بھی نہیں ہے۔

(۳) اگرچہ کلیہ والا کلمات شرط ہیں مگر تمام باہم فرق ہے کلمات میں شرط نہ ہے اس لیے کہ اس کو اضافہ کے ساتھ اور ان کا اطلاق کے ساتھ ذکر کر کے اس طرف اشارہ کر دیا کہ ان کو اس بات پر رحمت سے بھرنے کی نہایت حرص اور سخت رحمت تھی اور ارباب میں غمیرہ میں تو بھیر جان اور ضرر کا ضرر نہ بلکہ اس حیات آبادی کے بند سے بھرنے ہیں۔

وہا: سب سے پیشتر کی کو یہ ضرور ہے کہ باہمی کتاب کا کتاب باہمی ہو: ثابت کر دے اور جب اس کو حکم دلائی سے ثابت کر چکے اور یہ اول مرحلے ہو چکے تو پھر جو کچھ قصود اصلی ہوں کو یہ ان فرما دے کہ جس کے لیے وہ دنیا میں بھیجا گیا ہے اور جس لیے اس کی اطاعت نہ کر کہ ضرر پر فرض ہوئی ہے اس لیے خدا نے نہ ذات الفیض میں اس میں قرآن کا کتاب باہمی ہو گیا اور اس کی یہ غایت بتائی کہ اس سے اولیٰ تک بھڑکے یعنی حقوں کو عبادت ہوئی ہے اور وہ ان اوصاف سے مشغول ہوئے ہیں اور جب ان کیوں یعنی حقوں کا ذکر کیا تو ان سے مقابلہ میں بھڑکے تر لایا شامہ اضداد بایں بھڑکوں کے دلوں گردوں کا اور وہ نفس کا بھی ذکر کیا کہ تقویٰ اور عبادت کی بھڑکے اور دیگر اذکار کی برائی کو غلبہ کے لئے غمیرہ ہو جائے۔ جس میں جب یہ مرحلے ہو چکا اور بندہ کو سعادت اور عبادت کا ازہر میں مشائق کر دیا تو قصود اصلی یعنی عبادت کا ذکر کیا اور یہ عقل و احساس عبادت سے دو مضامین تو فی کہ جس کے ہم مشائق ہو اور جو سعادت الہی اور عبادت قرآنی کا زور یہ ہے کہ وہ حاصل ہو جائے۔ عکس میں فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بَنَاقًا ۝ وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ















www.besturdubooks.wordpress.com

[illegible]

در اصل ۳۰۰ مصروف یہ صاحب کی ۱۰۰ تالیفات و کتابیں ہیں۔ بقدر مراد ان میں سے شادی پر شہادہ کو ۱۰۰، بچہ کو ۱۰۰، قاضی کو ۱۰۰، پیر کے ہجرت پر ۱۰۰، اور ۱۰۰ تالیفات و کتابیں ہیں۔ بقدر مراد ان میں سے شادی پر شہادہ کو ۱۰۰، بچہ کو ۱۰۰، قاضی کو ۱۰۰، پیر کے ہجرت پر ۱۰۰، اور ۱۰۰ تالیفات و کتابیں ہیں۔ بقدر مراد ان میں سے شادی پر شہادہ کو ۱۰۰، بچہ کو ۱۰۰، قاضی کو ۱۰۰، پیر کے ہجرت پر ۱۰۰، اور ۱۰۰ تالیفات و کتابیں ہیں۔

[illegible]











آیات: سورہ: شریف قرآن مجید نے اس حدیث کو کہتے ہیں کہ جس میں تم از حدیث آیتیں، اور اس حدیث کو کہتے ہیں کہ تم میں بھی سورہہ کہ

[illegible]

بعض کہتے ہیں کہ یہ دارااصل نہیں بلکہ تاجی اس کو دارا علیا ہے اور ہم یہاں دیکھتے ہیں کہ اس نے دارا اصل کی اصل ۳۰۰ ہے جس کی سنی کسی چیز باقیہ نہ رہا تھا۔ چنانچہ قرآن کا ایک ٹکڑا ہے جس میں اسی کو سورا کہتے تھے یہاں ایک حدیث ہے کہ جاپان کا قرون مجید کا سلطان پر مقدمہ ہو تو اس عدالت کے لیے ہے کہ ایک مضمون اور دوسرے مضمون سے جدا ہو جائے اور ایک قسم کی علم پر ہم سناہت دیکھی ہے۔ دوسری قسم سے تھوڑا سا زیادہ ہے۔ پڑتے۔ اُن کے کو سورا اور فرحت اور خطہ کرنے میں سواہت اور فراغت حاصل ہو۔ نہ کہ جب وہ ایک سو دو تھام کہ کچھ اول میں فرحت جو اس کی کمر مرعہ مسافر جب ایک منزل طے کر لیتا ہے تو اول میں خوش ہوتا ہے کہ اس سے منت کا سرفراہہ میں نے جبر کر لیا۔ یہی مقدمہ کے لیے معصیت اپنی تباہوں میں اُٹھیں اور جب مقدمہ کرتے ہیں تو ایک نظام تسلط سے سنا لیا ہے۔ وہ سنا دہا اور بہت ہی شگفتہ ہیں۔ حوتوں کے آغوش تہ لانا کے بعد میں نام مقدمہ ہو چکے تھے۔

[illegible]

يُؤْتِيكَ اللَّهُ : دون کے معنی ہاں اور قرب تھا کہ میں اور اسی لیے تم کو اس سے خفیہ کرے گا کہ وہ جانتے ہیں کہ ایک مضمون کا دوسرے مضمون کے ساتھ منسلک اور پانچ کیا جا رہا ہے۔ بجز بطور پیکر کے رہے جس بھی اس غلط استعمال کو دیکھ لگے کہ جیسے کہ یہ دونوں عربی و فارسی لغتوں کے ساتھ ہے اور اس لیے مختصر جو دونوں فارسی کے لیے اس عالم کو کہہ دے کہ وہ اس سے کہتے ہیں (موسٹ کا سینہ) اور اس لیے کہ یہ قرب اور پاس اور دوسرا ہی ہے۔ پھر اس میں بھی قسمت لگتی ہے اور اس میں کہہ گاہیک چیز کا چھوٹا دوسرا ہے۔ اسے اختیار کرنے پر اطلاع اور اشارہ اور غیب کے قریب اُمس کی۔ اسی مقام پر اس کے معنی لے کر میں لکھتا ہوں کہ اس کے ساتھ میں خود رہا۔ نہ وہ دیکھ رہا ہے۔















[illegible]

وَيُثَبِّرُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا  
الْأَنْهَارُ كُلَّمَا زُفِرَ بُعْثُهَا مِنْ أَشْعَارٍ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ ذَٰلِكَ بِأَنذَارٍ  
وَأَنْتَابٍ مُتَشَابِهٍ وَلَا يَمُرُّونَ فِيهَا إِلَّا بِأَزْوَاجٍ مُتطَهَّرَةٍ وَلَهُمْ فِيهَا خُلَدٌ ۖ

[illegible][illegible]

یہ سب باتیں سن کر وہ بے حد غصہ ہو گیا اور اس نے کہا کہ میں تم کو اس کی سزا دے گا۔





[illegible]

قول: سب نے قولہ کے باب کی ۳۳ سے ۳۶ تک میں فرمایا کہ میں نے اس میں جنت کے لوگوں کی یاد کرتے ہیں۔ یہ یاد ہے جاتے ہیں کیونکہ وہ فرشتوں کی مانند ہیں اور وہ میرا ہے ۳۳ باب کی سترہ آج۔ مگر قرآن میں ہے خدا کی یاد نہایت گناہ چھ تک جلد راقی اور سلامتی اور دین کے لئے سے خوش آتی ہے مگر کہ (مطالعہ) نے قرآن میں اس کے برعکس فرمایا ہے کہ جنت میں کیا چیز اور حوروں کے ساتھ رہا ہے۔ اعلیٰ۔

[illegible]







[illegible]

إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا. فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَلَكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا بَضِيعٌ بِهِ كَثِيرٌ وَفِيهِ دُرٌّ بِهِ كَثِيرٌ وَمَا يَبِيعُ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَّا كَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ٥٠

[illegible][illegible]

منسوب کھل ہو اور سے مثلاً حال ہے ہذا سے یا مختصر ہے بعض بہ ویدی بہ اتہہ معلوم ہے کہ اگر چند مستائد سے یا چراپ سے ان کا یا ان انوں جملوں کا کہ جن کے ابتدا میں لما ہے بیان ہے ہفتہ صدر بعضی الایاق یا ان اسم متعلق بہ الوقات وئی سب ترکیب واضح ہے۔

[illegible]

ان کی فکر چاروں کے مسئلوں کے متعلق تھی جن پر ان کے لیے غرضی اندازہ نہ تھا۔ یہ بہت جلدی کی کہ ان کی مہارت تو ایسا نہ تھا۔ ان کی غرضی  
اور طاقت حریف کی جنگی تکنیکی مہارت تھی۔ اور شمشیر کے سوا، اور فاطمہ اور سوجہ شمس قزاق میں بھی یہ کام آتا تھا۔ سوجہ شمس ان کی ہار میں بھی نہ  
تیرتا تھا۔ ان کی ہار میں بدل لکھنے کی سہولت نہ تھی۔ ان کی ہار میں بدل لکھنے کی سہولت نہ تھی۔ ان کی ہار میں بدل لکھنے کی سہولت نہ تھی۔ ان کی ہار میں بدل لکھنے کی سہولت نہ تھی۔







طریقہ کی پیروی شہادت پر حق روح کے لیے اس کی حرف و جوار ہوئے میں چرنگ مائل اور حقیقی میں جیسا سرگ پر چلنے والے کے لیے ہے۔  
 درجہ اولیاء حق۔ اس لیے انبیاء و جمہ اسلام اس طریقت کو توہم و کفر کے لیے لانا جیچا دانا سے منع کرتے ہیں کیونکہ اس نے پاس سے ہینچا کبر  
 عزت و اصلی ہے عزت ہے اور مواضع کے سبب دور رہنا ملکوت ہے۔ مگر آیت شہد جوار کرنے سے مجبور آباد کا کبر بانی میں صاحب و کتاب کے  
 نے خضر کیا نام ہے۔

(۲) اگرچہ بظاہر فاضل و شکوہوں سے وکھٹھڑا کھڑا حال نہیں جو سستہ کسی لیے کہ حال اور ذوالحال کا زمانہ آئیب ہوتا ہے اور اس لیے جملہ ماضیہ کو اعمال بناتے ہیں تو پہلے حفظہ لاتے ہیں اور یہاں اختلاف زمانہ ہی نہیں کیونکہ انسان کے معدوم ہونے اور مگر موجود ہو کر کفر کرنے میں جو اتفاق صلا ہے۔ یہی اہم کار کا حال باقی ہووے گا تب کہیں اس کا نکلا کرے گا۔ لیکن اس رموزی طرف اشارہ کرنے کے لیے حنا دیا کہ اگر وہ زمانہ ہی ہے مگر ایام زندہ کافی چند کہ وادھا کی طرح میں ہی مگر رہا ہے جس کی ساری سن کی عمر ہوتی ہے وہ دوسری ایام حلویت کے واقعہ کو لکھ کر ان بات کہا کہ اسے خود پر فرماتے ہیں۔

مُتْرُوں ہوں جسی فروغ پہ کہتے ہیں ربّی = لوک

ہے کوئی دن کی بات یہ مگر تھا یہ باغ تھا

اور میں نے کے جسے تو ہزار سال کے زمانے کی پوئیدہ آؤ بعض پوئیدہ کہیں گے۔ ان لیے انہی دول دنیا میں نیے بھی۔

[illegible]

(۳) اس کو ان خوش اسلوبی سے جان کیا اور اس کو ولولہ کا بحر کا تہہ و تیغہ اور اس سے بعد کے کام کا قوطیہ تشبیہ کنکھ تو چاہے۔ پس اس کے بعد وہی روز نماغے کو بیان کرتا ہے کہ جس کو جو افسانہ از میں متعلق ہے اور جس کے بغیر اس کو دم بھر مگی چارہ نہیں۔ یہی فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٥١﴾

نفسہ دہ سے کہہ کر میں نے جو کچھ کہنا تھا اسے سب سے پہلے کہہ دیا۔ مگر ان سالانہ کی طرح متوجہ رہا تو ان کو اس بات پر اعلانِ خطبہ کیا اور وہ (میں نے) کہا:

— ୧୫୮ —

[illegible]



















































موصول وصلہ خبریں ہیں کہ اس کی صفات و اوصاف عطف پر مذکورہ نوٹ اٹھائے گئے ہیں۔ موصول وصلہ کی طرف سے جملہ اہل حق و باطل کے لئے یہ خبریں بہت ہی اہم ہیں۔ ان کی طرف سے جو فائدہ ملے گا وہ بہت ہی بڑا ہوگا۔ ان کی طرف سے جو فائدہ ملے گا وہ بہت ہی بڑا ہوگا۔ ان کی طرف سے جو فائدہ ملے گا وہ بہت ہی بڑا ہوگا۔

تفسیر: جبکہ خدا تعالیٰ تہجد اور نیت اور معاہدے کے اہل بیان نہ کیا اور اس کے ساتھ کسی مہم مستوا کو زور فرمایا تو اب نئی سرکاری کو غصہ و غصہ نہیں زیادہ کر اس طرف توجہ کرتا ہے کہ میں تمہارا قدیم شہم ہوں میں تمہاری بہتری اور بھلائی جیستہ دھرم رکھتا آیا ہوں۔ اب میں نے تمہارے دین کی اصلاح کرنے کے لیے (کہ جس کو کو دین نامہ میں لوگوں کی افراط و تفریط نے است پلٹ کر دیا ہے) آفران اور انجیل آفران کو بھیجا ہے۔ تم میری مہر بخون اور عرصوں پر خیال کر کے جو حق و باطل تمہارے ساتھ تھا کہ میں۔ میرے مہم کو یاد کر دو کہ جو تم نے براہین و خلاف کے ساتھ تیری اطاعت کریں گے اور میرے پیغمبروں کا کلمہ مابین سے ہو و مہم کو یاد کر دو کہ حضرت مکی اور مدینہ انبیاء کے زانی بھی تھے جیسا عبد کہ کرتے چلے آئے ہو (میں میں اپنے مہم کو یاد کر دو کہ دنیا میں تمہاری عزت و برادری و شکرت و طاعت یاد رکھو۔ میرے دین اور آخرت میں تمہیں حیات و سعادت کے شہر سے ہو و مہم کو یاد کر دو کہ اب اس مہم کا دوا کرنا ہے کہ کسی آفران میں اور قرآن پر ایمان لاؤ کہ جو تمہارے اصول دین اور مطالب و قورات و دیگر سبب انبیاء کی تصدیق کرنا ہے اور ان کو کلمہ بتا رہا ہے۔ پس جب یہ ہے تو اب تم اہل علم میں سب سے اول و ستر ہیں کہ معاہدہ و انفرادی و عیسائی و عیسائی اور قباغہ فیما بڑا کے بدلہ میں میری آیتا عیسائی کو نہ بھلو۔ جی دینا کہ اچھے کو نہ بھلو و ایمان اور نعمت اور خیر و کلمہ کر پسند و نہ پناہ ملے اور نہ بھلو سے دور۔

متعلقات: بنی اسرائیل: اسرائیل حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کا لقب ہے جس کے معنی عزیزانی میں ممتواً یا بکرماء کے ہیں۔ بنی یعقوب یعنی حج امن کا بنیوں کا اضافہ ہو گیا۔ اس لفظ کی بنیاد بھی آتی ہے۔ اگر چاہن کے معنی بنے کے ہیں مگر پوتے اور اس کی اولاد پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ بنی اس وقت کے لوگوں کو بھی بنی کہتے ہیں اور اس مقام پر بھی یہی مسموع ہے۔ بنی یعقوب جہاد کی اولاد و خزانہ سے تہمت کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کھان میں مقناصہ کرنا ایسے سخنان کے آخری حصے تھے جن میں سے اسامیل جہاد عرب میں آ رہے تھے اور یہی وہ حضرت اسامیل علیہ السلام کی نواہد میں بنی اسامیل کہتے ہیں اور حضرت اسحاق علیہ السلام اور وہاں کے دو بیٹے تھے۔ لیکن ان کی بہت سی اولاد دشنام اور اس کے اطراف میں پھیلی اور دوسرے یعقوب بن سکبارہ بنے تھے۔ مدون، شمعون، لاوی، یوذا، اسکار، زبولون، یوسف، بنی مین، دان، نفتالی، جہاد و اشراہ کے بارہ بیٹوں کے نام سے اور قبائل ان میں مشہور ہوئے اور ہر ایک کو کھلا کہتے ہیں جس کا اصل اسامیل آتی ہے۔ حضرت موسیٰ اور ہارون اور داؤد اور سلیمان علیہم السلام

یہاں کے پاسد یوں ہیں، جتنے دیکھ لیں شہر کا دم اڑتے چاٹنے، کچلنے کھرکے، عاتقہ پر سے اس کو ہڈ کر لیا ہے کہوں سے راجہ کی کتاب  
 دیکھ کر اس کو کراہی گئی ہے اپنے لیے ایک کام جو ہے کہ اس کو اس میں مان، مٹے کر دیں سے انوکھ کی طرف متوجہ ہے جسے وہیں دور سے  
 دھات بائی بھر دیں سے ستر نہ کی کمرش حضرت ایسا کیم چلا گیا ہے کہ لڑو نہ کرکے کھان میں سے عمر برسوں میں، مگر مقرر اس سے کام نہ لیا۔

۱۔ انہی کئی ایسے لوگوں کے کہنے سے اس وقت اور بڑے بڑے قیادتوں نے اس مسئلہ پر سب سے بڑے حقے اور زیادہ مصلحتی اور بی حیوان ایمانی اصول پر مبنی طور سے

بہت سے اہل فہم انبیاء و اہل خاندان میں پیدا ہوئے۔ اس بار سے یہ خاندان روئے زمین پر بزرگ اور مشہور ہو گیا۔ حضرت اسحاق کے زمانہ میں یہ بادشاہ اس کے اطراف خیر و غیر و مسادات میں بی اسرائیل رہتے تھے۔ ان بادشاہوں میں سے آج کل چند باقی ہیں ان کو یہود کہتے ہیں۔

افلو بلہوں: یہ بادشاہی افراد کو کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے جب بندہ کو حق سلیم عطا کیا اور اپنی قدرت کاملہ کی نشانیوں میں غور کر کے اس کی طاقت غیبی کو ایک بادشاہانیت اس کے سر پر دھر دیا بعد تمام نیکی عمل کرنے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذات و صفات و انبیاء پر ایمان لانے کا اس سے واسطہ لیا اور بندہ نے اس کا اثر کر لیا۔ اس کے صلہ میں اس نے دنیا و آخرت میں نیکی و عبادت پر اسے اپنی رحمت سے مالا مال کیا۔ لیکن دونوں طرف سے یہ قول و قرار اور یہ عہد قرار پایا کسی کو عالم کو اس میں قائم کیا تو یہودی کو انبیاء و کفار و کاذبوں سے جو عہد کر رہے ہیں اور ان عہد کے پورا کرنے کے عہد مراتب ہیں بندہ کی طرف سے اول مرتبہ یہ ہے کہ جو عہد اور رالت کا اثر کرے کہ لفظ اللہ و اللہ کی حمد کی دل سے نہ جائے اس کی طرف سے اولی مرتبہ یہ ہے کہ دنیا میں اس کی جانب سے اس کو عالی کا سر سے اس وقت میں عذاب الہی سے محفوظ و مستون رہے اور بندہ کی طرف سے افر مرتبہ یہ ہے کہ اس کی عبادت اور اس میں جہت فرق نہ جائے۔ کسی کی بھی خبر نہ رہے اس کی طرف سے یہ ان کو بیش و بد و تقدیر میں اپنے دربار فرستے اور اسے سرور رکھے جس سے یہ کہ اس کا اس عہد سے عہد وہ عہد ہے کہ جو بی اسرائیل سے پیدا فرما کر ان پر ایمان لانے کی بات لیا گی۔ قہ جیہ کہ انجیل سے اب تک بچا جاتا ہے تو وہ کوئی اور بات نہیں ہو گی اسی عہد کی شکل ہے۔

مصدقاً لما معکم: سے یہ انہیں کہ یہود کے صحیح عقائد اور کل کتابوں کی تصدیق قرآن مجید کرتا ہے بلکہ اصول مذہب اور مضامین کتب الہامیہ کے کہ جن کو ان کتابوں میں ظہور کر رہا تھا اور اس مجموعہ کو دور سے کہتے تھے۔ یہاں سے یہ بات نکلی کہ ان کی قرآن کے وقت ان کے پاس بائبل و کتابت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تورات تھی بلکہ ایک مجموعہ کہ جس کو طوبیہ سے عرب کہا تھا جس کو وہ اپنی اصطلاح میں تورات کہتے تھے۔

تکاث: (۱) چونکہ مقصود یہ تھا کہ بی اسرائیل کو قرآن پر ایمان لانے کا حکم کیا ہو دے اور بی اسرائیل کو نہایت شائق تھا کہ وہ غیر خاندان کے نبی پر ایمان لائیں۔ یہاں تک ایک جہلی خاصہ ہے کہ دوسرے خاندان کو بھٹکا جاتا ہے انھیں قبول و جاہل و پست اور اس میں جہت ہو۔ اس لیے خدا نے اول قرآنی اسرائیل کو اپنی نصیبی اور ناکر نہ کیا۔ نصیبی سے انہیں کا صحیح ہوا نصیبی دیت ہے اور اس میں شائد کر دیا کہ غیر خاندان پر جس قدر کامیت ہے تو کیا کہ نصیبی دی ہے۔ اس بات پر خیال نہ کرو قرآن پر ایمان لاؤ۔ دوم اپنا عہد یاد لاؤ اور اس کے شرع ناف بھٹ کر کی طرف اشارہ کر دیا۔ سوم اس زمری کے ساتھ مری اور عہد نئی بھی کر دی۔ اہل اہل طرہوں کے ساتھ سے اور دوسرے مگر میں یوں بھی سدا کر دیا ہوں۔ لیکن ان میں سے بعد عہد اصلی آسمانیہ انبوت کو دیا گیا اور اس کے بعد میں بھی تاکہ کر دیا۔ اول لانکہ کونوا اولیٰ کلہم بہ دہولہ کثرتوا بالکلیں اتحسبہنکی فاکفون۔ اس میں ان کی خراب حالتوں کی طرف بھی اشارہ کر دیا۔

(۲) اتحسبہنکی فاکفون کے پہلے تو انہیں فاکفون فرمایا کیونکہ یہود میں جو خدا ترس تھے ان کو اسباب کہتے تھے کسی پہلے تم پنا دین پر قائم ہو جاؤ اس کے بعد بی اسرائیل فاکفون فرمایا۔ اس لیے کہ اس عہد میں یہود اس میں خدا ترس کو قتل کئے ہیں اور جب قرآن پر ایمان لائیں گے تو اس عہد میں ہو جائیں گے۔

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَكَتَبُوا الْحَقَّ وَانْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَاقِفُوا

## الصَّلَاةُ وَأَتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الزَّكَوٰتِ

اور حج میں جھوٹ نہ دے اور جان بوجھ کر حج کو نہ پہنچے اور نہ زکوٰۃ کو اور نہ رکعتوں کو اور نہ رکعتوں کے ساتھ

پڑھنا کرتے ہیں۔

ترکیب : اوستی مختلف رکعات سابق الزکوة انہما لایحق جملہ فعل مضارع و مضمر ہے مرکب یک مطلق ہے فعل مذکور سے  
و تکسوا مطلق خبریہ اتم فاعل مطلق ہے نسوا پر قرعہ ہے انکے سے لایحق اس کا مفعول اول و لایحق مفعول ثانی ہوا۔ اقبوا  
المغفلة بملاء انکے مغفول اور مغفول فایہ و انوار الزکوة مطلق اور مغفول یہ و انوار کوا مطلق اور مع الزکوة انکے مغفول

ہے اور ان سے۔

تفسیر : جب خدا تعالیٰ نے نبی امراء علیہ السلام کو ان کی فہمائات سے مخاطب کیا اور ایمان لانے کا حکم دیا تو اس نے بعد لکھنا کہ ان کی فہمائات  
و اراہجہ اتقوا ہی نہیں چھوڑا۔ یہ سن کر آیا۔ سلام ہو کہ کا قلم دستور میں مایہ حق کی کو سب بنایا۔ میں کسی عقیقہ اور خوش  
نایت کرنے کے لئے کچھ لکھا ہوا دیتے تھے اور عہد میں جو کتابیں تھیں ان میں کچھ نقصان واقع ہوا تھا ان کی کے نام سے  
اپنے طور پر تصنیف کر کے اس میں درج کرتے تھے ان کی شرح کہ کچھ پر لکھا میں لکھ دیتے تھے اور لطف کے حسن اور طرح مزید مزید لکھ  
اور قلم بعد یہ کتاب میں امتیاز کے لئے کوئی خاص اور مثالی میں نہ کرتے تھے اور جو میں کوئی میں املی کر پڑا وہ نہ دیتے تھے کہ کوئی  
مظاہر نہ کرے کہ دستور تھا اس پر کچھ اور کتاب کی قیمت سے نہ کوئی ایسا کتب نہ تھا کہ اس میں اس کی کتابیں تھیں وہ تھیں۔ نہ کوئی  
جو اس کی بھی بلکہ ہر ایک پر اس کے پاس جو کچھ تھا تھا ان کو ملتا ہے۔ اس کی غرض یہ تھا کہ ان کی کتابیں ہر ایک کے پاس ہوں اور وہ دے دے دے دے  
ہوتی ہے۔ محققین اہل کتاب اس کے معجز ہیں۔ اس میں جو سے کتاب میں لکھا ہوا تھا یا کچھ کچھ زیادہ یا کم نقصان نہ ہو کہ اس کی زیادہ  
غرض کے لئے ایسا آسان ہی ہے۔ جب تک کہ انھیں نہ لکھا ہوا ہے تھے تو کتب انبیاء میں آپ کی کتابیں تھیں اور ان کے آپ کے آنے  
کے بعد اور آپ کے بعد جان کیا کرتے تھے۔ مگر جب آپ ظاہر ہوئے اور یہ میں تشریف لے گئے تو کتب کے کوئی اور نہ تھا اور ان کی کتابیں  
سے آپ سے حسد کرنے لگے اور ان کی کتابیں ہٹانے پڑے۔ انھیں کچھ کچھ کہا شروع کر دیا اور اپنے تقویٰ اور طہارت کے سبب میں ان کی  
کاویات اور توجہات کر کے لئے لگے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرما کر کہ حق میں اس کا طرف سے نہ لکھا کر اور جان بوجھ کر حق نہ چھپایا  
نہ کہ کوئی توجہ دی کہ اس سے اور ہزاروں ہزار کہ وہ دے جس میں اس کے ہوتے تو فی وطہارت کا حکم دیتے کہ کوئی کوئی طرح قائم کر دیا کہ  
چھپا دے اہل طاعنوں اور دلوں کی سیاہی اور جو کچھ تھی کہ اس کے اپنے اہل میں سے کوئی حصہ بھی ان کی افتراء پر پام نہ کرے کہ اس کے لئے پہلے  
نہ کہ کوئی کہ پھر نہ کہ کوئی کہ اس میں بدلی اور مانی وہوں میں آگئیں اور ان کے اپنے تقویٰ میں طہارت پر اس نہ کرے بلکہ خدا کی جماعت میں  
مثالی ہو کر نہ کہ ہر جو کچھ کہ ان کی تمام برکات و انوار حاصل ہوں۔

مستقلات : غار کھوا اور ان کے سنی بھلائے چہ نکاح نماز کا یا ایک جزو ہے تو کسی کو بھی اس جزو کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں اور بھی جو کہ  
ماخوذ اور یہ اس جزو کے ساتھ تعبیر کرنے میں آیت لکھ ہے۔ یہودی نماز میں صرف دو رکعت ہے اس لئے ان کو صرف دو رکعت اور ان کے

و کوفہ کے سنی مذہب ہونے اور پڑھنے کے ہیں جو کہ میں لکھ کر دے کہ جب کبھی یہ بھی ہے اور جو کچھ لکھا کہ ماہر دینے سے مال  
میں نہ کہ کوئی ہے اس میں کوئی کی شہرت مال بہت ہے اس سے مال میں سے حصہ لکھنا مال نام ہر دینے کو کوئی کہنے لگے۔ بعض کہتے ہیں  
کہ کچھ سے مشتق ہے جس سے لکھا ہوئے ہیں۔ چونکہ کوئی کوئی مال نہ ہو جاتا ہے اس لئے کوئی کہنے لگے کہ ان کے لئے زکوٰۃ کرنے سے

















میں آئیے۔ ان لڑکیوں نے جا کر اپنے بڑے سے آپ حضرت شعیب علیہ سے موسیٰ علیہ السلام کا حال بیان کیا۔ اس نے اپنی ایک بیٹی کو بھیجا کہ جا کر اس مسافر کو بلا لاؤ۔ وہ آئی اور نہایت شرم سے یہ کہا کہ چلے آپ کو ہمارے ابا جان بلاتے ہیں تاکہ آپ کو اس پٹائی چلانے کا جند دیں۔ موسیٰ علیہ السلام پہنچے اور سب گھسے جان فرمایا۔ انہوں نے سن کر فرمایا کہ بیٹا کچھ خوف نہ کرو تو عالموں کے بچے سے لے گیا۔ ان میں سے ایک لڑکی کا ابا جان آپ کو لے کر نکلتے تھے۔ کس لیے کہ یہ لڑکی اور امانت دارہ ولی اور کار ہے۔ شعیب نے (کہ جس کو تیرا بیٹھی کہتے ہیں) لکھا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں دونوں میں سے ایک کا انتخاب کر دوں، بشرطیکہ تم ہمارے ہاں آؤ۔ آخر ہر ایک رہا اور ہر پور سے کردار تمہاری صلاحیت اور خدا چاہے تو میں تم کو کوئی تکلیف خدا دے گا۔ تم گھر لو بہت اچھا پاتا آگے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ بہتر ہے جب میں ان دونوں میں سے کوئی لڑکی کر دوں تو پھر مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہو۔ جو کہ میں کوڑا ہوں خدا اس کا گواہ ہے۔ آخر موسیٰ علیہ السلام کا ہنسنے سے ایک کے ساتھ کہ جس کا نام صفا تھا نکاح ہو گیا اور مدعو مقرر ہوئے۔ اپنے فسر کی بکریاں چراتے رہے۔ اس عرصہ میں ان کے ایک بیٹا بھی پیدا ہوئے اور اس کا نام چہرہم تھا ایک بار موسیٰ علیہ السلام کو طعن کا خیال آیا۔ اپنی بیوی اور بچے کو لے کر چلے اور دی کا سوا سمجھا شعیب کی بیٹی کا سردی بھوس ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام کو خدا کی طرف آگ کا شعلہ یاد تھا۔ موسیٰ نے بیوی سے کہا تم یہاں ٹھہرو میں جا کر آگ لائے ہوں۔ جب وہاں آئے تو پایا دیکھتے ہیں کہ ایک درخت آگ کا شعلہ بن رہا تھا مگر شعیب نے اس پر خدا نے تعالیٰ کی گلی تھی اور حقیقت آگ نہ تھی۔ جب موسیٰ اس کے پاس آئے تو اس پاک درخت میں سے آواز آئی کہ تم اس آگ کے پاس اور جواس کے اندر ہے وہ مہارک ہے! موسیٰ میں اللہ رب العالمین ہوں۔ میں تیرا خدا ہوں۔ تیرا جہان دار ہے۔ کس لیے کہ یہ جگہ مقدس ہے (خود تعالیٰ بھی بلا تھا اور وہ آواز کہ وہاں صوفت کے ساتھ تھی) اور اصل یہاں تھی زانیہ کو اس محبت میں موسیٰ علیہ السلام خدا سے ہم کام ہونے کا سے موسیٰ میں نے یہی سرائی کی آواز اور آگ سن کر اس کی آواز میں پر کھ کھڑا آیا تو ان کے پاس یہ صوف فرعون سے کہہ کر ان کو ہنسنے لگا کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے لڑکیوں سے کچھ فرعون مجھ کو کب مانے گا۔ خدا نے تعالیٰ نے فرمایا تیرے دانے ہاتھ میں یہ کیا ہے۔ عرض کیا میرا عصا ہے جس سے میں بکریاں ماننا ہوں اور بہت سے کام لیتا ہوں۔ فرمایا اس کو زمین پر توڑو اس سے موسیٰ نے ڈال دیا۔ اگلے ہی لمحے میں تو بھین بھینانے لگا۔ موسیٰ علیہ السلام کے بھانجے۔ خدا نے فرمایا کہ تم کو اس سے کچھ خوف نہیں۔ رسول میرے پاس خوف نہیں رکھتے تو اس کو پکڑ لے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ نکالا اور وہیں صعد بن گیا۔ پھر فرمایا ہاتھ کرتے کے گریبان میں ڈال کر باہر نکالا اور باہر نکلتے نہایت شعیب اور اشہر کر چکے تھے۔ کہا میری اگر گریبان میں ڈال۔ ڈال کر نکالا تو میرا اصلی حالت پر آگیا۔ خدا نے فرمایا میں نے تم کو پروردگار سے دیے۔ فرعون اور اس کے سرائی کو کھانچا کہ وہ تیری تقدیر میں کریں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اللہ مجھ سے ایسے فرعون یا سرائیوں کو دیکھو کہ اس کے قصاص میں نہ مارا لیں۔ وہ میری زبان میں نکلت ہے میں انہیں مٹا دیتا ہوں کہ تم کہنا کہ میرے ہاتھ میرے بھائی کو مقرر کر دو۔ کچھ سے فصیح ہے۔ خدا نے فرمایا تیرے بھائی کو تیرا قوت ہار دیتا کہیں کے تیرا ہاتھ تم کو ملے دیں گے۔ تیرا ہاتھ ہاس کوئی! سے نہیں پاس گا۔ یہ فرعون واد قہار ہے ہاتھ اوروں کیوں غالب کر دوں گا وہی سے موسیٰ علیہ السلام چلے۔ دست میں ان کے بھائی اور ان کے بیٹے اور ان کی بیویوں کو کھڑے تھے۔

۱۔ جزائے نوریہ ہے۔ ۳۰

۲۔ یہ جگہ کہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رہے تھے ملک عرب کے شمالی و مغربی کنارے میں واقع ہے کہ ایک ملک عرب و مصر کے درمیان تھی وہاں ہمارے اس کے مشرق کی جانب آپ کا پانا ملا وہ ملک مصر سے عرب کی شمالی ملک و عین اور کو ہوا اور گواہی دیتا ہے چنانچہ سب مصر سے موسیٰ علیہ السلام و ان کے بیٹے و ذوالہ سے گزرتے تھے۔

۳۔ یہ بیٹا ہی انہی تھے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس تھا۔ ۱۲۰







فرعون سے جا کر کہہ کر وہ تجھے رستہ میں لے گا کہ تیری اسرا نکل کا خدا تجھ کو فرماتا ہے تو ایمان لا اور اپنی اسرا نکل کو چھوڑ دے درندہ میں سخت دبا  
 بھیجوں گا تو اب تک اپنے ٹکڑے ہاتھیں آتا۔ تو کچل کچل کر جاے گا۔ اور وہاں کا آج تک اچھا ہے مصر سے بھی نہیں ہے۔  
 اسے سوئی اتوا اپنے لوگوں کو بغیر کر دے میدان میں جو چوکان کا مال اور چانوہ میں ان کو ٹکڑے کر کے ان میں دھالے اور فرعون کے لوگوں  
 میں سے جو خدا سے ڈرتے تھے وہ بھی لائے پھر سوئی چلائے ٹکڑے اپنی اپنا عصا آسمان کی طرف اٹھایا تو ہر سودا اور ہزار ہر ایک لڑک  
 اور بچی سودا اور ہولی اورا پیسے بڑے بڑے اورا لے پڑے کہ جس سے چہ نہ ہر خدا انسان، حیوان اور خدا اور ہر شے سب کا ستم کیا اس تو ہر شے میں  
 میں لے کر نہ پڑے تب فرعون نے سوئی چلا کر ہاروں علیہ کو بلا کر کہا شک میں نے گناہ کیے خدا کا دل ہے تم دعا کرو کہ پھر اس طرح نہ  
 کرے نہ اے درہمیں تب میں نہیں جے دوں گا۔ سوئی چلائے دعا کی وہ جادو ہو گئی مگر فرعون سرکش ہو گیا۔ پھر خدا نے سوئی چلا  
 سے کہا کہ فرعون تو کہہ کر دیکھ اب بھی باز اور میرے بندوں کو جانے دے اور میرے آگے عاجزی کرو نہ میں تمام ملکات مصر میں نڈیاں  
 بھیجوں گا کہ جو کچھ انہوں سے اپنی روٹیاں کھاں کھلی چاٹ جائیں گی۔ جب دو پر کہہ کر وہیں سے نکلے تو خالی رکھتے آج پھر چوکان  
 فرعون کی قوم اور تو کروں میں سے بعض لوگوں نے فرعون کو سمجھایا کہ جانے دیجئے دیکھ مصر آج کیا بالخصوص ایک دیندار نے کہ جو چلا برائن  
 علی رکھتا تھا کہ کیا تم ایسے شخص کو لا کر جس کے بہت سے بھروسہ تھے جو اس گناہ پر اٹھ کر اپنے بھروسہ کو خدا کا تائب کہہ ہے۔  
 خدا اور اگر وہ جہاں سے تو اس کا بال اس پر بڑے گوار نہ وہ جو کچھ کہہ رہے وہ چلا تہہ پر نازل ہو گئی اورا تم کو خدا نے ملک اور دوزخ رکھا  
 ہے۔ اگر تم پر کوئی عذاب اپنی نازل ہو گئی تو سمجھ کوئی اس کا رفع کرنے والا نہیں رکھ دیکھا، چلا فرعون نے کہا کہ جو جو میری رائے میں آتا  
 بعد ہی صواب ہے اور میں تم کو کھانا کی کارماتہ بنا تا ہوں اس دیندار نے کہا کہ کچھ کو اس قوم کی رہبری دکھائی: خدا ہی ہے جس طرح کہ  
 عار اور دوزخ اور قوم و غیرہ میں تاجہ باد ہو گئے تھے یہ باد ہو گئے اور خدا کی پر عظم نہیں کرتا اور کچھ کو ایک شہری پر ہادی کا خوف ہے جس دن آتم  
 پس باہر کہہ گا کہ پھر کوئی خدا کے ہاتھ سے بچائے والا نہیں اور تہا ہی سمجھ میں نہ کہ شکست نہیں آتی کس لیے کہ جس کو خدا باد کر: چہ چلا  
 ہے تو پھر ان کو کوئی ایسا نہ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح فرعون کی بیوی بھی دیندار فرعون کی حرکات سے ڈلا آجی آخراں نے یہ دعا کی کہ اپنی بیوی کو  
 فرعون اور اس کی تکلیف سے نجات دے اور اپنے اس بلا کر جنت میں رکھ چلا تو خدا نے اس کی دعا قبول کی۔ اچھا فرعون نے کہا کہ اچھا  
 مرد چلے جائیں اور جا کر تہا پائیں کریں اور سب کچھ بھی رہے۔ حضرت سوئی چلائے کہا یوں نہیں بلکہ سب کچھ لے کر جہاں گئے۔ اس پر  
 فرعون خدا ہوا اور دیکھ کر سوئی چلا اور اداں چلا۔ کورہار سے نکلے اورا یہ تب سوئی چلائے ٹکڑے اپنا عصا اٹھایا تو خدا نے تمام اداں اور تمام  
 راستہ نہ آرا عمری چلائی۔ سنگے درخت ہوتے ہی چیتا نہ پائیں آئیں اور چیتا ہونے زمین کو خاک لیا اور تمام ملک مصر میں کسی درخت پر اور  
 میدان کی گھاں میں بڑی چھوڑی۔ تب فرعون نے سوئی چلا اور اداں چلا۔ کورہار سے نکلے اورا یہ تب سوئی چلائے ٹکڑے اپنا عصا اٹھایا تو خدا نے تمام اداں اور تمام ملک  
 میں ایک نہ کی نہ دوزخ لیکن فرعون پھر سرکشی ہو گیا۔ پھر خدا نے سوئی چلائے کہا کہ اپنا عصا آسمان کی طرف اٹھا کر تا کہ ملک مصر میں آری  
 ہو مکی تاریکی کی ایک کادوسر منظر نہا ہے چنانچہ سوئی چلائے کہا کیا اور چیتا نہ دیکھ دے زمین پر سخت اندھیرا۔ تب فرعون نے سوئی چلائے  
 اور ہاروں چلا کر کہا کہ تم اور تہا ہارے بچے جادو میں ہو گئے اور گناہ بھیجیں سب ہیں۔ سوئی چلائے کہا یہ منظر جس جگہ ایک  
 جادو بھی نہ چھوڑا ہے گا۔ اس پر فرعون بہت خدا ہوا اور کہا میرے سامنے سے جادو چلا کر بھی مجھے نہ دیکھا اور نہ جادو چلائے گا۔ سوئی چلائے  
 کہا بھڑا بھڑا میں تیرا نہ دیکھوں گا۔

پھر خدا تعالیٰ سے سوئی چلائے عرض کیا: اے اللہ! میں آپ نے تو فرعون ہار اس کی قوم کو دمال اور جنت دیا میں: اے دیکھ بے کج مر













[illegible]

**افصل :** سوہی علیہ کی زندگی میں یرون پر ایک گھنٹہ بعد اٹھا۔ یرون شام میں ایک اور یہ جا رہی ہے جس میں حضرت مسیح جلالہ نے غوطہ لایا تھا۔ جس پر یوشع نے بنی اسرائیل کو آواز دیا کہ اور اس وقت بنی اسرائیل سے ان لوگوں سے جو صحر سے ہیں کہ بنی اسرائیل کے تھے کوئی پانی نہ دے سوائے کلاب اور یوشع کے ان زمانہ میں اور ایسے یرون کاہل نہ تھا جس طرح سوہی علیہ نے غلزم سے لوگوں کو پانی کا یہی طریقہ دریا کاچ سے نکال دیا اور تمام بنی اسرائیل اسے گھر جا کر شہر پر بلو پر حمل کیا۔ زندہ زندہ وہ تمام ملک فتح کر کے بنی اسرائیل کو تسلیم کروا دیا۔ اس سے پاس حضرت یوسف علیہ السلام نے جو بچہ ہوا تھا۔ یہ بھی اس طرح بھی ہوئی تھی یہ حضرت زویٰ علیہ السلام کی وفات سے اٹھایا سوہی برس وفات کر گئے۔ ان کے بعد یوشع اس بادوں جلالہ کے مرنے وقت حکومت پر بیٹھے اور کلاب بھی مراد کی کرتے رہے۔ سترہ برس تک ملک کا معاملہ رہا پھر بنی اسرائیل نے خدا کی نافرمانی کی تو ان پر کوٹھان جزیرہ قبرص یا اسرائیل کا بادشاہ چاہا جو میص کی نسل سے تھا۔ جس کا تھریس تک اس کی حکومت رہی تھی بنی اسرائیل نے گریہ و زاری کی تو خدا نے یوشع کے بیٹے کلاب کو حکمت عطا کی اس نے بنی اسرائیل کو کوٹھان کے چہرے سے چھڑایا۔ اس کی پوچھیں ہر بنی اسرائیل نے حکم قائم کر دیا پھر یہ بن یاوہ سوہی میں مر گئے ان کے بعد پھر بنی اسرائیل نے بت پانی شراب کی تو خدا نے طغفون بادشاہ کو مصلح کیا۔ یہ نسل باوہ سے تھا پھر جب بنی اسرائیل نے گریہ و زاری کی تو دوبارہ سوہی میں مر گئے اور ان کے بعد پھر بنی اسرائیل کی حکومت قائم کی اور اس کے بنی اسرائیل کی حکومت رہی۔ یہیں جب یہ بنی اسرائیل کو مرنے سے سوہی میں مر گیا تو



[illegible]







[illegible][illegible][illegible][illegible][illegible]





کاف ہو جائے کہ وہ مقام جہاں سے بنی اسرائیل اترے یا سب جہاں سے اترے کہ رات کو پایاب اور ان کو شیش ہو جائے اور وہ وہی جہاں کو پایاب اتر جانے کا رستہ معلوم تھا۔ پس حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل سمیت بحر احمر کی بنی قنات کی نوک میں کئے جہاں ہم نے نشیون کا نشان دیا ہے پھر اتر گئے، دسے جو فرعون نے دیکھا کہ بنی اسرائیل پاماتر گئے اس نے بھی ان کا تعاقب کیا پھر انھوں کو غلام بنائے اور یا سب اہل دیالیل پر دھمکیاں دیں کہ وہ سب زوب مرے۔ یہودیوں کی عقیدے سے مصر میں نے ایک سیدھی بات کو سمجھنا غارتی اور قانون پر قائم ہونا یا حالانکہ قرآن سے ایسا ثابت نہیں۔

جواب: اول تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ یہ عشق بطحوس کے عشق کے موافق اور مطابق ہے۔

(روم) یہ کیا ضرور ہے کہ بطحوس سے زمانہ میں جو موسیٰ نے کئے سبکدوش رہے اور کچھ نہیں ہے کہ بقولہ جو ابھی اس وقت پر ہی حالت پیدا ہوئی ہو جو حضرت موسیٰ نے کہ مہ میں تھی اور اب پھر وہی سی ہو گئی۔

(سوم) اب بھی اگر ہم میں جرات و جہد میں اس قدر پر زمانہ بطحوس میں اور زمانہ حال میں فرق ثابت کرادی کہ وہ ہے۔

(چہارم) یہ سب سچ نہیں بھی کیا ہے تو اس کا کیا ثبوت ہے کہ بنی اسرائیل بحر احمر کی نوک سے تڑے تھے جہاں کو یا سب کفار و کفر پانی خشک ہو چکا تھا جہاں کہ وہی نے غلط کئے ہیں۔

(پنجم) اگر یہ قہار کیا فرعون کو اس کفار کا حکم نہ تھا اور جب کہ اس کے ساتھ سبکدوش رہے اس ملک کے واقف تھے تو مستحقانے قانون فطرت سے قہار کیوں کفار سے بھی دو چار گوشت بہت کر گاڑیں اور کشت زمین سے نہ کر لیں۔

(ششم) اگر کفار پانی قہار کو سبکدوش بنی اسرائیل پر کیا مصیبت پر ہی تھی کہ وہ اس مقام سے تڑے کہ جہاں پانی پایاب ہو گیا تھا کس لیے کہ کفار اور کچھ تو پھر بھی باقی رہتا ہے کہ جس میں چلنا بالخصوص بھانکے اور خوف سے وقت نکال رہے ہیں۔ بلکہ مستحقانے عمل یہ تھا کہ اس نوک سے وہ کیا کس کے واسطے سے خشک زمین سے تڑے۔ وہی یہاں تک چل رہے تھے۔

ملاوہ اس کے قرآن مجید کے الفاظ سے پانی کا پھٹنا ثابت ہے۔ آیت اول ضحیٰ الی موسیٰ ان اضرب بعضک البحر فاصطک کل فرق کلطود العظیم۔ و لاصنائو الا عریض۔ ہم نے موسیٰ کی طرف وہی بھیجی کہ اپنے عصا کو وہاں پر مارے اس نے مارا انھیں دیا پھٹ گیا اور پھر کھڑا رہے یہاں کی مانند ہو گیا اور لائے ہم اس جگہ رہیں کہ (شعرا) یہاں ضرب کے معنی چلنے کے کہتے اور وہی مقدر انھوں نے بعضک فی البحر عبارت بنا تا نہایت نادانی ہے اول تو بحر مفعول ہے اس کو مفعول قرار کیا ہے۔ گاہ وہم پھر بھی اقرار ازہم تھے گاہ اور موسیٰ عصا کے مارے سے دریا سمجھا ہے۔ سو یہ بھی غلطی کا قانون ثابت ہے۔ نیز اسے فاعل قرار دینے سے یہاں سنی ہوں گے۔

(آیت دوم) فَاصْطَبْ لَھُذْ حُرُوقًا فِی فِیضٍ لَّا تَغْلُفُ دَرَّکَا وَنَا تَغْلُفُ (ط) اس کے معنی یہ بنی اسرائیل کے لیے اور اس کے چلنے سے خشک رہے تھے۔

(آیت سوم) وَاصْطَبْ لَھُذْ حُرُوقًا فِی فِیضٍ لَّا تَغْلُفُ دَرَّکَا وَنَا تَغْلُفُ (ط) اس کے معنی یہ بنی اسرائیل کے لیے اور اس کے چلنے سے خشک رہے تھے۔

کہ چلنا دیا اسی طرح تمام کتب تاریخی بالخصوص تورات سفر خروج کے باب ۱۴ اور بنی اسرائیل وہاں کے چلنے سے کہ بنی اسرائیل جو ہو کر تڑے گئے اور پانی کی ان کے دائیں اور بائیں دو چار تھی۔ اور تو اپنا عصا اٹھا دیا پر ارادہ سے نہ دھتے کہ بنی اسرائیل وہاں کے چلنے سے ہو کر تڑے بنیں پر سو کے گرد جائیں گے۔ جب کہ وہی کے نزدیک تو رہتے ہیں خریف نہیں ہوتی اور معتبر نہ ہوا رہیں کا فتنہ معتبر نہ چلائے۔

وَاِذْ وُعِدْنَا مُوسٰى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ ۚ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ عَقَوْنَا اَعْنَكَكُمْ مِنْۢ بَعْدِ اٰذِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوسٰى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقٰنَ لَعَلَّكُمْ تُهْتَدُوْنَ ۝

اور اسی وقت کو اگرچہ دیکر مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ جس نے بدھ کو پہچان لیا، ان کا یہ فیصلہ درست ہے۔ یہ کہ جس نے

بعد ہی میرے قلم کو سحافت پر لایا جاتا تو ہم شکر گزار اور ناپاک و فکیر ہمارے مٹاؤں کو فانی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے اپنے دل پر ایک ایسا تاج پہنایا کہ

[illegible][illegible]

تیسری کتاب میں حضرت علیؓ نے جو کچھ لکھا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت کا مقصد یہ تھا کہ ان کے شاگردوں کو اللہ کی مخلوق کے ساتھ حسن سلوک سکھائے اور ان کو اللہ کی رضا و رغبت سے ہم آہنگ کرے۔ ان کی تعلیم کا مقصد یہ تھا کہ ان کے شاگردوں کو اللہ کی رضا و رغبت سے ہم آہنگ کرے اور ان کو اللہ کی رضا و رغبت سے ہم آہنگ کرے۔

وَذُوقُوا لِمُؤَسَّسِ لِقَوْمِهِمْ لِقَوْمِهِمْ إِنَّكُمْ فَأَكُنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِإِثْمَانِكُمْ كَمَا الْعَمَلُ فَوَيْلًا  
لِي بِرَبِّكُمْ فَأَقْسُوا أَنْفُسَكُمْ ذِكْرًا خَيْرٌ لَكُمْ عِنْدَ بَارِكِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ

إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝

[illegible][illegible]

1. *Handwritten text in Urdu script, likely a signature or name.*  
 2. *Handwritten text in Urdu script, likely a date or location.*





د ت کو اندھیرے میں یہ لوگ پکار لیجئے تھے اور پھر گوشت پکا کر کھاتے تھے یہی کورات میں شرجا تھا کہ جب یہ ایک اجواں انسان بنے جس کا خدا تعالیٰ کا نام ہے اور تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ جب نئی امر اعلیٰ شعلہ طرے سے پھراٹے تو خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے پاس لے کر لیا کہ وہ اپنے بچے کو لکھن کی قریم سزا میں رکھا یعنی اور غریبی کہ وہ اس ملک میں نہ جانے اپنے کا لکھ جرنی موت میں جس کی عمر تھی سزا اعلیٰ کو لکھ اپنے کسی تم کو یہ ملک دیا جہاں اور فقر و غریب قرانی شہر ہو گا (کہ جس کو انورہ کہتے ہیں راج کر کے۔ یہی جب تمام ان شہروں میں جا رائل ہو تو خدا کی تعظیم اور طرے طرح کے پورے کو نامرکائی کے شہر پیشہ پات ضرور ہے کہ جب اور ان سے سے سزا تو اپنی فتح اور پیرونی پر نہ اترتا جلد مجبور کرتے ہوئے یعنی عاجزی کرتے ہوئے اور خدا سے اپنے گمراہوں کی معافی مانگتے ہوئے بنانا۔ اس پر ہم تمہارے معاف کر دیں گے اور جو تم میں ایک ہیں ان کو اس کے سوا خدا میں ہر اور خدا کو معاف کریں گے۔ پھر جب حضرت یحییٰ بنی نون کے عہد میں بنی اسرائیل نے یہ لکھ اور یہ طرح کیے تو جوابے قاضی اور اشتہار کے سرکش و دکار بن گئے اور طرح طرح کی بدکاری و دہشت پھیل گئی کہ خدا نے ان پر وہ سزا کا نازل کی کہ وہ سے نرساں بظاہر ہوئے ہے انھیں بظاہر تھیہ ۱۱۔

فانہو و قاصد و روافد میں بھی یاد دیا ہے۔ اس حوالہ سے۔ و لا اقلنا لہم انکسوا ہذہ النقریۃ و کملوا منها حبیبکم یشعروا و قوا کو حطۃ و لا عدلوا الباب کتبنا لکم عظیمۃ کفر و سنو لکم انکسوا منہم فیکمل القیمین فکملوا منہم قولا غیر لکدی قیل لہم فایسنا علیہم و جوا منہم الشفاء یما کملوا یظلمون و اب یہ نکات کا اسی ۲ میں مذکور ہے اور فقر میں اجمل کہ اور یہ یہ ظلموں اور جرم میں یحییٰ بنی نون اور غیر وہ ایک آخری کتبہ و غیرہ کتاب میں ملاحظہ کرنے چاہئیں۔

وَ اِذَا اسْتَسْقٰی مَوْسٰی لِقَوْمِہٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاکَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْہٗ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ کُلُّ اَنْۢبِیَآءٍ مِّنۡہُمْ کُلُّوْا وَاَشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰہِ وَلَا تَعۡتَوِا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیۡنَ ۝

۱۱۔ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے یہ پانی اور خواست تو قوم نے کہا ہے موسیٰ آپ صاف پانی پھر انھوں نے اور ان سے وہ دھڑے پھرت نظر پر غصے سے انھیں جاتا ہوا پایا انہا نے اپنی گئی ادا کے اپنے رزق میں سے کہ انھوں نے زمین میں نہایت سے نہ پانی۔

ترکیب : اِذَا اسْتَسْقٰی قاصد موسیٰ قائل لغیرہ متعلق ہے فعل سے۔ و تھقیر فہ فعل نعی فاعل اضرب فاعل ضرب فعل ثلث فعل معصاک میں ادا مقام کے لیے ہمارے کردار متعلق ضرب کے ہے۔ الجھر معقول۔ یہ مسہ جمل معقول اقلنا کا مفعول فعل اثنتا عشرون قاصد یحییٰ بنی نون قاصد قاصد ضرب کا کجرت قدو علم فعل کل اناس فاعل مشر بہ معقول۔ مفسدین فعل حاضر ماضی کے ہے لایستعوا۔ نہ یعنی نہ کرنا۔ اَلْاَرْضِ مفسدین کا۔

تفسیر : اقوال القوم : یہ وہاں غلام ہے جس میں آیت۔ لکھن طرف اشارہ ہے کہ اس میں نہ خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر : لا اقلنا کی تھانہ جب بنی اسرائیل میں تھانہ پایا ان سے کر کے لکھن میں پیچھے تو اس میں پانی نہ تھا۔ لکھن موسیٰ بنی سے بھلائے گئے کہ ہم تو پانی دے کر ہیں اس نے موسیٰ بنی نے خدا سے فریاد کی اور کہ جس میں انھوں سے کیا کریں اور خدا تعالیٰ نے وہی مڑ کر کہہ دیا تو ان کے آگے جا رہا کی اور اس کے پانی گولوں کو اپنے سامنے لے رہا تھا صاف جوتا۔ پانی اور تھا لکھن چٹان پر تھا۔ پانی نہ پانی لکھن گا۔ لوگ ہیں۔ چنانچہ موسیٰ نے اپنی ادا فعل کے ساتھ یہی کیا (مفسرین اب عا) جب اس چٹان سے بار دھڑے لکھن : صاف بنی اسرائیل کے لکھن اور ہر جہا

نے ایک نئے کواچے لیے مبین کر کے خوب پانی پیا اور دعا سے فرما باہری مٹیں گئے پورا دامن آگ لگی اور نہ چہ کہ بھلاوت اور سرکشی کرتے ملک میں لگا چلائے یہ اللہ کی بارگاہی اسرائیل پر کراڑا ایک بار تو یہاں بھر باب اللہ میں آئے وہاں بارو اٹھنے پانی کے اور تر دھت سمجھ کے لے (خود قاپ ۱۵) اور بھر جب بنی اسرائیل قادی میں گئے اور پانی نہ ملا تو یہی اللہ کو پیش آیا چنانچہ سرحد کے قاپ میں یہ جملہ ہے۔ جب موسیٰ چلائے چلا پھا تو انہوں نے اس پر جان کر رو باروئی ٹانگی سے مارا تو بہت پانی نکلا۔ حضرت موسیٰ نے اسے مصلحت کر پھر جس سے پانی نکلا تھا کہ جو بساہ کات خود بھی نکلا کرتا ہے۔ پھر اور ہی خشے پتھروں سے نکلے ہیں پھر سید انظر میں نے تو انھیں سے اس قدر پانی نکلا کہ جب کبھی کبھی اس آدھ میں اور جانوروں نے قلم سیر ہو کر پوچھا کہ کبھی بخدا نہ پھر اکتب میں ہے اور کی بارو اٹھیں اس سورہ میں جو ذکر ہے تو دلہ کلم اور قادی کے ساتھ ہے راجع ہو کہ قدیم سے ظاہر ہیں لوگ پھر امت انبیاء اور اور خود قادی عادات کا انکار کرتے چلے آئے ہیں کیونکہ ان کا مزار ان کی مقابل کتب وہیں میں جب نہیں آتا تو سوائے انکا کے اور کوئی تدبیر نہ سمجھی حواس مقام پر بھی نیچے چوب کی کالامی کے مارنے سے اس قدر پانی نکلا کہ جس کو کاکھوں آدمی پی کر سیراب ہوئے قانون قدرت کے خلاف ہے حالانکہ یہ نہیں جانتے کہ پھر میں میں عجیب و غریب تالیف خدا نے رکھی ہیں۔ کیا نہیں کہ وہ پھر پانی کو زمین سے جذب کر کے نکالے یا اس کو ہر طرف سے جذب کر کے اپنے قوت پر یہ ہے پانی کر کے بھلا کے کمر بعض مقصدوں پر پانے پر دیکھا کہ قرآن اور قرات میں یہ اللہ موجود ہے تو ان کی یہ بارو کی ضرب کے معنی چلے گئے ہوتے ہیں اور پھر سے مروجہ بارو ہر حصہ جس کا مطلب یہ ہے کہ کالامی کے سہارے سے پھر ہر جہاں یہ خدا ہے اول تو بقول اول شرب سے معنی میں چھوٹے ہو تو چھوٹی آتا ہے وہیں نہیں اور اس کا کوئی قابل نہیں۔ سوہم تا حضرت کے پھر کیا معنی؟ اور قرات کا جو وال زیادہ غلطی ہے کیونکہ جس مقام کو والد یا سیدہ ولیم ہے اور یہاں فرمے کہ ہم میں بیان ہو رہا ہے۔

وَاذْ قُلْتُمْ يٰمُوسٰى لَنْ نُّصِيْرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَاَذْهَبْنَا بِكَ يٰخِيْرُهُ لَنَّا  
مِمَّا تَنْتِفِ الْاَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقَتْلَآيَهَا وَفُؤْمِهَا وَعَدْبِهَا وَبَصْلِهَا . قَالَ  
اَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِى هُوَ اَدْنٰى يٰلِذٰى هُوَ خِيْرٌ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ فَا  
سَاكُنْتُمْ وَصُرِيَتْ عَلَيْهِمُ الدَّآئَةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاَآؤْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ يٰاَكْفُمُ  
لَا تَاِيْكُفُّوْنَ يٰاَيُّهَا اللّٰهُ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيْنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ يِمَّا عَصَوْا  
وَكَا نُوَايَعْتَدُوْنَ

ع

اور اے موسیٰ کہ تم نے کہا کہ ہم ایک کھانے پر نہیں کھائے گئے۔ جس کھانے سے ایک کھانے کو دوسرے کے لیے نہیں ہوتا یہ اللہ سے جس کا اور کھانے کو نہیں جو مسودہ بارو اور کھانے کے نشانے کا مزار بنی کر کے کھانے سے۔ یہ لے کے کھانے کو چاہے ہو کسی خوشی خراب ہے جسکے جو نام تھے وہم کہنے اور قادی میں ہوا جس سے اس پر کھانے ہو گئے۔ اور انکی اور انوں نے انھیں اپنی تو پانے سے کہ وہ مال کاغذ کا انکار کرتے تھے اور انکی جوں کو قادی کیا کرتے تھے۔ اور ہر ایک مطلب ان کے لیے ہوا وہ غرضی یا نہ اسے اور اس سے روچا ہے۔

ترکیب : وَاذْ قُلْتُمْ یٰمُوسٰى لَنْ نُّصِيْرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَاَذْهَبْنَا بِكَ یٰخِيْرُهُ لَنَّا مِمَّا تَنْتِفِ الْاَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقَتْلَآيَهَا وَفُؤْمِهَا وَعَدْبِهَا وَبَصْلِهَا . قَالَ اَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِى هُوَ اَدْنٰى یٰلِذٰى هُوَ خِيْرٌ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ فَا سَاكُنْتُمْ وَصُرِيَتْ عَلَيْهِمُ الدَّآئَةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاَآؤْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ یٰاَكْفُمُ لَا تَاِيْكُفُّوْنَ یٰاَيُّهَا اللّٰهُ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيْنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ یِمَّا عَصَوْا وَكََا نُوَايَعْتَدُوْنَ









پر ماسور کیا مگر یاد ہو اس کے تم نے اس کو بھی تو ڈر دیا اگر اس کی رحمت اور فضل نہ ہوتا تو اس صدمہ فکری پر تم کو ہلاک کر دیتا جاتا۔ یہ ستر خدو ج کے ۱۹ اب میں بھی ہے لیکن یاد ہو اس کے پھر بھی فی اسرار میں پھر گئے اور طرح طرح کی بدکاری اور بت پرستی میں مصروف ہوئے جیسا کہ مذاتہ سلاطین اور فضالت میں واقع ہوئے مگر خدا رحیم ہے اس نے اپنے فضل و رحمت سے پھر وہ خفا کرنا انیاء جیسے کہ جوئی اسرار میں کو ہر طرح کی ہلاکی اور ہر یاد کی سے بچائے رہے اور نہ نیست و نادہ ہو جاتے۔

تاکہ: سورہ احزاب میں بھی خدا تعالیٰ نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے وَلَئِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْهُ لَنَفْخُنَّ بِهِ نُفُودًا مِمَّا كَانَتْ تُفَكِّهُنَّ لَسَنَةً لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَلْقَوْنَ رَبَّهُمْ فَقَدْ أَعْلَمْتُكُمْ الدِّينَ الَّذِي كُنْتُمْ تُكَذِّبُونَ اور یہاں بھی ہے کہ خدا نے یہ ڈر کو ان پر تھا کہ خوف دلایا تھا۔ وہ بتا رہے اور بعض مآذیل اس کی یہ مآذیل کرتے ہیں کہ یہ ڈر کا اور پھر ان کا بت نہیں بلکہ اس کی ہلاکی میں یہ کھڑے تھے کہ یہاں کے کرانے سے ہر تہ سے کہہ پڑا ہے اے اس خوف کے وقت ان سے کیا کیا اس صدمہ فکری تو رب کو یاد ہو اس کو یاد رکھو اور اس پر عمل کیا کرو۔ اس خوف سے انہوں نے صدمہ فکری کو مگر پھر توڑ دیا۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدُوا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿۷۱﴾ فَعَبَّ عَنْهُمْ نَكَاَلًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً

### لِلْمُتَّقِينَ ﴿۷۲﴾

اور بے شک خبر ہو کہ لوگ بھی معلوم ہیں کہ جیوں نے تم میں ایسی بہت کے دن۔ وہی کی قبیحی مکرہم۔ نہ ان سے کہہ دیا کہ میں بچھڑے ہوئے ہوں۔ ہزار ہا جاتیں ہم نے اس واقعہ کو اس زمانہ کے لوگوں کے لیے ان سے بچھڑنے کے لیے خبرت اور پرہیزگاری کے لیے نصیحت مآدیا۔

ترکیب۔ علمت یعنی علم فضل۔ تم فاعل الذین معندوا اور جملہ مفعول مذکور حال ہے ضمیر معندوات ای اہل بیت کے ہیں جن میں متقین السمعت متعلق ہے اعتدوا سے عاصیوں جو سخت ہے خدا ازا اول سے صفت ہے قردہ کی اور فکس ہے کہ خبر غالی ہو یا کونوا کی قابل سے حال ہو نصیحتا ہا ای نصیحت بنکلا مفعول دلی ہے۔

تفسیر: جب خدا تعالیٰ نے اسرار میں کو اپنے انعام یا دلا پہنچا تو اس کے بعد جو کچھ خبر غالی اور انعام پر ناشکری کرنے سے بڑے نتیجہ بچے ہوئے ہیں وہ یاد دلانا ہے تاکہ لوگوں کو خبرت و نصیحت ہو اور یہ بھی معلوم ہو کہ جس قسم کے واقعات پر سوائے اس شخص کے (کہ تو رات کیا لائے مجھ کو صدمہ فکری کا بڑا حاوی ہو) اور کوئی عادت نہ تھی۔ ہو سکتا۔ بالخصوص وہ شخص کہ جوئی ہوا اور جس نے یہود کے ملک میں پرورش کی تھی پائی ہو چہ چاہے کہ ان کی تعلیم و صحبت۔ مگر یہ حالت بیان کرنا صریح اس بات کی دلیل ہے کہ خدا تعالیٰ نے نصیحت اس شخص کو فرمادے رہا ہے اور یہ اس کا سچا نامی ہے۔ یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سنگڑوں میں بعد یہود پر گزرا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد میں سمندر کے کنارے ہر ملک شام میں کوئی شہر یا قصبہ تھا (جس کو بعض نے لکھا ہے) جس کے روز کہ جس کو بہت سمجھے تھے یہی موسیٰ علیہ السلام کے دین میں دکھارہے تھے یا کہ وہ کارہا ہوا دی کرنے کی سخت نافرمانی تھی جیسا کہ تو رات میں مذکور ہے۔ اور اس کے لوگوں نے جملہ کیا کہ پائی کی عیالیاں حوضوں میں ڈال دیں ہنڈے کے روز فان جانوں کے ذریعے سے حوضوں اور تالابوں میں چھپیں جتا ہو جاتی تھیں اور وہ دایوں کو بند کر دیتے تھے پھر دیکھ کر دیکھ کر رکھتے تھے۔ جب یہ پست کر رہی تھی پست کے لوگ تو خاص ہنڈے کے روز بھی چھپنا ہی نہ کئے تھے۔ ہر چند انہما اور صفا سمجھتے تھے کہ وہ نہ سکتے تھے۔ تب ہوا نے ان پر قہر نازل کیا کہ طاعون میں مبتلا ہوئے اور مدت دوں سے ان کی شکلیں بزرگ ہندوؤں کی سی ہو گئیں اور تین روز مشا ہر ہزاروں آدمی مر





وہ بے کفی تھا۔ مگر انہوں نے غصہ کیا تو ان پر رشود ہوتا گیا۔ (رواد مسلم وغیرہ) اور اس لیے احکام الہی میں زیادہ مستطرد کرنے کو برا سمجھتے تھے۔ یہ کیونکہ لوگ پوچھیں گے اس پر قیود شرعی لگ جائے گی۔ عقل تنقید پر خود کار خوار اذیت واقع ہوگی بلکہ قرآن مجید میں خدا نے بھی اس بات کو ایضاً کرنا نہایت غلط قرار دیا ہے۔ یہی اس میں اشارہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کو نبی سے جنت اور جنتی سے جنت اور نعمات کے باعث ہٹا دیا اور ان کے بڑا کر دیا۔ یہ حالت بھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر ماننے سے ایک نیک بھی بے شکل قرار کیا اور خود انہی سے فرما رہا تھا کہ جو آپ میں اشارہ کرے کہ نبی قرآنی پر باد ہو گئے۔ پھر جب بڑا کر دیا تو یہی نہیں تو بڑا کر دیا ہوئے سے کیا مانا تھا؟

اس سے قطعہ میں یہ اشارہ ہے کہ کسی طریقہ خدا نے اسی مرد سے کوڑا نہ کر دیا کہ جس کی اسرا نکل طعن بنو اعراب کے شر کو  
 کہ جو وقت موت کے روز اس کوڑا نہ ہو نے میں کیوں شک ہے؟

خاندانِ اولیاء! علماء و مشرکین نے لکھا ہے کہ یہ نیک ایک شخص کا قصہ ہے۔ وقت اس نے ایک لڑکا چیم فور، یہ نیک چھوٹا اور خدا تعالیٰ سے عرض کیا کہ میں آپ کے سپرد کرنا پسند کرتا ہوں۔ لڑکا اپنی والدہ کو کہتا ہے کہ تم میرا دلدار تھا۔ مجھ کو جب نیکی سیکھانی ملے گی تو میں تم پر تمام نعمتیں اتار دوں گا۔ نیک بچہ اپنی نکمیں۔ مثلاً سرانگل نے اس سے خرچہ مانگا۔ اس نے اپنے والدہ کی اجازت پر مختصر رکھا اس کی والدہ نے اس قدر قیمت لی کہ جو حدت احمر اس فرزند بہ سعادت مند اور اس بیاد کو کافی ہو گئی۔ خدا تعالیٰ نے وہی نیک مرہ کے توکل دار اس فرمانبردار و فرزند کی اطاعت کا ثمرہ دیا۔

فاکھہ دوم: نخل کے فروغ کرنے میں ایک تو کھیر خرما اور دوسرے یہ کہ نئی اسرائیلی بس کی پرستش کرتے تھے اس لیے اس کی ترقی سے ان کے دلوں میں اس قدر نفرت کا ۱۹۱۰ کرنا بھی ضروری تھا۔

ذکر: مطلب خدہ افغانی! اگر دوسری موت کو بد گمان قرار دیتا ہے۔

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا قَدْ زَوَّيْتُمْ فِيهَا ۚ وَاللهُ مُخْرِجُ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ۗ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ۚ كَذَلِكَ يُحْيِي اللهُ الْمَوْتَى ۚ وَيُرِيكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝

(صحت سے باہر) کا کافی غماز، کھوکھلا اور ہلکا سا رنگ دیکھ کر وہ کہتا ہے: "میرے دل میں تو ایسا ہی ایک عجیب سا عالم ہے۔ یہاں تو میری تمام باتیں گونجنے لگی ہیں۔ اب تو مجھے تو معلوم ہو گیا ہے کہ میں نے کیا کیا ہے۔"

ترکیب: دو حرف صنف ایک جملہ کا پہلے جملہ پر عطف ہوتا چلا آتا ہے۔ ملاکر مضاف حاصل ظنہ جہتہ اصغر۔ اے جملہ میں کی خبر۔ موعظ صنف میں ہے وہی پھر رائے اور یہ الذی کے معنی میں ہے اور عائد مضاف ہے۔ کہ کذلک کاف موعظ صنف میں ہے جس کے لیے کہ وقت سے صمد مضاف کے مفعول کی۔ واللہ العزیز جملہ میں اور احمی اصل تہ ازہم ہے ہر روز یہ عظیم تکلیف کے لیے تہ کو دے ہن کر وہاں کو مال میں ہن کہ کر کے ادا مہ کر دیا۔ چونکہ تہ لا سکون صحتہ جہی مہزہ اصل اول میں لائے ادا مہ ہو گیا۔

[illegible]

























اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِکَ الَّذِیْ لَیْسَ لَکَ اِلَیْهِ مَرْجِعُ الْعِبَادِ۔

يُنْسَا شُرُوءَآيَةٍ أَنفُسَهُمْ أَن يَكْفُرُوا بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ بَعِثْنَا أَن يُزِيلَ اللَّهُ  
مِنْ قَضِيهِ عَلَى مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ فَمَا أَذْ بَعْضِهِ عَلَى غَضَبٍ  
وَالْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ امْكُثُوا إِنَّمَا أَنزَلَ اللَّهُ قَوْلًا  
بِمَا أَنزَلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَّاءَهُ ۚ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ  
قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنْبِيَاءَ اللَّهِ مِن قَبْلُ إِن كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۝ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ  
مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِن بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ۝

انہوں نے اپنی جائزہ کی برکت ہی پر رنج کے لیے کچھ ایسا کر دیا کہ ان کی جہالت کی وجہ سے ان کا خدا میں تو ایمان کرنے کے لیے آئے۔  
 ان کی انجانی کے لیے ان کے لیے کچھ ایسا کر دیا کہ ان کی جہالت کی وجہ سے ان کا خدا میں تو ایمان کرنے کے لیے آئے۔  
 ان کی انجانی کے لیے ان کے لیے کچھ ایسا کر دیا کہ ان کی جہالت کی وجہ سے ان کا خدا میں تو ایمان کرنے کے لیے آئے۔

[illegible]

تفسیر: یہ پہلی آیت کا ترجمہ ہے یعنی میرے جبر قرآن مجید کا انکار کیا ہے تو اس ضد سے کو خدا تعالیٰ کیوں جس پر چاہتا ہے اپنے فضل و کرم سے جی ہوا کر دے گا ہے جس کا ہمارے علی خاندان میں سے نبی - محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیوں اس انکار اور ضد کو تھامے سے تشریف دی جاتی ہے۔ کسی لیے کو انسان خود یا کسی آبا ہے گویا نیکہ تا جبر ہے کہ اس کو اس کی عمر ہے اور جو نیکہ اور بد... یہ ہے یہ... اس نے جو اس کو کھڑا کر نماید کرے یا ہے۔ یہ وہ نے جو اپنی جانیں اپنی حیات دینا کے اس سے جو تھوخر و یا نحو یا حیات اپنی پر بار کر کے جو یکھو یا وہ انہی سے خود کی منزل چل کر کاٹھو کیا۔ وہ بہت برا سو رہا ہے اور ہوا انوں اللہ کا انکار اس ضد اور وہ نے خا کر اٹھا ہے فضل و







ہاں؟ انہوں نے کہا ایک جگہ ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے پاس جو وہی لاتا ہے اور جبرئیل فرشتہ ہے اس سے ہم سخت ڈرتے ہیں تاکہ اس نے کسی بار ہم پر غضب الہی بھیجے ہے (روادین جریہ حاتم طہرائی و احمد وغیرہم)۔ خدا تعالیٰ جواب دیتا ہے کہ جبرئیل جو کہم کرتا ہے ہم انہی سے کرتا ہے۔ اس نے یہ قرآن جو حضرت کے قلب پر نازل کیا ہے تو ہر روز ہم سے علم ہے۔ اب نہ اس کا دشمن ہے، وہ خدا کا دشمن ہے۔ ہم تم کو اس قرآن میں نور کر دے گی یہاں ہے اس سے کوئی صاحب عقل سلیم ایچہ نہیں کر سکتا۔ کہ لیے جو لوگ اگلے انبیاء کے مقلد ہیں کو یہ مصدق قائم ہیں یعنی یحییٰ ہے کہ سب ان کتابوں کی تصدیق کرتے ہیں اس کے سوال اور جو مطالب صرف خوف ان کے مطابق ہیں۔ اس صورت میں اس کا انکار سارہ کتبیہ الہی کا انکار ہے اور جو کسی سائق نبی یا کتاب کا منکر نہیں بلکہ جبرئیل اس کا مقلد ہے موافق ہوا۔ جس میں نہایت صحت و یقین و دلایا دل اس کا منہ سینہ و ان کو بھی اس سے انکار نہ کرنا چاہیے۔ یہ وہی یعنی وایت ہے اور جو صاحبان قلب سلیم ہیں خدا سے محبت رکھتے ہیں اور اس کے شوق اور تکی بخش باتوں سے غالب ہیں ان کو بھی اس کا ماننا ضروری ہے کیونکہ یہ بُشْرٰی النبی صلی علیہ وسلم ہے کہ اہل ایمان تو ملی اور خوشخبری ان سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ تین اوصاف جب قرآن میں ہیں تو پھر اس وجہ سے انکار نہ کریں کہ اس جبرئیل نے اس میں محض صداقت ہے۔ یہ بات کہ جبرئیل ہر روز اس میں نازل ہے۔ ان قول خدا بکمال انکار جو یہ بات اس کے اطراف میں رہتے تھے۔ فَانْزَلْنَاهُ فَعَلٰی قَلْبِكَ ہم مقدمہ کتاب میں بیان کر چکے ہیں کہ خدا کو ملائی جبرائیل کی وجہ سے ہر وقت خدا سے وہ اقبال روحانی نہیں رہتا کہ جو بہت جبر کے ملائکہ انھیں انھیں حضرت جبرئیل کو ہے۔ اس لیے خدا تعالیٰ کی طرف سے ملائکہ مخصوص میں جبرئیل حضرت کی حقارت کے قہر میں وہی وقتا کرتے کے لیے مامور تھے۔ عام طور پر یہ ہے کہ خوشخبری کوئی مضمون کا نواں تک پہنچتا ہے پھر اس کے بعد قلب میں جاتا ہے مگر خاصان خدا کے قلب میں بلا وجہ ناعت کلام کی رسائی ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ حضرت علیؑ بڑی بڑی باتوں کو جبرئیل سے سنا کر بصر کرتے تھے۔ ہائی وہی کے اس قسم اور اس کے اسرار ہم مقدمہ میں بیان کر چکے ہیں۔ کہ اس کے بعد خدا تعالیٰ یہ وہ لوگوں میں رہتا ہے جو شخص خدا اور اس کے رسولوں اور ملائکہ انھیں میرا دل دیا نکلنا تو نہیں ہے وہ خدا کا دشمن ہے یہ بات ظاہر ہو چکی ہوتی تھی اور اب بھی، سننے میں کہ ملائکہ کے فرمان الٰہی ضرور ہے۔ اس نام پر جو ملائکہ انھیں مخصوص ہے ملائکہ جبرئیل یا میکائیل کا دشمن ہے تعلیمی جگہ ہے۔ یہ وہ کے قرار ہے ان کا تخریر بہ ہو گیا ملائکہ کے بعد جبرئیل، میکائیل کا نام یہاں تک نہیں بعد قیم ہے کہ جبرائیل کے شرف افضل کی دلیل ہے اور یہ شخص جس شخص کو ملائکہ کے کلام میں نہ کہ جبرائیل میں بکثرت مستعمل ہے۔ جس وہ جو بعض نہ کچھ پادریوں نے اس پر اعتراض کر کے قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت پر بہت لگاؤ جاننا ہی دیا ہے۔

فائدہ: بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر جو کہ کا یہود سے اس بارہ میں یہ کہ کلام ہوا۔ جس پر حضرت امیر نے جواب دیا کہ: جبرئیل جو کہم کرتے ہیں خدا کے حکم سے کرتے ہیں مگر جو ان کا دشمن ہے خدا کا دشمن ہے۔ پھر جب حضرت امیر نے قرآن میں سنا کہ حضرت علیؑ حاضر ہونے تو اسی مضمون کی آیات نازل ہوئی اس پر بعض ناگجہ پادری یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ جبرائیل حضرت علیؑ نے حضرت امیرؑ سے سن کر قرآن میں روئی کیا۔ ال تو حضرت علیؑ نے حضرت امیرؑ سے سن کر یہ جملہ میں پڑھا وہ پادری کسی جملہ میں اتفاقاً جملہ لفظوں میں وہ وقت ہو جائے تو اس سے کیا شکر گویا یا مسادات؟ بہت ہو سکتی ہے۔ ہم مقدمہ میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ کبھی مرشد و فیصلہ محبت نامہ رسالہ میں نہ کہ جاتا ہے کہ جوابات اس قدر دشمن چاہتا ہے وہی شکر گویا سے حضرت علیؑ جاتی ہے۔

اَوَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ نَبِيًّا قَدْ قَرَّبْنَا بَلٰى اَكْثَرَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ  
وَلَمَّا جَاءَهُمْ رُسُلُوْهُم مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ نَبَاً قَرِيْبًا مِّنْ









جے ایک زمانہ تعمیر ہوگا یہ قادیان اور اجاکہ جو بارہویں و بارہویں کے عہد میں واقع ہوا۔

(۱) کمالات و وحدت شہزاد اہل میں درخشاں تھے کہ جن کو ان کے ان عجائب افعال اور ایک جلیقہ و مہر سے فرشتے کہتے تھے اور ان کا یہ لقب مقبول ہو گیا تھا اور ان کی بات کو اور فرماؤ کو یہ ہے کہ کہ جس میں طلسمات کو بکسر اور پڑھا ہے اور جس کی فراموشی کی کہ ہے (۲) لکھنؤ وادی،

تکبر و کبر کے فتنے اس لیے سے واقف تھے کہ ان کے کہہ سکتے تھے یہاں تک کہ جو ان کے پاس بیٹھے آتا تھا۔ یہ کہہ دیتے تھے کہ بھائی خدا نے یہ ہم کو تمہاری دنیا میں لے دیا ہے کہ تم ایمان پر وحدت قدم ہے تو ہوا نہیں۔ اس کو بکسر اور پڑھا جاتا ہے۔ یہ کہہ دیتے تھے کہ یہاں تک کہ

نہایت درگاہ تھے بیٹھتے سے باز نہ آتے تھے۔ یہ بھی نہ بڑا بل سنے سے یہ کہہ دیتے تھے کہ ان کو اس میں مہر و عالم ہوئے کی قدرت و عظمت کی۔ یہ کہہ کر آپ آسانی کی طرح ان پر وعدہ کیا کہ جو انزل کیا تھا کہ اس کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ بعض مفسرین نے اعتدال انزل سے یہ بھی

کی کہ وہ فرشتے تھے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں زمین و آسمان میں آئے تھے پھر ایک جیسے صورت فرشتہ پر حاضر ہو گئے تھے۔ اس سے

نہتے سے شراب پی کر اس کے کہ وہ کوئی شکیلا کہ وہ ریت و کھردر دیا اور ازجہ سے اسے اسے اعلیٰ مرتبہ سے کہہ لیا جس سے وہ آواز پر مل گیا اور یہ اہل

کے کہہ کر اس کے اگلے میں اور اس آواز سے اس کو جواب دیتا ہے پھر جو کوئی اس سے پاس جاوے بیٹھنے جاتا ہے پہلے اس کو کہتا ہے کہ یہ

چرخہ ہے جسے چاہے چاہے محض عباد اللہ کی برودان کے پاس ان سے مل کر آتا ہے۔ یہ ہے اصل کو انسانی ہیں۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ خَيْرٌ لَّو كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿١٠٠﴾  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَتَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا  
وَالْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٠١﴾ مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ  
وَالْمُشْرِكِينَ أَن يَنْزِلَ عَلَيْكُم مِّنْ خَيْرٍ مِّن رِّبْكُمْ ۖ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ  
مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿١٠٢﴾ مَا لَكُمْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نَسِيحَةٍ فَإِنِ  
فِيهَا أَوْمِثْلُهَا ۚ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٠٣﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ  
أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَمَا لَكُمْ مِّنْ ذُوْنِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ  
وَلَا نَصِيرٍ ﴿١٠٤﴾

جسے ماہرینِ کیمیا دانقہ کے لیمے کی بات سمجھ کر کھینچ کر لے کر آئے تھے۔ ان کے ہاتھ میں ایک کھوکھلا ہوا گولہ تھا جس پر ایک کھوکھلا ہوا گولہ تھا جس پر ایک کھوکھلا ہوا گولہ تھا۔









کو ہمیشہ رہتا ہے وہی کوٹھورہ۔ بدلی ہوتوں میں سب سے اعلیٰ نماز ہے اور کرتے رہو اور مالی مالاہیت سے بھی غافل نہ رہو اور دنیا اور عبادت کو کھو کے ہر قسم کی نیکی کو قبول نہ سے بھلائی دے دینے پر کافروں کے ساتھ ایک سوکھ سے پیش آؤ جو کچھ ان کے وہ سنا لیں جو بے گار انسان کے سب اہل عالم مثال میں ۱۲۰۰۰ رہتے ہیں۔ مرنے کے بعد سب کو ہاں جاکر ضرور پادے گا کسی عمل کی جزا کے بعد اعلیٰ نہیں فرج کر کے رہے ہر دوسرے کو کچھ ہے۔

فَوَاصِلًا زَامِرًا فَيُجَنَّبُونَ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ تک ایک مضمون متعلق تمام اس کا اصل شریعتوں پر قوی ہے کہ جو مرنے پر لیا گیا کہ لوگ یہاں کیوں نہ رہا کرتے تھے میں نے قیامت تک آفت بلکہ ضرورتاً ان کو اس لیے لے کر دیا گیا۔ مگر بعض مفسرین نے ان سے ان کے متعلق مختلف روایتیں بیان کی ہیں۔ ان میں سے بعض روایتیں بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود کو یہ سن چڑھ کر میں حضرت علیؓ کے ہاتھ میں حاضر ہو کر کہا کہ آپ پر جب ایمان آئی تھی تو آپ امام سے لے کر کے شک پہاڑوں میں سے چشمہ جاری کر دیا اور کوئی ہاں آکر یا سچو کا پانی پیا کر دینے کوئی مرنے کا گھر بنا دینے آپ میرا گھر کرنا جان پر چڑھ جائیں یا ہم پر کوئی خدا نہ کر آپ سے کہیں کہ میں جس شخص کو کہ عبداللہؓ کو ہر ایک پر ایمان آنا مسلم اور جہلی اور اہل اسم کہتے ہیں کہ یہ خطب اہل اسلام کے ان لوگوں سے ہے کہ جو بیجا عداوت کرتے تھے اور دیکھا گیا ہے۔

(۱) حسد۔ کسی کی نسبت خیر و برکت اور قبولِ چاہ و خواہشات اپنے لیے چاہے جب کہ کسی کا باغ یا مکان یا دینی و دنیوی امور سے لے کر ہر چیز۔ چاہے لپٹ چاہے سیر ہو۔ جس کی آیت اور آیت اور آیت سے یہ امر صریح ہے کہ جو انسان کی تمام برائیوں کا سرپرست اور تجویز کا کام لے رہا تھا ہے۔ چنانچہ یہ بت میں آئے کہ حسد کیوں نہ اس طرح بیان ہے کہ جس طرح ان کی نگاہوں کو ہر شے کی طرف لے ہلاک کی خواہش اور حیل و حیل سے جو کسی کی برائی تو ہم سے کہہ کر اس طرح کی نسبت اپنے لیے بھی لگائے اور اسی وقت ان کی نیکیوں پر اور اسی پر بھی ہر نیکی اور اعلیٰ صفت اور ہے جیسا کہ صحیحین میں آیا ہے لاحسد الا حسد لانی الانسین رجل اتاه الله مالا كثيرا فاحسب حیلہ۔ (۲) کہیں سے یہ معلوم ہوا کہ ان باتوں سے مسلمانوں کے حق کہ میں شہ پر سے ان کا سفر بھی حرام ہے۔ ان کے یہ استورات کا پادہوں کے ہاتھوں میں تعلیم کے لیے جو تانوں کے ہاتھوں کی ممانعت کرنا ان کی ان امور میں نہ نہ نہ کہ حرام ہے بلکہ تبدیل کفر یا ایمان۔ اور یہی اس وقت تھا جب کہ یہ سب کا یہ سب کا یہ تھا۔

وَقَالُوا لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا اَوْ نَصْرًا ؕ تِلْكَ اَمَانَاتُهُمْ ؕ  
قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۰۰﴾ بَلَىٰ ؕ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهُ  
لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ اَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ ؕ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۱۰۱﴾  
وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصْرَةُ عَلٰی شَيْءٍ ؕ وَقَالَتِ النَّصْرَةُ لَيْسَتِ الْيَهُودُ  
عَلٰی شَيْءٍ ؕ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ  
قَوْلِهِمْ ؕ قَالَهُ يَحْكُمُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۰۲﴾



















”غضرت پر یہ سب کچھ اوروں کی ہے جس نے مقابلہ میں لوگوں سے جان و مال نذر کر دی۔ شہادت لگاتے تاکہ کر دیے مگر ان کا احساس وقوعہ یہ وقتوں میں گھٹا اور اب ہے۔“

اس کے بعد ان کے شہادت کو اس نے با کرماد شاد ہوتا ہے **بِئْسَ الْأَوْلَیَاءُ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُونَ** کہ خود ہم نے تم کی کسی اور سے آپ کو دین کی اسے کر رکھا ہے تاکہ مائے والوں کو بڑھوت دے اور غصوں کو آنے والی مصیبت سے خوف دے اور اسے نبی کریم کی بدعت پر غیب نے تمہاری بات کو نہ مانا تو آپ کے فرض مصلحتی میں کوئی قصور نہیں۔ آپ سے ان جنسیوں کی اہمیت کوئی پریشانی نہ ہوگی۔

وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۚ قُلْ إِنْ هَدَى اللَّهُ فَمَا لَبَسَ ۖ وَلَکِنْ اتَّبَعْتُ أَهْوَاءَ الْبَشَرِ ۚ بَعْدَ الَّذِیْ جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۚ مَا لَکَ مِنَ اللَّهِ مِنْ ذِیْلِ وَلَا لَیْصِرُ ۚ ۝ اَلَّذِیْنَ أَنْتَنَّهُمْ السَّیْئَاتُ یَسْتَوُونَ حَتَّىٰ یَسْلَکَ وَتَهُ ۚ أُولَٰئِکَ یُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ وَمَنْ یَکْفُرْ بِهِ فَاُولَٰئِکَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝

اور یہود آپ سے نہ کر توں جنہوں کے لیے اور نصاریٰ کی، اسی میں ان کے نہ چھوڑا ہے ان کے مذہب کے جو مذہبوں کے۔ کہہ دو ان سے کہ میں نے جو احسان سے، کہ آپ اس نے بعد میں آپ کے پاس علم آج کے ان کی خواہشوں پر چلے تو آپ نے لیے اس کے ساتھ میں نبوی ملاحی ہو گیا نہ کہ ان لوگوں کو کہہ کر کہ آپ کی سے (قرآن اور قرآن کو جس میں ان کے جوئے کا ہے انہی پر ہتے ہیں ان میں پانچوں کی دیکھیں اور جو اس کے سحر میں ہوں کسی نہ دے دے ہیں۔

ترکیب : **وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ** تاہم ملتہم منقول بملفوظات فی مصلحت قابل۔ ہدی اللہ ایم ان ہو مگر اصل الہدی خبر جملہ منقولہ وحق میں الام آئیے علی شرطہ اتبعہ وہ شرطہ ملک اس کے جواب شرطہ انھیں موصول الیہما کہ کتاب جملہ خبریہ صلیتوں حق تلاوتہ مال مقدمہ سے یا کتاب سے حق منسوب بہ موصول مطلق ہونے کے تقریر۔ جملوں تلاوتہ تلاوتہ کہ متساویوں بعد جملہ خبریہ مجموعہ خبر الذی وحق شرطہ یکنونہ جملہ شرطہ **فَاُولَٰئِکَ هُمُ الْخَاسِرُونَ** جواب شرطہ۔ تفسیر : اس جملہ شرطہ علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ملتا ہے کہ گو یہ دین حق ہے اور اس کی اندوہی ویرانی خوبیاں اس کی خرابیوں کی روشنی میں ہیں جن سے دل میں خلافت میں قائم ہیں اگر خدا اور تعصب سے یہود و نصاریٰ آپ سے اس وقت تک کہ آپ خود میں کی جہالت و غلاطی کے جس کا انہوں نے مذہب ملت بنا رکھا ہے تاہم نہ ہو جائیں گے دین حق مانا تو نہ کہ آپ سے خوش بھی نہ ہوں گے آپ ان اذی سے بھیجوں سے کوئی منع جاہلیت پر آنے کی نہ بھیجیں اور ان کی طمع کا دین کو جاہلیت نہ بھیجیں۔ کہ لے کے جائے تو وہی ہے جو تعجب ہے کہ نہ ان سے نہ تراشید و غلاطی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے مشائخ و علماء نے پیدا کیے ہیں آپ ہرگز ان کی خرابیوں پر نہ چلیں۔ آپ سے یہود و نصاریٰ میں کیا کرتے تھے کہ اگر غلام اور میں ہمارا کہنا ان میں تو ہم را آپ کا اختلاف جانتا رہے۔ نبی تو مل جلد کی درخواست ہوتی تھی ابھی جانوروں کی علت و حرمت میں اتفاق چاہتے تھے، ابھی اور احکام میں تبدیلی وغیرہ کی درخواست کرتے تھے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کراہوں کی جاہلیت پر آنے کی نہ عرض تھی لیکن خدا کی آپ معلومت وقت کا لحاظ کے جو زیات احکام میں ان کا کہا ان







bestul

وَلَا جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْثَلًا ۚ وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِهِ  
 رَبِّهِمْ مَّثَلًا ۚ وَاعْتِذُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ ۚ وَانصِبُوا فِيهِ تَضَامُنًا ۚ  
 وَلَئِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْبَيْتَ فَاصْبِرُوا فِي حَقِّهِ ۚ وَلَئِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ  
 الْبَيْتَ فَاصْبِرُوا فِي حَقِّهِ ۚ وَلَئِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْبَيْتَ فَاصْبِرُوا فِي حَقِّهِ ۚ

وَلَا جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْثَلًا ۚ وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِهِ  
 رَبِّهِمْ مَّثَلًا ۚ وَاعْتِذُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ ۚ وَانصِبُوا فِيهِ تَضَامُنًا ۚ  
 وَلَئِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْبَيْتَ فَاصْبِرُوا فِي حَقِّهِ ۚ وَلَئِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ  
 الْبَيْتَ فَاصْبِرُوا فِي حَقِّهِ ۚ وَلَئِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْبَيْتَ فَاصْبِرُوا فِي حَقِّهِ ۚ

وَلَا جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْثَلًا ۚ وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِهِ  
 رَبِّهِمْ مَّثَلًا ۚ وَاعْتِذُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ ۚ وَانصِبُوا فِيهِ تَضَامُنًا ۚ  
 وَلَئِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْبَيْتَ فَاصْبِرُوا فِي حَقِّهِ ۚ وَلَئِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ  
 الْبَيْتَ فَاصْبِرُوا فِي حَقِّهِ ۚ وَلَئِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْبَيْتَ فَاصْبِرُوا فِي حَقِّهِ ۚ

وَلَا جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْثَلًا ۚ وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِهِ  
 رَبِّهِمْ مَّثَلًا ۚ وَاعْتِذُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ ۚ وَانصِبُوا فِيهِ تَضَامُنًا ۚ  
 وَلَئِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْبَيْتَ فَاصْبِرُوا فِي حَقِّهِ ۚ وَلَئِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ  
 الْبَيْتَ فَاصْبِرُوا فِي حَقِّهِ ۚ وَلَئِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْبَيْتَ فَاصْبِرُوا فِي حَقِّهِ ۚ

















نکاح کیلئے نہ کوئی کسی کو نکاح کرے، نہ کوئی کاٹنے نہ نکاح لکھاؤ۔ یہ امور خبیث ہیں انہ کے لیے ہم ایمانیت میں بھی عرب و عجم کرتے تھے جن میں حدود کے باہر جو زمین ہے اسے اس کو مل گئے ہیں کہ یہاں یہ امور حلال ہیں اور کعبہ اور ان کے گرد و محیطے ملاقات ہیں وہاں حرم مذہب کہتے ہیں جو مسجد کا غمبرو مکان ہے یعنی کوئی ایسا مرد اور عورت اس میں داخل نہ ہونے چاہیے نہ اس حالت میں نہ کعبہ کا خلاف کرے۔

(۲) حجر اسود: یعنی سیاہ پتھر، یہ گول حجر تین اونچائی و نصف کے دور میں ہے اس کا رنگ نہایت سیاہ ہے اس کو قفقس یا وہود کہتے ہیں۔ یہ کعبہ کے شرقی و مغربی گوشہ میں، ہر کی جانب کز عمر کی بدلتی سے چاندنی کے مقام میں قرار ہوا ہے۔ خدا جانے کسی حد سے اس کے کی حرکت ہو گئے تھے جن کو کلا کر ایک جہ جمع کر دیا ہے۔ اس حجر کو کز کوئی مسلمان چومے گا تو اس کو سعادت و برکت ہے مگر اس کے لیے کہ یہ حجر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تھا مگر کیا ہوا ہے اس لیے اس کو حدس کہتے ہیں اور چونکہ جناب خاتم النبیین ﷺ نے اس کو ہر گھن کی یادگار سمجھا کر کعبہ سے بوسہ کیا تھا جس کا کہ جب ہم اپنے محبوب کی کسی چیز کو پاتے ہیں تو بوسے سے اور انھوں سے لگاتے ہیں اور چومنا اور انھوں سے لگا ہوا اصل اس شخص کی قربت و محبت کا اظہار ہے کہ اس کی پناہ لی ہے بالخصوص طائف کے وقت حج و عمرہ میں کہ جو نہایت زیادہ عزت اور خدا اور اس کے برگزیدہ میں سے محبت کا وقت ہوتا ہے اس لیے تمام ملل اسلام میں اس کی طرف سے کد وقت بالخصوص ایام حج میں اس کا بوسہ دستور ہو گیا اور از وہام کی وجہ سے بوسہ نہ دے تو شہادہ کی کمر سے یہ دستور ایک مو طریقہ اور ابھی صحت ہے کیونکہ اس میں کسی نئی دنیا کا اعتبار اور اس کے بارگاہوں کے ساتھ محبت اور اس کے طریقہ کو دل سے پسند کرنے سے پروا دلالت کرتا ہے۔ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ کی رحمت اور برکتی پائی امید بھی، چاہے جس کا غمرو بندہ کے نکاح کی معافی ہے وہ جو اس بارہ میں احادیث و روایات و احادیث و روایات ہیں۔ اس پر اعتراض کیا کہ احادیث اور تفسیر بالاجازہ ہے۔ فقہن مسلم کے نزدیک اس میں کوئی قیادت نہیں ہے اور بات ہے کہ کوئی یعقوب اس کو بت چینی مجھے خدا نے غیر مشرکوں کا اس کو نشان بھی قرار دے کر برگزیدہوں پر اختیار فرما کرے۔

(۳) زم زم: یہ وہی چشم ہے جس کو خدا نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لیے اپنی قدرت کاملہ سے ظاہر کیا تھا۔ یہ چشم چند مدت کے بعد خشک ہو گیا لیکن اس کے انعام کی یاد دہانی اور تحریک کے لیے ہماری مقام پر خواہاں ہو گیا۔ یہ کواں حواست و برکت کی بارگاہ ابد ہو کر اب اس کی یاد میں نہایت مودہ کو کواں کعبہ سے متعلق مرم میں بنا ہوا ہے اس پر منکب ہر مرقعہ ہے اور ارد گرد چالیں ہیں۔ ایک دروازہ ہے نہ میں سے جا کر لوگ پانی بھرتے ہیں۔ شب و روز پانی بھیجے ہے مگر ٹوٹا نہیں۔ یہ پانی ادا کھاری ہے مگر شہرہ میں ہر استعمال کے لیے نہر زبیدہ کو پانی استعمال میں آتا ہے۔ یہ نہر زبیدہ ہر باران رشید بادشاہ کی پیری سے نکلتی تھی کہیں دور سے اسے کا پانی آ کر نہ میں سے بڑے دھنوں کو بھرنا اور ایک عالم کو اس پر آتا ہے۔ یہ بہت عیسائی نہر ہے، بہت جاری ہے۔ علیٰ غلام ہر مرم کے پانی کو کسی حلقہ سے منبرک بھیجتے ہیں بخلاف عیسائیوں اور ان کے دورہ یا نہ ملکہ جن میں وہ دن میں کوٹھ لگاتے اور چھترے پائے کو سفلی نکالتے کہ ان کے سامنے کھتے ہیں۔

(۴) مقام ابراہیم: یعنی جبریل و جبریل کے کہ میں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر کعبہ چڑھا اس پر نشانہ تمام بھی ہیں اور بھول انھیں تمام مرم سمجھ۔

(۵) صفا حرم کے متصل جنوب و شرق میں ایک پناہی ہے اب اس کے لہر اور اور آبادی ہو گئی ہے کہ چھترے عیال عیال کی

نہا۔ (۶) مروہ: یہ وہی کے مقابلے میں حرم سے شرق و جنوب کی جانب پھوٹی ہوئی پناہی ہے اب یہاں بھی آبادی ہے اور ان دونوں پہاڑوں کے بیچ میں جس جگہ کہ حضرت جبریل و جبریل کی جگہ ہے اور پہلے وہاں انھیں اور کنگلہ جسے نہایت مودہ باز رہا ہے اور اس دور کو چلنے کی جگہ اور جبریل و جبریل کے جسے جس کو پائیں انھیں کہتے ہیں۔





اول ات موصوف مصلحة عفت من متعصن مسرت سے یہ سب معمول چاہی بنائو اور بطلہ اور یز کہہ دو سو کو کی صفت واقع ہوئے ہیں۔

تفسیر: اس جگہ خدا نے نبیؐ کی طرف امرا بنیم کے اور اہل بیت کے غصہ اور ان کی دغا کا ذکر کیا ہے کہ جس میں حج کے احکام کی طرف ہوجا کر ان فرار زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیرت کی طرف گمراہی ہو رہے تھے۔ تاہم اس وقت کو یاد کرو جب امرا بنیم وہاں میں تھے جبکہ دیوار میں پھٹے جاتے اور نہایت بھڑکھار سے یہ دغا کرتے جاتے تھے کہ ان کی ہادوی اس میں تو کون کسبم کیونکہ وہ جو کچھ وہاں سے دغا کرتے ہیں خوب منہ ہے اور ان کے حوال سے بھی خوب واقف ہے۔ اسے خدا ہم کو پہنچا رہی ہے۔ خود راہی میں تھی کہ کوئی کام تیری سرمنی کے خلاف ہم سے سرزد نہ ہو اور جہاز سے یہ بھی ہادی دغا میں سے اپنے فر۔ نیرودا لوگ بیضا کعبہ کا کہ تیری غلامی ہم میں ہمیشہ پائی جائے اور اس گھر کی خدمت گامی تیری نسل میں رہے اور ہم کو ہمارے لیے جو کچھ آپ نے عبادت اور حج کے دستور کا قائم کئے ہیں وہ بھی تعلیم کر دے کہ اس کے مطابق ہم کریں اور جو کچھ ہم سے مستحقانے بشریت ان میں فرود گزارت ہو جائے تو معاف کر دیجیے اور میری ہادوی دیکھو۔ کس لیے نہ تیری ہی جہاد کے لئے وہاں رہا ہے اور ہے۔ یہ ہادی نسل سے ایک ایسا رسول مبعوث کرنا جو لوگوں کو تیری آغوشِ ہادہ گرنے پا کر سے اور اس پر اس نہ کرے بلکہ اس سلسلہ کے ہادی رکھنے کے لیے لوگوں کو تیری کتاب نصیب بھی کرے اور تعلیم کے بعد حکمت یعنی اسرار شریعت اور موزان حکم بھی بخلاوے تاکہ لوگوں پر جہاد معلوم نہ ہو اور وہ اپنے نفسی نبوت اور انوارِ معرفت سے لوگوں کو راست بھی کرے کہ بھردہ باطنی برتوں سے اپنے نبی کا مومن اور ہدایت کا رہنما بنیں۔ لیکن ان کی مصلحت ہوا تو انہ کو تیری جہاد اور ہر چیز پر تیری ہادہ بھی ہے۔

فواکھ: (۱) سارے ملک خشک کی طرح ہے اور خشک پہلے زمین بھی نہیں اور کھسک بھی بھی موضع کے ہے۔ خشک کے معنی مرہوت کرنا اور اس لیے جاہ کو ناسک کہتے ہیں۔ پھر خدا کے نام پر پڑائی کرنے کو بھی مرہوت ہونے کی وجہ سے خشک کہتے تھے اور وہ جو کچھ لوگ اور ان کی وجہ سے افعال حج کر بھی ناسک کہتے ہیں چن چن پڑائی پڑائی کرتے ہیں خدا عنی خدا کا کہ یعنی لا انا کا کہ بعد اعلیٰ ہذا اور ان سے جہاں اور جن مقامات میں افعال حج ادا کئے جاتے ہیں ان کو ناسک کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لوکل امة جعلنا منسککھم ناسک۔ اس جگہ بعض مفسرین ناسک سے شراب کی مع مرہوت لیتے ہیں اور بعض مرہوت عبادات مراد کہتے ہیں اور بعض اللہ۔

(۲) اس آیت میں خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو اس میں اہل بیت کے اسلام کی دغا پڑا دیا کہ یہ سب معلوم ہو (۱) یہ کہ حدیث تفسیر کو معمولی کام یا کار دنیا نہ تھا بلکہ نہایت دینی کام تھا کہ جس کے بعد وہ اپنی اس سبھی سے قبول ہونے کی دعا کرتے تھے۔ (۲) یہ کہ وہ خود اپنے لیے اور اپنے والد کے لیے خدا کا فریضہ اور اس گھر کا خدمت گزار ہونا اور شریعت و اسلام کا پرانہ اور وہ دنگہ دل سے بچے اور وہ جعلنا مسکین و فرقا مہکنا کہہ کے دعا کرتے تھے۔ (۳) ان کی دوز آرزو اور دعا سے بڑی دعا یہ تھی کہ وہ ان کی نسل میں سے ایک رسول نبیات اولو اعظم پیدا کرے کہ جس کا صداقت حوالہ محمد ﷺ کے اور کوئی نہیں۔ کس لیے کہ ابراہیمؑ اور اس نسل میں سے اور کوئی دغا نہیں نہیں ہوا ہے کہ جو تعلیم قرآن و حکمت کرنا اور ترقی کرنا اور آداب الہی پڑھ کر سنا تا ہو۔ تو اس میں جہاد میں جہاد کی نسل میں یہ کہ خدا نے وعدہ کیا ہے اور فرمانان سے خدا کا جولوہ کرنا فرمایا ہے اس کا صداقت بجز زائید باہر کات کے اور کوئی معلوم نہیں۔ (۴) یہ کہ ابراہیمؑ ہے کہ حضرت محمدؐ سے جو شریعت پرستی و علم و جہاد کی ہادہ کیاں عرب پر موعودا بھیجیں اور نسل اس نسل میں کہ یہ ان کے اصرار میں آیا تو ان میں گزرا۔ جس سے لوگوں نے غم و حسرت و ترکِ حاسن کیے ہو، اس سے نبی ﷺ نے فرمایا ہے اے نبی عند اللہ صی لہ اس کتاب

خاتم النبیین وان آدمہ لمنحدل فی طینہ و سامعہ کھ عی بدہ نعوی انا و عودہ ابو لھود و هو یودہ القوامہ من لھوت ربنا

















